خاتِ کمال بروجہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اُس سے ممکن
نقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا، اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ
حاطۂ دائرہ سے خارج نہ ہو
ن سب سے عطیہ اگرچہ وہ اصلا
کے شبہات واہیہ
احتول کو اظہار

سبع سنابل

ادارہ نور اسلام
آستانہ عالیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ
(مغربی پاکستان)

حسب الارشاد
سید محمد معصوم حسینی
قادری نوری

اشاعت جماعت نور اسلام



غایت کمال بروجہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اس سے ممکن

اِنَّ الَّذِیْنَ نقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا، اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ

حاطۂ دائرہ سے خارج نہ ہو

الحمد للہ

سچے خدا کو جھوٹ کا عیب لگانیوالے تمام وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین سب سے سچا اگرچہ وہ اصلا

خبیثہ امکان کذب ووقوع دروغ خدا کا بے مثال ردّ و ابطال ان کے شبہات واہیہ

باطلہ واوہام عاطلہ کا دفع وازہاق بروجہ کمال ان پر ان کی حماقتوں وقباحتوں کو اظہار

خباثتوں نجاستوں کو واضح وآشکار کرنیوالے چھ رسالے

مسمّٰی بنام تاریخی



سبحٰن السبوح

عن

عیب کذب مقبوح

١٣٠٧

مزق تلبیس ادعائے تقدیس والعیبۃ الجباریہ علٰی جہالۃ الاخباریہ دپیکانِ جانگداز

برمکذبان بے نیاز و دامانِ باغ سبحٰن السبوح والقمع المبین لآمال المکذبین

ازافادات وافاضات

حضور پرنور اعلیٰحضرت مجدد دین وملت قدس سرہ العزیز وتالیفات تلامذہ حضور رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

دارالاشاعت جامعہ گنج بخش دربار داتا صاحب لاہور

قیمت ڈھائی روپے

WITH SUP

ACK NUMBERED LINES INDICATE

USERS ARE URGED
THIS MAP TO COMM

GRID
100,000 M.

IGNORE
grid numb
the full c

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین در بارہ مسئلۂ امکان کذب باری تعالیٰ جس کا اعلان تحریری و تقریری علمائے گنگوہ و دیوبند اور اُن کے اتباع آجکل بڑے زور شور سے کر رہے ہیں۔ تحریر کتاب براہین قاطعہ میں کہ مولوی خلیل احمد انبہٹی کے نام سے شائع کی گئی (جس کی لوح پر لکھا ہے" بامر حضرت چنین وچناں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور خاتمہ پر اُن کی تقریظ بایں الفاظ ہے" احقر الناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب براہین قاطعہ کو اول سے آخر تک بغور دیکھا الحق کہ یہ جواب کافی اور حجت وافی ہے اور اپنے مصنف کی وسعت نور علم اور فسحت ذکاء و فہم پر دلیل واضح حق تعالیٰ اس تالیف نفیس میں کرامت قبولیت عطا فرمائے اور مقبول مقبولین و معمول عاملین فرما دے" جس سے ثابت کہ گویا کتاب[1] ہی تالیف اُن کی ہے) صفحہ تین پر یوں مکتوب ہے" امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے

[1] لطیفہ مولوی گنگوہی صاحب کے بعض شاگردان رشید کے سامنے اس براہین قاطعہ لما امر اللہ بہ ان یوصل پر چند اعتراضات کہ اس کے خروار سے مشتی نمونہ تھے بیان کئے گئے، شاگرد صاحب نے اپنے استاد کی حمایت میں اول تو کچھ رقص بسمل کی ادائیں دکھائیں جب کچھ نہ بنی ناچار ہو کر بولے کہ پھر حضرت (یعنی مولوی گنگوہی صاحب) پر کیا اعتراض ہے کہ یہ کتاب تو میاں انبہٹی کی ہے اس کے جواب میں کہا گیا اگر بالغرض ایسا ہی ہو تو جب انہوں نے یہ دھوم دھامی تقریظ اس پر لکھی کتاب انہیں مقبول ہو چکی کما انہوں نے متفرق طور پر بعض مقامات دیکھ کر تقریظ لکھی ہو گی کیا ضرور ہے کہ یہ مواقع اعتراض بھی نظر سے گذرے ہوں اس پر انہیں دکھا دیا گیا کہ تقریظ میں اول سے آخر تک اپنا دیکھنا لکھا ہے۔ بولے یونہی سرسری نظر سے دیکھی ہو گی کہ انہیں فرصت نہیں اس پر پھر دکھایا گیا کہ وہ تقریظ میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ بغور دیکھا اب کچھ نہ بن آئی ناچار سکوت کی ٹھہرائی۔ خدا کی شان وہ حضرت صاف صاف پکار رہے ہیں کہ کتاب کا حرف حرف مجھے مقبول، اور شاگردان رشید اُن پر سے دفع الزام کو ناحق ڈھلی بگڑی میاں خلیل احمد صاحب کے سر ڈھالتے ہیں مدعی سست گواہ چست ان کے پچھلے عذر پر یہ بھی عرض کی گئی کہ حضرت یہ عذر بدتر از گناہ ہے اب تک جہالت تھی اب تمہارے قول سے بددیانتی ثابت ہو گئی کہ کتاب سرسری نظر سے دیکھ کر اول تا آخر اس کے تمام مضامین پر الحق کہکر حلف اٹھالیا اس کا بھی کچھ جواب نہ تھا۔ اسی طرح انہیں شاگرد کے سامنے استاد صاحب کے مسائل فقہیہ کا تذکرہ آیا تھا کہ سخت غلط لکھتے ہیں اور باوصف دعوئے تقلید استناد لعبارت کتب کی بھی حاجت نہیں جانتے اکثر اپنے اجتہاد محض پر قناعت فرماتے ہیں۔ اس کا بھی یہی جواب دیا کہ حضرت کو مراجعت کتاب کی فرصت نہیں بے دیکھے یاد پر لکھ دیا کرتے ہیں سبحان اللہ حیث اجرؤکم علی الفتیا اجرؤکم علی النار کا کیا جواب ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اس بیان سے مقصود یہ کہ ع دوستی بے خرداں دشمنی ست، اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب فرمائے اور دین حق پر دنیا سے اٹھائے آمین ۱۲ س رحمہ اللہ

ہیں کمالاً بلکہ تقاضا میں اخص خاصۂ کمال بروجہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اُس سے ممکن نہیں اسی طرح خلف فی الوعید جو نقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا، اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ بجواز کا پس اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اُس پر تعجب ہے حالانکہ دائرہ سے خارج نہ ہو خلف وعید کی فرع ہے" انتھی ملخصاً تقریر مولوی ناظر حسن دیوبندی۔ ہے، اگرچہ وہ اصلا میرٹھ کے مسجد بالائے کوٹ پر بلند آواز سے چند مسلمانوں میں کہا کہ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ خدا لے بلکہ بولا نہ بولے مگر بول سکتا ہے، بہشتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیجدے تو کسی کا نہیں اور یہی امکانِ کذب ہے" انتھی۔ پس ایسا اعتقاد کیسا ہے؟ اور اُس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ جس کا عقیدہ ایسا ہے سچی بات بتاؤ اچھا اجر پاؤ۔

المستفتی

ابو محمد صادق علے مداح عفے عنہ گڑھ کمبیسری از میرٹھ بالائے کوٹ۔

فتوٰی

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

سبحٰن ربك رب العزة عما یصفون ۝ وسلام على المرسلين ۝ والحمد لله رب العالمين ۝ الحمد لله المتعالى شانه عن الكذب والجهل والسفه والهزل والعجز والبخل وكل ما ليس من صفات الكمال المنزه عظيم قدرته بكمال قدوسيته وجمال سبوحيته عن وصمة خروج ممكن او ولوج محال. قوله الحق ووعده الصدق ومن اصدق من الله قيلا: وكلامه الفصل وما هو بالهزل فسبحن الله بكرة واصيلا انه القدم ولنعته فلا حادث يقوم ولا قائم يحول وكلامه ازلى فصدقه ازلى فلا الكذب يحدث ولا الصدق يزول والصلاة والسلام على الصادق المصدوق سيد المخلوق النبي الرسول الامی بالحق

ے لکتابہ الحق بالحق

ہ وحدہ لا شریک لہ اشہد

ہ عبدہ ورسولہ بالحق ارسلہ صدقًا صدقًا صلوا علیہ اللہ وسلامہ

حبہ وکل من ینتمی الیہ. وعلینا معہم. وبہم ولہم یا ارحم الراحمین

ین امین. الٰہ الحق امین قال المصدق لربہ بتوفیقہ العظیم المسبح لمولاہ عن

کل وصف ذمیم: عبد المصطفٰی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی صدق اللّٰہ تعالیٰ قولہ فی الدنیا والاٰخرۃ وصدق فیہ ظنہ بالعفو والمغفرۃ. امین ؛

الجواب ــــــ اَللّٰھُمَّ هَدَایَةَ الحَقِّ وَالصَّوَابُ

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ بحول وقوت رب الارباب اس مختصر جواب موضح صواب ومزیح ارتیاب میں اپنے مولیٰ اجل وعلا کی تسبیح وتقدیس اور اُس جناب رفیع وجلال منیع پر جرأت وجسارت والوں تقبیح وتفلیس کے لئے کلام کو چار تنزیہوں پر منقسم اور ایک خاتمہ پر مختتم اور بنظر ہدایت عوام وازاحت اوہام ایک ضروری مقدمہ ان پر متقدم کرتا ہے. تنزیہ اوّل میں ائمہ دین وعلمائے معتمدین کے ارشادات متین جن سے بحمد اللہ شمس وامس کی طرح روشن ومبین کہ کذب الٰہی بالاجماع محال اور اسے قدیم سے ائمہ سنت میں مختلف فیہ ماننا عناد ومکابرہ یا جاہلانہ خیال تنزیہ دوم میں بفضل ربانی دعوے اہل حق پر دلائل نورانی جن سے واضح ہو کہ کذب الٰہی قطعاً مستحیل اور ادعائے امکان باطل وبے دلیل تنزیہ سوم میں امام وہابیہ ومعلم ثانی طائفہ نجدیہ مصنف رسالہ یکروزی کی خدمت گذاری، اور اُن حضرت کے اوہام باطلہ وہذیانات عاطلہ کی نازبرداری، کہ یہی صاحب ان حضرات نو کے امام کہن اور اُن کے مرجع وملجاء وماخذ ومنتہی انہیں کے سخن تنزیہ چہارم میں جہالات جدیدہ کا علاج کافی اور اس امر حق کا ثبوت وافی کہ مسئلہ قدیمہ خلف وعید اس مزلہ حادثہ سے منزلوں بعید خاتمہ میں جواب مسائل وحکم قائل والحمد للہ مجیب السائل ؁

مُقدمّہ

اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق مسلمان کا ایمان ہے کہ مولٰی سبحانہ

متعالیہ کہ سب صفات، صفات کمال بروجہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اُس سے ممکن نہیں یونہی معاذ اللہ کسی صفت نقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا، اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ جس قدر چیزیں اُس کے تعلق کی قابلیت رکھتی ہیں، ان کا کوئی ذرہ اُس کے احاطۂ دائرہ سے خارج نہ ہو یعنی کہ موجود و معدوم و باطل و موہوم میں کوئی شئے و مفہوم بے اُس کے تعلق کے نہ رہے، اگرچہ وہ اصلا صلاحیت تعلق نہ رکھتی ہو، اور اس صفت کے دائرہ سے محض اجنبی ہو، اب احاطہ و دائرہ کا تفرقہ دیکھیے (۱) خلاق کبیر جل وعلا فرماتا ہے خالق کل شئ فاعبدوہ وہ ہر چیز کا بنانے والا ہے تو اُسے پوجو یہاں صرف حوادث مراد ہیں کہ قدیم یعنی ذات وصفات باری عز مجدہ مخلوقیت سے پاک (۲) سمیع بصیر جل مجدہ فرماتا ہے انہ بکل شئ بصیرہ وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے، یہ تمام موجوداتؒ قدیمہ وحادثہ سب کو شامل مگر معدومات خارج یعنے مطلقاً یا جس چیز نے ازل سے اب تک کسوت وجود نہ پہنی نہ ابد تک

ـه فائدہ اعلم انه ربما یلمح کلام القاری فی منح الروض الی تخصیص بصارہ تعالی بالاشکال و الالوان وسمعہ بالاصوات والکلام وقد صرح العلامۃ اللقانی فی شرح جوهرۃ التوحید بعمومهما کل موجود وتبعه سیدی عبد الغنی فی الحدیقۃ وهذا کلام اللقانی قال لیس سمعه تعالی خاصا بالاصوات بل یعم سائر الموجودات ذوات کانت اوصفات فیسمع ذاته العلیۃ وجمیع صفاته الازلیۃ کما یسمع ذواتنا وما قام بنا من صفاتنا کعلومنا والواننا وهکذا ابصارہ سبحانه وتعالی لا یختص بالالوان ولا بالاشکال والاکوان فحکمه حکم السمع سواء بسواء فی متعلقهما واحدا اھ ما قال اللقانی قبل ذلک حیث عرف السمع بانها صفۃ ازلیۃ قائمۃ بذاته تعالی یتعلق بالمسموعات او بالموجودات الخ والبصر بانه صفۃ ازلیۃ تتعلق بالمبصرات او بالموجودات الخ فاقول لا یجب ان یکون اشارۃ الی الخلاف بل اتی اولا بالمبصرات معتمدا علی بداهۃ تصورہ ثم اردت بالموجودات فرارا عن صورۃ الدور ولیس فی التعبیرین تناف اصلا فان المبصر ما تعلق به الابصار ولیس فیه دلالۃ علی خصوصیۃ شئ دون شئ فاذا کان الابصار یتعلق بکل شئ کان المبصر والموجود متساویین نعم لما کان ابصارنا الدنیوی العادی مختصا باللون ونحوہ ربما یسبق الذهن الی هذا الخصوص فازال الوهم بقوله او بالموجودات اتیا بکلمۃ او للتخییر فی التعبیر وهذہ نکتۃ اخری للاسداف وانما لم یکتف به لان ذکر

پسنے کہ ابصار کی صلاحیت موجود ہی میں ہے، جو اصلاً ہے ہی نہیں وہ نظر کیا آئے گا، تو نقصان جانب قابل ہے نہ جانب فاعل، شرح فقہ اکبر میں ہے قد افتی ائمۃ سمرقند و بخارا انہ لا یجوز المعدوم غیر مرئی وقد ذکر الامام الزاهد الصفار فی اٰخر کتاب التلخیص ان المعدوم مستحیل الرؤیۃ وکذا المفسرون ذکروا ان المعدوم لا یصلح ان یکون مرئیًا للّٰہ تعالٰی وکذا قول السلف من الاشعریۃ والماتریدیۃ ان الوجود علۃ جواز الرؤیۃ مع الاتفاق ان المعدوم الممتنع یستحیل وجودہ لا تتعلق برؤیتہ سبحانہ اھ، شرح السنوسی للجزائریہ میں ہے انہما (یعنی سمعہ تعالٰی وبصرہ) لا یتعلقان الا بالموجود والعلم یتعلق بالموجود والمعدوم والمطلق والمقید اھ، حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے المعدومات التی ما ارادھا[1] اللّٰہ تعالٰی ولا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٥) المبصرات ادخل فی التمییز ثم اقول تحقیق المقام ان الابصار لا شك انہ لیس کالارادۃ والقدرۃ والتکوین التی لا یجب فعلیۃ جمیع التعلقات الممکنۃ لها بل هو من الصفات التی یجب ان تتعلق بالفعل بکل ما یصلح لتعلقها کالعلم فعدم ابصار بعض ما یصلح ان یبصر نقص یجب تنزیهہ تعالٰی عنہ کعدم العلم ببعض ما یصح ان یعلم وهذا مما لا یجوز ان یتناطح فیہ عنزان انما الشان فی تبیین ما یصح تعلق الابصار بہ فان ثبت القصر علی الاشکال والالوان والاکوان فذاك وان ثبت عموم الصحۃ کل موجود وجب القول بتحقق عموم الابصار ازلًا وابدًا لجمیع الکائنات القدیمۃ والحادثۃ الموجودۃ فی ازمنتها المحققۃ اوالمقدرۃ لما عرفت من انہ لا یجوز ههنا شیئ منتظر لکن الاول باطل للاجماع علی رؤیۃ المؤمنین ربهم تبارك وتعالٰی فی الدار الاٰخرۃ فکان اجماعًا علی ان صحۃ الابصار لا تختص بما ذکر وقد صرح اصحابنا فی هذا المبحث ان مصحح الرؤیۃ هو الوجود وقد اجمعوا کما فی المواقف انہ تعالٰی یری نفسہ فتبین ان الحق هو التعمیم وهذا قولہ تعالٰی انہ بکل شیئ بصیر جار علی صرافۃ عمومہ من دون تطرق تخصیص الیہ اصلًا هکذا ینبغی التحقیق واللّٰہ ولی التوفیق ومن اتقن هذا تیسر لہ اجراؤہ فی السمع بدلیل کلام اللّٰہ سبحانہ وتعالٰی فافهم واللّٰہ سبحانہ وتعالٰی اعلم ١٢ منہ رضی اللّٰہ عنہ

[1] اقول قولہ ما اراد ولا تعلقت ولا کشفت عبارات شتی عن معبر واحد وهو دوام العدم المناقض للوجود بالفعل فان کل ما اراد اللّٰہ تعالٰی فقد تعلقت القدرۃ بایجادہ بالفعل وبالعکس وما کان کذلك فقد کشف العلم عنہ موجودًا بالاطلاق العام وبالعکس ذلك لان العلم موجود تابع للوجود للمخلوق لا موجد الا بتعلق القدرۃ ولا تعلق للقدرۃ الا بترجیح الارادۃ کما تقرر کل ذلك فی مقرہ واللّٰہ تعالٰی اعلم ١٢ منہ رضی اللّٰہ عنہ

تعلقت القدرة بایجادها فی ازمنتہا المقدرة لہا ولاکشف عنہا العلم موجودة فی تلک الاثر منۃ فلا یتعلق بہا السمع والبصر وکذالک المستحیلات بخلاف العلم فانہ یتعلق بالموجود والمعدوم (۳) قوی قدیر تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے وھو علٰی کل شیٔ قدیر ہ وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے ۔ یہ موجود و معدوم سب کو شامل ۔ بشرط حدوث وامکان کہ واجب و محال اصلا لائق مقدوریت نہیں ۔ مواقف میں ہے القدیم لا یستند الی القدرة ، شرح مقاصد میں ہے لا شیٔ من الواجب والممتنع بمقدور ، امام یافعی فرماتے ہیں جمیع المستحیلات العقلیۃ لا تعلق للقدرة بہا ، کنز الفوائد میں ہے خرج الواجب والمستحیل فلا یتعلقان ای القدرة و الارادة بہما ، شرح فقہ اکبر میں ہے ما یمتنع بنفس مفہومہ کجمع الضدین وقلب الحقائق واعدام القدیم لا یدخل تحت القدرة القدیمۃ (۴) علیم خبیر عز شانہ فرماتا ہے وھو بکل شیٔ علیم ہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے ۔ یہ کلیہ واجب و ممکن و قدیم و حادث و موجود و معدوم و مفروض و موہوم غرض ہر شے و مفہوم کو قطعاً محیط جس کے دائرے سے اصلا کچھ خارج نہیں ، یہاں عمومات سے ہے جو عموم قضیۂ مامن عام الا وقد خص منہ البعض سے مخصوص ہیں ۔ شرح مواقف میں فرمایا علمہ تعالیٰ یعم المفہومات کلہا الممکنۃ والواجبۃ والممتنعۃ فھو اعم من القدرة لانہا تختص بالممکنات دون الواجبات والممتنعات اب دیکھئے لفظ چاروں جگہ ایک ہے یعنی کل شیٔ مگر ہر صفت نے اپنے ہی دائرے کی چیزوں کو احاطہ[۱] فرمایا ، جو اس کے قابل اور اس کے احاطہ میں داخل نہیں ، تو جس طرح ذات وصفات خالق کا دائرہ خلق میں نہ آنا ، معاذ اللہ عموم خالقیت میں نقصان نہ لایا ، نقصان جب تھا کہ کوئی مخلوق احاطہ سے باہر رہتا یا معدومات کا دائرہ ابصار سے مہجور رہنا عیاذاً باللہ احاطۂ بصر الٰہی میں باعث فتور نہ ہوا ، فتور جب ہوتا کہ کوئی مبصر خارج رہ جاتا ، اسی طرح صفت قدرت کا کمال یہ ہے کہ جو شے اپنی حد ذات[۲] میں ہونے کے

---

[۱] ای شملت مافی دائرتہا وان لم یشملہ اللفظ کما فی العلم ولم تشمل مالیس فیہا وان شملہ اللفظ کما فی الخلق وذالک ان الشیٔ عندنا یختص بالموجود قال تعالیٰ اولا یذکر الانسان انا خلقنٰہ من قبل ولم یک شیئاً ویعم الواجب قال تعالیٰ قل ای شیٔ اکبر شہادة قل اللہ فافہم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[۲] یشیر الی ان مصحح المقدوریۃ نفس الامکان الذاتی ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

قابل ہے، اُس سب پر قادر ہو کوئی ممکن احاطہ قدرت سے جدا نہ رہے، نہ یہ کہ واجبات و محالات عقلیہ کو بھی شامل ہو، جو اصلاً تعلق قدرت کی صلاحیت نہیں رکھتے، سبحان اللہ محال کے معنے ہی یہ ہیں کہ کسی طرح موجود نہ ہو سکے، اور مقدور وہ کہ قادر چاہے، تو موجود ہو جائے، پھر یہ دونوں کیوں کر جمع ہو سکتے ہیں؟ اور اس کے سبب یہ سمجھنا کہ کوئی شے دائرۂ قدرت سے خارج رہ گئی محض جہالت، کہ محالات مصداق وذات سے بہرہ ہی نہیں رکھتے، حتّٰی کہ فرض وتجویز[1] عقلی میں بھی تو اصلاً یہاں کوئی شئے تھی ہی نہیں جسے قدرت شامل نہ ہوئی، یا ان اللہ علی کل شیٔ قدیر کے عموم سے رہ گئی۔ یہاں سے ظاہر ہوگیا کہ مغویان تازہ جو اسی مسئلہ کذب ودیگر نقائص وغیرہا کی بحث میں بے علموں کو بہکاتے ہیں، کہ مثلاً کذب یا فلاں عیب یا فلاں بات پر اللہ عزوجل کو قادر نہ مانا، تو معاذ اللہ عاجز ٹھہرا، اور ان اللہ علی کل شیٔ قدیر کا انکار ہوا، یہ اُن ہوشیاروں کی محض عیاری وتزویر اور بے چارے عوام کو بھڑکانے کی تدبیر ہے ایہا المسلمون قدرت الٰہی صفت کمال ہوکر ثابت ہوئی ہے، نہ معاذ اللہ صفت نقص وعیب، اور اگر محالات پر قدرت مانیے، تو ابھی انقلاب ہوا جاتا ہے، وجہ سنیئے، جب کسی محال پر قدرت مانی اور محال، محال سب ایک سے ہیں، اتمہارے جاہلانہ خیال پر جس محال کو مقدور نہ کہیئے، اتنا ہی عجز وقصور سمجھیئے، تو واجب کہ سب محالات زیر قدرت ہوں، اور منجملۂ محالات سلب قدرت الٰہیہ بھی ہے، تو لازم کہ اللہ تعالٰی اپنی قدرت کھو دینے اور اپنے آپ کو عاجز محض بنا[2] لینے پر بھی قادر ہو، اچھا عموم قدرت مانا، کہ اصل قدرت ہی ہاتھ سے گئی۔ یونہی منجملہ محالات عدم باری عزوجل ہے، تو اس پر بھی قدرت لازم اب باری جل وعلا عیاذاً باللہ واجب الوجود نہ ٹھہرا، تعمیم قدرت کی بدولت الوہیت ہی سے ایمان گیا تعالی اللہ عما یقول الظٰلمون علوا کبیرا ۝ پس بحمد اللہ ثابت ہوا، کہ کمال یہ قدرت ماننا

---

[1] اور یہ تفسیر المراد بالفرض ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

[2] مگر بیہات حضرات نجدیہ سے کیا گلہ، اُن کا امام علم الٰہی کو صراحۃً اختیاری لکھ چکا کما سیاتی فی التنزیہ الثالث تو جب اُس کے نزدیک باری تعالٰی اپنے آپ کو جاہل بنانے پر قادر ٹھہرا، عاجز بنانے پر بھی سہی چو آب از سر گزشت چہ یک نیزہ یک دست ۱۲ س عفا عنہ ورحمہ اللہ تعالٰی

قطع نظر اس سے کہ خود قول بالمحال ہے، جناب باری عزاسمہ کو سخت عیب لگانا اور تعمیم قدرت کے پردے میں اصل قدرت بلکہ نفس الوہیت سے منکر ہو جاتا ہے۔ بلند انصاف حضرات یہ تو حالات اور اہلِ سنت پر معاذ اللہ عجز باری عزوجل ماننے کے الزامات، ہمارے دینی بھائی اس مسئلہ کو خوب سمجھ لیں، کہ ان حضرات کے مغالطہ و تلبیس سے امان میں رہیں واللہ الموفق ۔

تنزیہ اوّل ارشادات علماء میں

اقول وباللہ التوفیق میں یہاں ازالۂ اوہام حضرات مخالفین کو اکثر عبارات ایسی نقل کروں گا کہ امتناع کذب الٰہی پر تمام اشعریہ و ماتریدیہ کا اجماع ثابت کریں، جس کے باعث اس وہم عاطل کا علاج قاتل ہو، کہ معاذ اللہ یہ مسئلہ قدیم سے مختلف فیہ ہے۔ حاش للہ بلکہ بطلان امکان پر اجماع اہل حق ہے، جس میں اہل سنت کے ساتھ معتزلہ وغیرہم فرق باطلہ بھی متفق، ناظر ماہر دیکھے گا کہ میرا یہ مدعا ان عبارتوں سے کن کن طور پر رنگ ثبوت پائے گا، اول ظاہر و جلی یعنی وہ نصوص جن میں امتناع کذب پر صراحۃً اجماع منصوص، دوم اکثر عبارتیں علمائے اشعریہ کی ہوں گی، تاکہ معلوم ہو کہ مسئلہ خلافی نہیں سوم وہ عبارات جن میں بنائے کلام حسن و قبح عقلی کے انکار پر ہو، کہ یہ اصول اشاعرہ سے ہے، تو لاجرم مسئلہ اشاعرہ و ماتریدیہ کا اجماعی ہوا، اگرچہ عند التحقیق صرف حسن و قبح بمعنے استحقاق مدح و ثواب و ذم و عقاب کی شرعیت و عقلیت میں تجاذب آرا ہے، نہ بمعنے صفت کمال و صفت نقصان کہ بایں

لہ مگر بیہات حضرات وہابیہ سے کیا شکایت، اُن کا امام باری عزوجل کے حق میں تمام عیوب و نقائص و فواحش کو ممکن مان چکا جس کا ایضاح بازغ و رد بالغ حضرت مصنف علام تنزیہ سوم میں افادہ فرمائیں گے، اور طائفہ نجدیہ کے ایک رکن رکین و امام الطائفہ کی حمایت جاہلیت حائفہ کی حمیت جواب تحقیق الفتوی میں اس پر لائی کہ باری سبحانہ کا تمام قبائح و شنائع سے متصف ہونا صاف صاف ممکن لکھ دیا۔ پھر جب علمائے اہل سنت کی طرف سے دار و گیر ہوئی۔ دوسرے رسالہ میں طرفہ اعجوبہ گڑھا کہ نہ ممکن نہ محال بلکہ ممتنع بالغیر ہے، اے سبحان اللہ کسی نے سچ کہا تھا کہ مصنفان رسالہ یکروزی ظلام الفاضل نہ مسلم نہ کافر بلکہ وہابی ہیں۔ پھر اضطراب کی یہ حالت کہ خود اسی رسالہ میں لکھ گیا، ممتنع بالغیر وہی ہوتا ہے جو ممکن ہو، سچ ہے خدا جسے گمراہ کرتا ہے عقل پہلے لے لیتا ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین ۱۲ من عفا عنہ ورحمہ اللہ

معنے باجماع عقلاً عقلی ہیں کما نصوا علیہ جمیعا ونبہ علیہ ھھنا المولیٰ سعد الدین التفتازانی فی شرح المقاصد والمولی المحقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الھمام وغیرھما من الجھابذۃ الکرام اب بتوفیق اللہ تعالیٰ نصوص ائمہ وکلمات علما نقل کرتا ہوں :۔

نص ۱۔ شرح مقاصد کے مبحث کلام میں ہے الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالیٰ محال اھ ملخصاً، جھوٹ باجماع علما محال ہے کہ وہ بالاتفاق عقلا عیب ہے، اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔ نص ۲۔ اُسی کی بحث حسن وقبح میں ہے قد بینا فی بحث الکلام امتناع الکذب علی الشارع تعالیٰ ہم بحث کلام میں ثابت کر آئے کہ اللہ عزوجل پر کذب محال۔ نص ۳۔ اسی کی بحث تکلیف بالمحال میں ہے محال جھلہ اوکذبہ تعالیٰ عن ذٰلک اللہ تبارک وتعالیٰ کا جہل یا کذب دونوں محال ہیں، برتری ہے اُسے ان سے۔ نص ۴۔ اسی میں ہے الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ فیہ مفاسد لا تحصی ومطاعن فی الاسلام لا تخفی منھا مقال الفلاسفۃ فی المعاد ومجال الملاحدۃ فی العناد ومنھا بطلان ما علیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی النار ثم صریح اخبار اللہ تعالیٰ بہ فجواز عدم وقوع مضمون ھذا الخبر متحمل ولما کان ھذا باطلا قطعا علم ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ باطل قطعا اھ ملتقطا یعنی خبر الٰہی میں کذب پر بے شمار خرابیاں اور اسلام میں آشکارا طعن لازم آئیں گے، فلاسفہ حشر میں گفتگو لائیں گے، ملحدین اپنے مکابروں کی جگہ پائیں گے، کفار کا ہمیشہ آگ میں رہنا کہ بالاجماع یقینی ہے، اس پر سے یقین اٹھ جائیں گے، کہ اگرچہ خدا نے صریح خبریں دیں مگر ممکن ہے کہ واقع نہ ہوں، اور جب یہ امور یقیناً باطل ہیں، تو ثابت ہوا کہ خبر الٰہی میں کذب کو ممکن کہنا باطل ہے۔ نص ۵۔ شرح عقائد نسفی میں ہے کذب کلام اللہ تعالیٰ محال اھ ملخصاً کلام الٰہی کا کذب محال ہے۔ نص ۶۔ طوالع الانوار کی فرع متعلق بمبحث کلام میں ہے الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔ نص ۷۔ مواقف کی بحث کلام میں ہے انہ تعالیٰ یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً اما عند المعتزلۃ فلان الکذب قبیح وھو سبحانہ لا یفعل القبیح واما عندنا فلانہ نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال اجماعاً یعنی اہل سنت ومعتزلہ سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے، معتزلہ تو اس

لئے محال کہتے ہیں کہ کذب بُرا ہے، اور اللہ تعالیٰ بُرا فعل نہیں کرتا، اور ہم اہل سُنت کے نزدیک اس دلیل سے ناممکن ہے کہ کذب عیب ہے، اور ہر عیب اللہ تعالےٰ پر بالاجماع محال ہے۔ **نص ۸** مواقف و شرح مواقف کی بحث حسن و قبح میں ہے مدرك امتناع الكذب منه تعالیٰ عندنا ليس هو قبحه العقلی حتی يلزم من انتفاء قبحه ان لا يعلم امتناعه منه اذله مدرك اٰخر قد تقدم اھ ملخصاً یعنی ہم اشاعرہ کے نزدیک کذب الٰہی محال ہونے کی دلیل قبح عقلی نہیں ہے، اُس کے عدم سے لازم آئے، کہ کذب الٰہی محال نہ جانا جائے۔ بلکہ اس کے لئے دوسری دلیل ہے کہ اوپر گذری۔ یعنی وہی کہ جھوٹ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ میں عیب محال۔ **نص ۹**۔ انہیں کی بحث معجزات میں ہے تقدم فی مسئلة الكلام من موقف الالٰهيات امتناع الكذب عليه سبحانه و تعالیٰ یعنی ہم موقف الٰہیات سے مسئلۂ کلام میں بیان کر آئے، کہ اللہ تعالےٰ کا کذب زنہار ممکن نہیں۔ **نص ۱۰**۔ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد مسایرہ میں فرماتے ہیں يستحيل عليه تعالیٰ سمات النقص كالجهل والكذب جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل و کذب سب اللہ تعالےٰ پر محال ہیں۔ **نص ۱۱**۔ علامہ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریف قدسی اس کی شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں لاخلاف بين الاشعرية وغيرهم فی ان كل ما كان وصف نقص فالباری تعالیٰ عنه منزه وهو محال عليه تعالیٰ والكذب وصف نقص اھ ملخصاً یعنی اشاعرہ و غیر اشاعرہ کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ جو کچھ صفت عیب ہے باری تعالیٰ اس سے پاک ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ پر ممکن نہیں، اور کذب صفت عیب ہے۔ **نص ۱۲**۔ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں قولہ تعالیٰ فلن يخلف الله عهده يدل على انه سبحانه منزه عن الكذب فی وعده و وعيده قال اصحابنا لان الكذب صفة نقص والنقص على الله تعالیٰ محال وقالت المعتزلة لان الكذب قبيح لانه [illegible] فيستحيل ان يفعله فدل على ان الكذب منه محال اھ ملخصاً اللہ عزوجل کا فرمانا کہ اللہ ہرگز اپنا عہد جھوٹا نہ کریگا۔ دلالت کرتا ہے کہ مولیٰ سبحانہ و تعالےٰ اپنے ہر وعدہ و وعید میں جھوٹ سے منزہ ہے، ہمارے اصحاب اہل سنت و جماعت اس دلیل سے کذب الٰہی کو ناممکن جانتے ہیں کہ وہ صفت نقص ہے، اور اللہ عزوجل پر نقص محال، اور معتزلہ اس دلیل سے ممتنع مانتے ہیں کہ کذب قبیح لذاتہ ہے تو باری

عزوجل سے صادر ہونا محال، غرض ثابت ہوا کہ کذب الٰہی اصلاً امکان نہیں رکھتا۔ نص ۱۳۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا لامبدل لکلمتہ وھو السمیع علیم پوری ہے بات تیرے رب کی سچ اور انصاف میں کوئی بدلنے والا نہیں اس کی باتوں کا، اور وہی ہے سنتا جانتا۔ امام ممدوح اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں اعلم ان ھذہ الاٰیۃ تدل علی ان کلمۃ اللہ تعالٰی موصوفۃ بصفات کثیرۃ (الی ان قال) الصفۃ الثانیۃ من صفات کلمۃ اللہ کونھا صدقا والدلیل علیہ ان الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالٰی محال یہ آیت ارشاد فرماتی ہے کہ اللہ تعالٰی کی بات بہت صفتوں سے موصوف ہے ازانجملہ اس کا سچا ہونا، اور اس پر دلیل یہ ہے کہ کذب عیب ہے، اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔ نص ۱۴۔ یہیں فرماتے ہیں۔ صحۃ الدلائل السمعیہ موقوفۃ علی ان الکذب علی اللہ تعالٰی محال دلائل قرآن وحدیث کا صحیح ہونا اس پر موقوف ہے کہ کذب الٰہی محال مانا جائے۔ نص ۱۵۔ زیر قولہ تعالٰی ماکان اللہ ان یتخذ من ولد سبحنہ بعض تمسکات معتزلہ کے رد میں فرماتے ہیں اجاب اصحابنا عنہ بان الکذب علی اللہ تعالٰی محال۔ اہل سنت نے جواب دیا کہ کذب الٰہی محال ہے۔ نص ۱۶۔ علامہ سعد تفتازانی شرح مقاصد میں انہیں امام ہمام سے ناقل صدق کلامہ تعالٰی لما کان عندنا ازلیا امتنع کذبہ لان ما ثبت قدمہ امتنع عدمہ کلام خدا کا صدق جبکہ ہم اہل سنت کے نزدیک ازلی ہے۔ تو اس کا کذب محال ہوا، کہ جس چیز کا قدم ثابت ہے، اس کا عدم محال ہے۔ تنبیہ انہیں امام عسلام کا ارشاد کہ کذب الٰہی کا جواز ماننا قریب بکفر ہے۔ انشاء اللہ تعالٰی تنزیہ چہارم میں آئے گا۔ نص ۱۷۔ تفسیر بیضاوی شریف میں ہے۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا انکار ان یکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لایتطرق الکذب الٰی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالٰی محال۔ اللہ تعالٰی اِس آیت میں انکار فرماتا ہے اس سے کہ کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا ہو کہ اس کی خبر تک تو کذب کو کسی طرح راہ ہی نہیں کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔ نص ۱۸۔ تفسیر مدارک شریف میں ہے :-

ومن اصدق من اللہ حدیثا تمییز وھو استفہام بمعنی النفی ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ

الکذب علیہ تعالیٰ بقبحہٖ[1] لکونہ اخباراً عن الشئ بخلاف ماھو علیہ آیت میں استفہام انکاری ہے، یعنی خبر و وعدہ وعید کسی بات میں کوئی شخص اللہ سے زیادہ سچا نہیں، کہ اُس کا کذب تو محال بالذات ہے کہ خود اپنے معنی ہی کے رو سے قبیح ہے کہ خلاف واقع خبر دینے کا نام ہے۔ نص ۱۹ تفسیر علامۃ الوجود سیدی ابی السعود عمادی میں ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا ٥ انکار لان یکون احد اصدق منہ تعالیٰ فی وعدہ وسائر اخبارہ وبیان لاستحالتہ کیف لا والکذب محال علیہ سبحٰنہ دون غیرہ، آیت میں انکار ہے اس کا کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا ہو وعدہ میں یا اور کسی خبر میں اور بیان ہے اس زیادت کے محال ہونے کا اور کیوں نہ محال ہو کہ اللہ تعالیٰ کا کذب تو ممکن ہی نہیں بخلاف اوروں کے۔ نص ۲۰ تفسیر روح البیان میں ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا ٥ انکار لان یکون احد اکثر صدقا منہ فان الکذب نقص وھو علی اللہ محال دون غیرہ اھ ملخصاً آیت اس امر کا انکار فرماتی ہے کہ کوئی شخص صدق میں اللہ سے زائد ہو کہ کذب عیب ہے اور وہ خدا پر محال ہے نہ اُس کے غیر پر۔ نص ۲۱۔ شرح السنوسیہ میں ہے الکذب علی اللہ تعالیٰ محال لانہ دناءۃ اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے کہ وہ کمینہ پن ہے۔ نص ۲۲۔ فاضل سیف الدین ابہری کی شرح مواقف میں ہے ممتنع علیہ الکذب اتفاقاً لانہ نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال اجماعاً کذب الٰہی بالاتفاق محال ہے کہ وہ عیب ہے، اور ہر عیب اللہ تعالیٰ پر بالاجماع محال۔ نص ۲۳۔ شرح عقائد جلالی میں ہے الکذب نقص والنقص علیہ محال فلا یکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ کما تر جوی النقص علیہ تعالیٰ کالجھل والعجز جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال تو کذب الٰہی

---

[1] اقول استدل قدس سرہ بالقبح امانی نظر الظاھر فلانہ رحمہ اللہ تعالیٰ من ائمتنا الماتریدیہ ولذا عدلت عنہ الاشاعرۃ کصاحب المواقف وصاحب المفاتیح کما سمعت نصھما و اما عند التحقیق فلان عقلیۃ القبح بھذا المعنی من المجمع علیہ بین العقلاء وھؤلاء الاشاعرۃ رحمھم اللہ تعالیٰ انفسہم ناصون بذلک فلا علیک من ذھول من ذھل کما اومأنا الیہ فی صدر البحث واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ممکنات سے نہیں، نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اُسے شامل جیسے تمام اسباب عیب مثل جہل وعجز الٰہی +
کہ سب محال ہیں، اور صلاحیت قدرت سے خارج۔ نص ۲۴۔ اُسی میں ہے لا یصح علیہ تعالیٰ
الحرکۃ والانتقال ولا الجھل ولا الکذب لانھا نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال اللہ تعالیٰ
پر حرکت وانتقال وجہل وکذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سب عیب ہیں اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال +
نص ۲۵۔ کنز الفوائد میں ہے قدس تعالیٰ شانہ عن الکذب شرعًا وعقلًا اذھو قبیح یدرک
العقل قبحہ من غیر توقف علی شرع فیکون محالا فی حقہ تعالیٰ عقلًا وشرعًا کما حققہ
ابن الھمام وغیرہ اللہ عزوجل بحکم شرع وبحکم عقل ہر طرح کذب سے پاک مانا گیا، اس لئے کہ کذب
قبیح عقلی ہے کہ عقل خود بھی اُس کے قبح کو مانتی ہے بغیر اس کے کہ اس کا پہچاننا شرع پر موقوف ہو تو
جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کے حق میں عقلاً وشرعاً ہر طرح محال ہے، جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اس
کی تحقیق افادہ فرمائی + نص ۲۶۔ مولٰنا علی قاری شرح فقہ اکبر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
میں فرماتے ہیں الکذب علیہ تعالیٰ محال اللہ تعالیٰ پہ کذب محال ہے۔ نص ۲۷۔ مسلم الثبوت
میں ہے المعتزلۃ قالوا لولا کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالیٰ عقلًا والجواب
انہ نقص فیجب تنزیھہ تعالیٰ عنہ کیف وقد مر انہ عقلی باتفاق العقلاء لان ماینافی
الوجوب الذاتی من جملۃ النقص فی حق الباری تعالیٰ ومن الاستحالات العقلیۃ علیہ
سبحٰنہ اھ ملخصًا مع الشرح حاصل یہ کہ معتزلہ نے اہل سنت سے کہا اگر حکم عقلی نہ ہو، تو اللہ
تعالیٰ کا کذب محال نہ رہے حالانکہ اُسے ہم تم بالاتفاق محال عقلی مانتے ہیں، اہل سنت نے جواب
دیا کہ کذب اس لئے محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ مانیں،
اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلا کا اجماع ہے، وجہ یہ ہے کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت
کی ضد ہے، وہ سب اللہ تعالیٰ کے حق میں عیب ہے اور اُس کی شان میں محال عقلی۔ نص ۲۸۔ مولٰنا
نظام الدین سہالی اُس کی شرح میں لکھتے ہیں الکذب نقص لان ماینافی الوجوب الذاتی من
الاستحالات العقلیہ بذلک اثبت الحکماء الذین ھم غیر متشرعین بشیء یعنی
الاستحالات المذکورۃ فان الوجوب والکذب لا یجتمعان کما بین فی الکلام اھ ملخصًا
جھوٹ بولنا عیب ہے کہ جو کچھ خدا ہونے کے منافی ہے، وہ سب محال عقلی ہے، اسی دلیل سے وہ

حکما تک اسے محال جانتے ہیں جو کسی شریعت پر ایمان نہیں رکھتے کہ خدائی و دروغ گوئی جمع نہ ہوں گی جیساکہ علم کلام میں ثابت ہو چکا ہے۔ نص ۲۹۔ مولانا بحر العلوم عبد العلی ملک العلما فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ صادق قطعا لاستحالۃ الکذب ھناك اللہ تعالیٰ یقیناً سچا ہے کہ وہاں کذب کا امکان ہی نہیں نص ۳۰۔ افسوس کہ امام وہابیہ کے نسباً چچا اور علماً باپ اور طریقۃً دادا یعنی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے بھی اس پسر نامور کی رعایت نہ فرمائی۔ کہ تفسیر عزیزی میں زیر قولہ تعالےٰ فلن یخلف اللہ عھدہ یوں تصریح فرمائی "خبر او تعالےٰ کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانیست عظیم کہ ہرگز بصفات او راہ نیابد و حق او تعالےٰ کہ مبرا از جمیع عیوب و نقائص ست خلاف خبر مطلقاً نقصان محض است اھ ملخصاً" مدعیان جدید سے پوچھا جائے جناب باری میں کہاں تک نقصان ممکن مانتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہ تعالےٰ سچا ایمان سچا ادب نصیب فرمائے آمین، یہاں نصوص ائمہ و تصریحات علما میں نہایت کثرت اور جس قدر فقیر نے ذکر کئے عاقل منصف کے لئے ان میں کفایت، بلکہ ایسے مسائل میں ہنگام تنبہ یا ادنےٰ تنبیہ پر سلامت، عقل و نور ایمان دو شاہد عدل کی گواہی معتبر واذ وعیت ما القی علیك الیراع وتبین الاجماع دبان ان لیس لاحد نزاع فلا علیك من اضطراب مضطرب والحمد للہ المنزہ عن الکذب ء

تنزیہ دوم دلائل قاہرہ و حجج باہرہ میں

فقیر غفر اللہ تعالےٰ لہ بتوفیق مولےٰ سبحانہ و تعالےٰ ان مختصر سطور میں بلحاظ ایجاز کذب باری عز اسمہ کے محال صریح اور توہم امکان کے باطل قبیح ہونے پر صرف تیس دلیلیں ذکر کرتا ہے جن میں خمسہ اولےٰ کلمات طیبات ائمہ کرام و علمائے عظام علیہم رحمۃ الملک المنام میں ارشاد و الہام ہوئیں، اور باقی پچیس ہادی اجل عزوجل کے فیض ازل سے عبد اذل کے قلب پر القا کی گئیں والحمد للہ رب العلمین :۔

دلیل اول کہ نصوص سابقہ میں مکرر گذری جس پر طوالع و شرح مقاصد و مسایرہ و مسامرہ و مفاتیح الغیب و مدارك و بیضاوی و ارشاد العقل و روح البیان و شرح سنوسیہ و شرح ابہری و شرح

عقائد جلالی[12] و کنز الفوائد[13] و مسلم الثبوت[14] و شرح نظامی[15] و فواتح الرحموت[16] وغیرہا کتب تفسیر و اصول میں تعویل فرمائی کہ کذب عیب ہے اور ہر عیب باری عزوجل کے حق میں محال، اور فی الواقع یہ کلیہ اصول اسلام و قواعد کلام سے ایک اصل عظیم و قاعدہ جلیلہ ہے، جس پر تمام عقائد تنزیہ بلکہ مسائل صفات ثبوتیہ بھی متفرع کما لا یخفی علی من طالع کلمات القوم، شرح عقائد نسفی میں ہے الحی القادر العلیم السمیع البصیر الشائی المرید لان اضدادھا نقائص یجب تنزیہ اللہ تعالٰی عنہا شرح سنوسیہ میں ہے اما برھان وجوب السمع والبصر و الکلام اللہ تعالٰی فالکتاب و السنۃ و الاجماع و ایضاً لو لم یتصف بھا لزم ان یتصف باضدادھا وھی نقائص والنقص علیہ تعالٰی محال شرح مواقف میں ہے لا طریق لنا الی معرفۃ الصفات سوی الاستدلال بالافعال و التنزہ عن النقائص اقول و باللہ التوفیق بداہت عقل شاہد ہے کہ اللہ عزمجدہ جمیع عیوب و نقائص سے منزہ اس کا ادراک[1] شرع پر موقوف نہیں، ولہذا بہت عقلائے غیر اہل ملت بھی تنزیہ باری جل وعلا میں ہمارے موافق ہوئے و ان یثبتوا بجہلھم ما یستلزم النقص غیر دارین انہ کذلک بل زاعمین[3] انہ ھو الکمال ولا عبرۃ بسخافات الحمقاء الذین لا عقل لھم ولا دین اعاذنا اللہ تعالٰی من شرھم اجمعین یہاں تک کہ فلاسفہ نے بھی بزعم خود اس اصل اصیل پر مسائل متفرع کئے منہا ما فی المواقف وشرحھا قال جمہور الفلاسفۃ لا یعلم الجزئیات المتغیرۃ والا فاذا علم مثلا ان زیداً فی الدار الآن ثم خرج عنہا فاما ان یزول ذالک و یعلم انہ لیس فی الدار او یبقی ذالک العلم بعینہ بحالہ والاول یوجب التغیر فی ذاتہ من صفۃ الی اخری والثانی یوجب الجھل وکلاھما نقص یجب تنزیھہ تعالٰی عنہ اھ ومنہا ما فیہ ایضاً اما الفلاسفۃ فانکروا القدرۃ بالمعنی المذکور لاعتقادھم انہ نقصان واثبتوا لہ

---

[1] ای عقلا اذ فیہ الکلام بدلیل الحصر فافادان التنزہ عن النقائص واجب لذات الواجب عقلا فالاتصاف بشیئ منہا محال عقلا ۱۲ منہ [2] وقد صرح بہ فی الکنز وشرح المواقف اما الکنز فقد سمعت نصہ واما السید فلما عرفت انفا ۱۲ منہ [3] کما قالوا فی صدور العالم بالایجاب کما سیأتی ۱۲ منہ

الایجاب زعما منھم انہ الکمال التام پھر شرع مطہر کی طرف رجوع کیجئے تو مسئلہ اعلےٰ ضروریات دین سے ہے، جس طرح قرآن و حدیث نے باری جل مجدہ کی توحید ثابت فرمائی، یوں ہی ہر عیب و منقصت سے اُس کی تنزیہ و تقدیس اور خود کلمۂ طیبہ سبحٰن اللہ و اسمائے حسنیٰ سبوح و قدوس، کے معنی ہی یہ ہیں، و لہٰذا تسبیحات حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں وارد سبحٰن الذی لاینبغی التسبیح الا لہ جس کے باعث تو قہ وہ پہ وقف اور تسبیحوہ کو اُس سے فصل کیا گیا پھر مرتبۂ اجمال میں اُس پر اجماع اہل اسلام منعقد کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کہنے والا اپنے رب عزوجل پر عیوب و نقائص روا نہ رکھے گا فالاجماع فی الدرجۃ الثالثۃ من الادلۃ لا انہ العمدۃ فی اثبات المسئلۃ کما وتم عن بعض الاجلۃ فاعرف ۔

دلیل دوم ۔ **العظمۃ للہ** اگر کذب الٰہی ممکن ہو، تو اسلام پر وہ طعن لازم آئیں کہ اٹھائے نہ اٹھیں، کافروں ملحدوں کو اعتراض و مقال و عناد و جدال کی وہ مجالیں ملیں کہ مٹائے نہ مٹیں دلائل قرآن عظیم و وحی حکیم یکدست ہاتھ سے جائیں، حشر و نشر و حساب و کتاب و جنت و نار و ثواب و عذاب کسی پر یقین کی کوئی راہ نہ پائیں، کہ آخر ان امور پر ایمان صرف اخبار الٰہی ہی سے ہے، جب معاذ اللہ کذب الٰہی ممکن ہو تو عقل کو ہر خبر الٰہی میں احتمال رہے گا. شاید یوں ہی فرما دی ہو، شاید ٹھیک نہ پڑے سبحٰنہ و تعالیٰ عما یصفون: ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ یہ دلیل شرح مقاصد میں افادہ فرمائی، جس کی عبارت نص چہارم میں گذری ۔ اور امام رازی نے بھی تفسیر کبیر میں زیر قولہ تعالےٰ و تمت کلمت ربک صدقا و عدلا اس کی طرف اشارہ کیا، کذب الٰہی کے محال ہونے پر دلیل عقلی قائم کرکے فرماتے ہیں ولا یجوز اثبات ان الکذب علے اللہ محال بالدلائل السمعیۃ لان صحۃ الدلائل السمعیۃ موقوفۃ علے ان الکذب علے اللہ تعالیٰ محال فلو اثبتنا امتناع الکذب علے اللہ تعالیٰ بالدلائل السمعیۃ لزوم الدور وھو باطل **اقول** و باللہ التوفیق تنویر دلیل یہ ہے کہ عقل جس امر کو ممکن جانے گی اور ممکن وہی جسے وجود و عدم دونو سے یکساں نسبت ہو چاہے وہ امر کیسا ہی مستبعد ہو مگر عقل از پیش خویش اُس کے ابدًا ابدًا عدم وقوع پر جزم نہیں کر سکتی کہ ہر ممکن مقدور اور ہر مقدور صالح ارادہ اور ارادہ الٰہیہ امر غیب ہے جس تک عقل کی اصلا رسائی نہیں پھر وہ بطور خود کیونکر کہہ سکتی ہے، کہ اگرچہ کذب الٰہی زیر قدرت

ہے، مگر مجھے اُس کے ارادہ پر خبرت ہے کہ ازل سے ابد تک بولانہ بولے ارادہ پر حکم وہیں کر سکتے ہیں جہاں خود صاحب ارادہ جل مجدہ خبر دے کہ فلاں امر ہم کبھی صادر نہ فرمائیں گے کقولہ تعالٰے لا یکلف اللہ نفسًا الّا وسعھا وقولہ تعالٰے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر امام فخر الدین رازی تفسیر سورۂ بقر میں زیر کریمہ ام تقولون علے اللہ مالا تعلمون ٥ فرماتے ہیں الاٰیۃ تدل علٰے فوائد (الی ان قال) ثانیھا ان کل ما جاز وجودہ وعدمہ عقلا لم یجز المصیر الی الاثبات او الی النفی الا بدلیل سمعی اور تفسیر سورۂ انعام میں زیر قولہ تعالٰی قل اللہ شھید بینی وبینکم تقریر فرماتے ہیں المطالب علٰے اقسام ثلٰثۃ منھا ما یمتنع اثباتہ بالدلائل السمعیۃ فان کل ما توقف صحۃ السمع علٰے صحتہ امتنع اثباتہ بالسمع والالزم الدور ومنھا ما یمتنع اثباتہ بالعقل وھو کل شئ یصح وجودہ ویصح عدمہ عقلا فلا امتناع فی احد الطرفین اصلا فالقطع علٰے احد الطرفین بعینہ لا یمکن الا بالدلیل السمعی الخ امام الحرمین قدس سرہٗ کتاب الارشاد میں ارشاد کرتے ہیں اعلموا وفقکم اللہ تعالٰی ان اصول العقائد تنقسم الی ما یدرک عقلا ولا یسوغ تقدیر ادراکہ سمعا والی ما یدرک سمعا ولا یتقدر ادراکہ عقلا والی ما یجوز ادراکہ سمعا وعقلا فاما مالا یدرک الا عقلا فکل قاعدۃ فی الدین یتقدم علے العلم بکلام اللہ تعالٰی ووجوب اتصافہ بکونہ صدقا اذ السمعیات تستند الی کلام اللہ تعالٰی وما سبق ثبوتہ فی المرتبۃ علٰے ثبوت الکلام وجوبا فیستحیل ان یکون مدرکہ السمع واما مالا یدرک الا سمعا فھو القضاء بوقوع ما یجوز فی العقل فلا یتقدر الحکم بثبوت الجائز ثبوتہ فیما غاب عنا الا بسمع الخ شرح عقائد نسفی میں ہے القضایا منھا ما ھی ممکنات فلا طریق الی الجزم باحد جانبیھا فکان من فضل اللہ ورحمتہ ارسال الرسل لبیان ذالک اھ ملخصًا میں کہتا ہوں اب آدمیوں ہی میں دیکھ لیجئے کہ جو کام زید کی قدرت میں ہے دوسرا ہرگز اس پر جزم نہیں کر سکتا کہ وہ کبھی اسے نہ کرے گا پھر یہاں بعد اخبار زید بھی جزم وتیقن کی راہ نہیں، مثلاً زید کہے بلکہ قسم بھی کھائے کہ میں اس سال ہرگز سفر نہ کروں گا تاہم دوسرا اگرچہ صدق زید کا کیسا ہی معتقد ہو قسم نہیں کھا سکتا کہ زید اس سال یقیناً سفر نہ کرے گا اور کھائے گا تو سخت جری وبے باک اور نگاہِ عقلاً میں ہلکا ٹھہرے گا تو وجہ

کیا، وہی کہ غیب کا حال معلوم نہیں، اور زید کی بات سچی ہی ہونی کیا ضرور ممکن کہ فرق پڑ جائے، جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہولیا اور اب تم نے کذب الٰہی کو زیر قدرت مانا تو عقلاً تو ہر خبر میں احتمال کذب ہوا ہی رہا یہ کہ خبر الٰہی یقین دلائے کہ اللہ عزوجل اگرچہ جھوٹ بولنے پہ قادر ہے مگر نہ کبھی بولا، نہ بولے، ہیہات اس یقین کی طرف بھی کوئی راہ نہیں، کہ آخر یہ خبر کلام الٰہی سے خود ایک کلام ہوگی، تو عقلاً ممکن کہ یہی بر وجہ کذب صادر ہوتی ہو، پھر کونسا ذریعہ وثوق رہا، جس کے سبب عقل یقین کرسکے کہ یہ ممکن جو قدرت الٰہی میں تھا واقع نہ ہوا، خلاصہ یہ کہ جب کذب عقلاً ممکن تو استحالۂ عقلی تو تم خود نہیں مانتے، رہا استحالۂ شرعی، وہ دلیلِ شرع سے مستفاد ہوتا ہے۔ اور دلائل شرع سب کلام الٰہی کی طرف منتہی کما هو من ارشاد امام الحرمین تو جس کلام الٰہی سے کذب الٰہی کا استحالہ ثابت کیجئے پہلے خود اُسی کلام الٰہی کا وجوب صدق شرعاً ثابت کر لیجئے لاجرم دور یا تسلسل سے چارہ نہیں، اب عقلی و شرعی دونوں استحالے اُٹھ گئے، اور اللہ تعالیٰ کی بات معاذ اللہ زید عمرو کی سی بات ہو کر رہ گئی تعالی اللہ عما یقولون علواً کبیراہ پھر حشر و نشر و جنت و نار وغیرہا تمام سمعیات پر ایمان لانے کا کیا ذریعہ ہے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم هذا ما عندی فی تقریر دلیل هؤلاء الاعلام وفی المقام ابحاث طوال تعرف بالغوص فی لجج الکلام ٭

دلیل سوم، مواقف و شرح مواقف میں ہے اما امتناع الکذب علیه تعالی عندنا فلثلثة اوجه (الی ان قال) وایضاً فیلزم علی تقدیر ان یقع الکذب فی کلامه سبحانه ان نکون نحن اکمل منه فی بعض الاوقات اعنی وقت صدقنا فی کلامنا یعنی کذب الٰہی محال ہونا ہم اہلِ سنّت کے نزدیک تین دلیل سے ہے، ایک یہ کہ اُس کے کلام میں کذب آئے، تو بعض وقت ہم اُس سے اکمل ہو جائیں، جبکہ ہم اپنے کلام میں سچے ہوں **اقول** تقریر دلیل یہ ہے کہ ہر محکی عنہ میں امکان عقلی کہ انسان اُسے بر وجہ صحیح حکایت کرے، اور شک نہیں کہ جس حکایت میں جو سچا ہو وہ اُس میں جھوٹے پر خاص اس وجہ کی رُو سے فضل رکھتا ہے اگرچہ اور کروڑوں وجہ سے مفضول ہو، اب اگر کذب الٰہی ممکن ہو، تو معاذ اللہ جس وقت وہ جھوٹ بولے، اور انسان اُسی بات کو مطابق واقع ادا کرے، تو لازم کہ آدمی اس وجہ سے اُس سے افضل ہو جائے اور باری عزوجل پر کسی جہت سے کسی مخلوق کو کسی طرح کا فضل جزئی بھی اگرچہ نہایت ضعیف و مضمحل ہونا

محال تو ثابت ہوا کہ امکان کذب محض باطل خیال فافہم والعزۃ للہ ذی الجلال **ثم اقول** اس دلیل کی ایک مختصر تقریر یوں ممکن کہ اگر کذب خالق ممکن ہو، تو کتنی بڑی شناعت ہے کہ خلق بھی اور خالق جھوٹا والعیاذ باللہ رب العالمین لیکن صدقِ خلق محال نہیں، تو کذب خالق نہیں **دلیل** چہارم جس کی طرف امام فخر الدین رازی نے نص ۱۶ میں اشارہ فرمایا، کہ جب اہلِ سُنّت کے نزدیک اللہ عزوجل کا صدق ازلی تو کذب محال کہ ہر ازلی ممتنع الزوال **اقول** وباللہ التوفیق تصویر دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل پر اسم صادق کا اطلاق قطع نظر اس سے کہ قرآن[1] وحدیث واجماع سے ثابت مخالفان[2] عنہ یعنی طائفہ جدید کو بھی مقبول، کہ وہ بھی اللہ عزوجل کو صادق بالفعل تو مانتے ہیں۔ اگرچہ صادق بالضرورۃ ہونے سے صاف انکار کرتے ہیں، کہ جب ممکن جانا اور امکان نہیں، مگر جانب مخالف سے سلب ضرورت تو لاجرم باری تعالیٰ کے صادق ہونے کو ضروری نہ مانا، مگر جاہل کہ صادق بالفعل ماننا ہی اُن کے مذہب نامہذب کا استیصال کر گیا، کہ جب وہ صادق ہے اور صدق مشتق قیام مبدء کو مستلزم تو واجب کہ صدق اُس کی ذات پاک سے قائم اور ذات الٰہی سے قیامِ حوادث محال، تو ثابت کہ صدق الٰہی ازلی ہے، بعینہٖ اسی طریقہ سے ہمارے ائمہ کرام نے تکوین وغیرہ کا صفات ازلیہ ہونا ثابت فرمایا، شرح عقائد نسفی میں ہے (التکوین صفۃ) للہ تعالیٰ لاطباق العقل والنقل علے انہ تعالیٰ خالق للعالم مکون لہ وامتناع اطلاق الاسم المشتق علے الشیٔ من غیر ان یکون ماخذ الاشتقاق وصفا لہ قائما بہ (ازلیۃ) بوجوہ

---

[1] اما القرآن فقولہ تعالیٰ ذالک جزینٰہم ببغیہم وانا الصّٰدقون ہ وقولہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلاہ فان المعنٰی ان اللہ تعالیٰ اصدق قائل وحمل الاصدق حمل الصادق مع زیادۃ واما الحدیث فقد عد الصادق من الاسماء الحسنی فی حدیث ابن ماجۃ وحدیث الحاکم فے المستدرک وابی الشیخ وابن مردویہ فی تفسیریہما وابی نعیم فی کتاب الاسماء الحسنیٰ کلہم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واما الاجماع فظاہر لاینکر ۱۲ منہ

[2] اجماعی مسائل پر اس قسم کے دلائل میں مخالف فرض کیا جاتا ہے کہ اگر نہ مانو، تو یوں ثابت ہے خدا کی شان کہ اس زمانہ میں وہ فرضی مخالف بشکل انسان متشکل ہی ہوگیا آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے ۱۲ ح س رحمہ اللہ

الاول انه یمتنع قیام الحوادث بذاته تعالیٰ لما مر اھ ملخصاً، اسی میں ہے اللہ تعالیٰ متکلم بکلام ھو صفۃ لہ ضرورۃ امتناع اثبات المشتق لشئی من غیر قیام ماخذ الاشتقاق بہ منح الروض میں مسامرہ سے ہے الایمان من صفات اللہ تعالیٰ لان من اسمائہ الحسنیٰ المؤمن کما نطق بہ الکتاب العزیز وایمانہ ھو تصدیقہ فی الازل لکلامہ القدیم ولا یقال ان تصدیقہ محدث ولا مخلوق تعالیٰ ان یقوم بہ حادث اھ ملخصاً اور جب صدق الٰہی ازلی ہوا تو امکان کذب کا محل نہ رہا، کہ اس کا وقوع بے انعدام صدق ممکن نہیں تحقیقا لمعنی التضاد اور انعدام صدق محال ہے کہ علم کلام میں مبین ہو چکا کہ قدیم اصلاً قابل عدم نہیں فتبصر دلیل پنجم اگر باری عزوجل کذب سے متصف ہو سکے، تو اس کا کذب اگر ہوگا، تو قدیم ہی ہوگا کہ اس کی کوئی صفت حادثہ نہیں، اور جو قدیم ہے معدوم نہیں ہو سکتا، تو لازم کہ صدق الٰہی محال ہو جائے حالانکہ یہ بالبداہتہ باطل، تو کذب سے اتصاف ناممکن، یہ دلیل تفسیر کبیر و مواقف و شرح مقاصد میں افادہ فرمائی، امام کی عبارت یہ ہے، زیر قول تعالیٰ ومن اصدق من اللہ حدیثا ۵ امتناع کذب الٰہی پر اہل سنت کی دلیل بیان کرتے ہیں اما اصحابنا بدلیلھم انہ لوکان کاذباً لکان کذبہ قدیما ولوکان کذبہ قدیما لامتنع زوال کذبہ لامتناع العدم علی القدیم ولو امتنع زوال کذبہ قدیما لامتنع کونہ صادقا لان وجود احد الضدین یمنع وجود الاخر فلوکان کاذبا لامتنع ان یصدق لکنہ غیر ممتنع لانا نعلم بالضرورۃ ان کل من علم شیئا فانہ لا یمتنع علیہ ان یحکم علیہ بحکم مطابق للمحکوم علیہ والعلم بھذہ الصحۃ ضروری فاذا کان امکان الصدق قائما کان امتناع الکذب حاصلا لا محالۃ اقول و باللہ التوفیق تحریر دلیل یہ ہے کہ تم نے باری عزوجل کا تکلم بکلام کذب تو ممکن مانا، اس کا کاذب ومتصف بالکذب ہونا بھی ممکن مانتے ہو یا نہیں۔ اگر کہئے نہ تو قول بالمتناقضین اور بداہت عقل سے خروج ہے، کہ کاذب ومتصف بالکذب نہیں، مگر وہی جو تکلم بکلام[1] کذب کرے اُسے ممکن کہہ کر اُسے محال ماننا نرا جنون ہے، اور اگر کہئے ہاں، تو اب ہم پوچھتے ہیں یہ اتصاف صرف لم یزل

---

[1] ای انشاءً لاحکایۃ اذلاکلام فیھا کما یخفی فی القرآن العظیم جل عن الکفار من زاجیفھم الباطلۃ ۱۲ منہ

ہیں ممکن یا ازل میں بھی، شق اور باطل کہ امکان قیام حوادث کو مستلزم اور شق ثانی پر جب ازلیت کذب ممکن ہوئی، تو اس کا ممتنع الزوال ہونا ممکن ہوا کہ ہر ازلی واجب الابدیۃ اور کذب کا امتناع زوال استحالۂ صدق کو مستلزم کہ کذب وصدق کا اجتماع محال، جب اس کا زوال محال ہوگا، اس کا ثبوت ممتنع ہوگا، اور امکانِ وجودِ ملزوم، امکان وجود لازم کو مستلزم تحقیقاً لمعنی اللزوم حیث کان ذاتیا لا لعارض کما ھٰھنا تو لازم آیا کہ صدق الٰہی کا محال ہونا ممکن ہو اور استحالہ اسی شے کا ممکن ہوگا جو فی الواقع محال ہو بھی، کہ ممکن کا محال ہوجانا ہرگز ممکن نہیں، ورنہ انقلاب لازم آئے اور وہ قطعاً باطل، تو ثابت ہوا کہ اگر باری تعالٰی کا امکان کذب مانو، تو اس کا صدق محال ہوگا، لیکن بالبداہۃ محال نہیں، تو امکانِ کذب یقیناً باطل اور استحالۂ کذب قطعاً حاصل والحمد للہ اصدق قائل الدلائل الفائضۃ علی قلب الفقیر بعون القدیر عز جدہ وجل مجدہ

دلیل ششم۔ اقول وبحول اللہ اصول کلام الٰہی ازل میں بایجاب کلی حق تھا یا معاذ اللہ اس کا بعض باطل یا نہ حق نہ باطل شق ثانی تو کفر صریح[1]، اور ثالث میں مطابقت ولا مطابقت دونوں کا ارتفاع، اور وہ قطعاً محال، اولاً[2] بالبداہۃ فان ارتفاع محمولی الانفصال الحقیقی عن الموضوع کارتفاع النقیضین ثانیاً باجماع عقلاء حتی الجاحظ المعتزلی وانما نزاعہ[3] فی مجرد التسمیۃ ثالثاً خود قرآن عظیم نفی واسطہ پر ناطق قال مولٰنا ذوالجلال فماذا بعد الحق الا الضلٰل تو لاجرم شق اول متعین اور شاید مخالف بھی اس سے انکار نہ رکھتا ہو، اب

---

۱ ای فلا یرضی بہ المخالف ایضا فلا ینافی عقلیۃ البرھان وانما اکتفی بہ قصر المسافۃ والانلہ طریق تدعی فت وھو وجوب الکذب وامتناع الصدق الباطل ببداھۃ العقل ۱۲ منہ

۲ فیہ المقنع وحدیث الاجماع والنص تبرعی ۱۲ منہ رحمہ اللہ

۳ الخبر عندنا الجمھور اما صادق او کاذب لانہ اما مطابق للواقع الذی ھو المخبر عنہ وھو الصادق او لا مطابق وھو الکاذب وھذہ المنفصلۃ حقیقیہ دائرۃ بین النفی والاثبات و نزاع من نازع لیس الا فی اطلاق لفظ الصدق والکذب لغۃ ھل ھما بھذین المعنیین لا فی صدق ھذہ المنفصلۃ اھ مسلم الثبوت مع شرح فواتح الرحموت لمولٰنا بحر العلوم قدس سرہ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

S9857

ہم پوچھتے ہیں کذب ممکن علے فرض الوقوع صرف کسی کلام لفظی کو عارض ہوگا، یا نفسی کو بھی، اوّل محض بے معنی کہ صدق و کذب حقیقۃً وصف معنے ہے نہ صفت عبارت ولہذا شرح مقاصد میں فرمایا طریق اطرادھذا الوجہ فی کلامہ المنتظم من الحروف المسموعۃ انہ عبارۃ عن کلامہ الازلی ومرجع الصدق والکذب الی المعنیٰ بر تقدیر ثانی یہ کلام نفسی وہی کلام قدیم یا علے تقدیر التجزی اُس کا بعض ہوگا جو ازل میں ایجاباً کلیاً صادق تھا یا اُس کا غیر، شق ثانی پر قیام حوادث لازم، اور اول میں انقلاب صدق بکذب کہ کلام بشر میں بھی محال، سچی بات کبھی جھوٹی[له] نہیں ہوسکتی، نہ جھوٹی کبھی سچی، ورنہ مطابقت ولا مطابقت میں تصادم لازم آئے اور نقیضین باہم نقیضین نہ رہیں۔ بالجملہ کلام صادق کے لئے ثبوت صدق ضروری تو سلب ضرورت ضرورۃً مسلوب وہو المطلوب وانت تعلم ان صدورالکلام القدیم منہ سبحانہ وتعالیٰ لیس علے وجہ الاختیار فان القدیم لایستند الی المختار من حیث ھو مختار والقراٰن کلام اللہ غیر مخلوق ولافی اقتدار فلا یستزلک الشیطٰن ان الاستحالۃ انما جاءت من قبل ان المولیٰ سبحانہ وتعالیٰ لم یصدر فی الازل الا کلاماً صادقاً وھو لا یقدر ان یخلق لنفسہ صفۃ حادثۃ فبقی الامکان بی بدء الامر علے ماکان دلیل ہفتم۔ وھو اخصر و اظہر **اقول** وباللہ التوفیق امکان کذب اُس کی فعلیت بلکہ دوام بلکہ ضرورت کو مستلزم کہ اگر کلام نفسی ازلی ابدی واجب للذات مستحیل التجدد کذب پر مشتمل نہ ہو، تو کلام لفظی

[له] یہاں بعض اذہان میں یہ شبہ گزرتا ہے کہ زید آج قائم ہے تو قضیہ زید قائم حق ہے کل قائم نہ رہا تو زید لیس بقائم حق ہوگیا اور اُس کی حقیقت اسکے کذب کو مستلزم اقول ان صاحبوں نے فعلیہ و دائمہ میں فرق نہ کیا یا نہ جانا کہ وہ مطلقہ عامہ میں تناقض نہیں، مسلم الثبوت میں ہے الخبر الصادق صادق دائماً والکاذب کاذب دائماً مولٰنا قدس سرہٗ فواتح میں فرماتے ہیں ولا یمکن ان یدخلہ فی شئی من الاخبار وفرق بین تحقق مصداق الخبر وصدقہ فان الاول قد یختلف بحسب الاوقات واما صدق الخبر فدائم فان صدق المطلقۃ دائم فالصادق صادق دائماً فلا یدخلہ الکذب اصلا والا لا اجتمعا والکاذب کاذب دائماً فلا یدخلہ الصدق اھ ملخصًا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

کا کذب ممکن نہیں اور نہ وجود دال بلا مدلول[1] یا کذب دال مع صدق المدلول لازم آئے اور وجود لفظ بالبداہۃ محال، اور جب کلام لفظی میں کذب ممکن نہ ہو تو نفسی میں بھی ممکن نہیں، ورنہ باری عزّ وجل کا عجز عن التعبیر لازم آئے تو لاجرم امکان کذب ماننے والا اپنے رب کو واقعی کاذب ماننا اور اس کے کلام نفسی میں کذب موجود بالفعل جانتا ہے اور وہاں فعل ودوام ووجوب متلازم

بوجہ آخر اوضح واظہر[2] **اقول** وباللہ التوفیق تمہارے دعوے کا حاصل یہ کہ ماھو کلام اللہ تعالیٰ فھو ممکن الکذب بالضرورۃ اور شک نہیں کہ کل ما ھو ممکن الکذب کاذب بالضرورۃ کہ کلام واحد میں امکان کذب بے فعلیت کذب متصور نہیں، اور فعلیت کذب امتناع صدق اور امتناع صدق ضرورت کذب ہے، نتیجہ نکلا بعض ماھو کلام اللہ تعالیٰ کاذب بالضرورۃ اب اس میں وصف عنوانی کا صدق خواہ بالفعل لو کما ھو المشھود خواہ بالامکان کما ھو عند الفارابی ہر طرح باری عزوجل کا معاذ اللہ کاذب بالفعل ہونا لازم بر تقدیر اوّل تو لزوم بدیہی اور بر تقدیر ثانی اس قضیہ یعنی بعض ماھو کلام بالامکان العام کاذب بالضرورۃ کو کبریٰ کیجئے، اور قضیۂ کل ما ھو کلام اللہ بالامکان العام فھو کلام اللہ بالفعل کو صغریٰ، ثبوت صغریٰ یہ کہ باری تعالیٰ کے لئے کوئی حالت منتظرہ نہیں، شکل ثالث کی ضرب خامس پھر وہی نتیجہ دے گی کہ بعض ماھو کلام اللہ بالفعل کاذب بالضرورۃ، والعیاذ باللہ تعالیٰ بلکہ حقیقۃً یہ دو[3] دلیل مستقل ہونے کے

---

[1] المدلول ھو المعنی فلا نقض بالمعدوم ۱۲ منہ ۔ [2] حاصل الوجہ الاول ان علی قول الامکان لابد من فعلیتہ فی الکلام النفسی والا لامتنع فی اللفظی لانہ لایکون الا تعبیرا عن نفسی و لا امکان ھٰھنا لنفسی اُخر غیر ھذا الموجود المفروض ان لاکذب فیہ والتعبیر عن الصادق بالکاذب محال واذا امتنع فی اللفظی امتنع فی النفسی والالزم العجز عن التعبیر فلو لم یوجد فی النفسی بالفعل لامتنع اصلا لکنہ ممکن عندک فیجب ان یوجد فیہ وھو فیجب وحاصل الثانی ان لو امکن فی کلام لوجد ذلک الکلام لعدم الانتظار فیکون بعض ماھو کلامہ بالفعل ممکن الکذب ولا یمکن کذب کلام الا اذا کان کاذبا والکاذب کاذب بالضرورۃ فبعض کلامہ بالفعل کاذب بالضرورۃ وظاھر ان بین الوجھین بونا بینا فھما دلیلان مستقلان حقیقۃ والحمد للہ وبہ التوفیق ۱۲ منہ

قابل کمالا یخفی علے المتامل واللہ الموفق لابطال الباطل **دلیل ہشتم۔ اقول** وباللہ التوفیق، صدق الٰہی صفت قائمہ بذات کریم ہے، ورنہ مخلوق ہوگا۔ کہ ذات وصفات کے سوا سب مخلوق اور ہر مخلوق عدم سے مسبوق، تو لازم کہ غیر متناہی دور ازل میں اللہ تعالیٰ سچا نہ ہو تعالیٰ عن ذالک علواً کبیراً اور جب صدق صفت قائمہ بالذات ہے، اور صفات مقتضائے ذات اور مقتضائے ذات میں تغیر محال، کہ تغیر مقتضی، تغیر مقتضی کو مقتضی اور تغیر ذات عموماً محال خصوصاً جناب عزت میں جہاں تغیر صفت بھی مستحیل تو لاجرم کذب منافی ذات ہوا۔ اور منافی ذات کا وقوع نافی ذات اس سے بڑھ کر اور کیا استحالہ متصور **دلیل نہم۔ اقول** وباللہ التوفیق ہم زیر دلیل چہارم و ہشتم بدلائل ثابت کر آئے کہ صدق صفت قائمہ بالذات ہے، تو کذب بھی اگر ممکن ہو صفت ہی ہو کر ممکن ہوگا، فانہما ضدان والتضاد انما یکون بحسب الوجود علے محل واحد اب متعدد متعسف و فور استحالات دیکھے **اولاً** لازم کہ کذب الٰہی موجود بالفعل ہو کہ صفات باری میں کوئی صفت منتظر غیر واقعہ ماننا باطل ورنہ تاثر[1] بالغیر یا تخلف[2] مقتضے یا تاخر[3] اقتضا یا حدوث[4] مقتضے لازم تعالیٰ عنہ علوا کبیرا **ثانیاً** واجب کہ کذب واجب ہو کہ صفات الٰہیہ سب واجب للذات ہیں، **ثالثاً** صدق الٰہی محال ٹھہرے، کہ وجوب کذب امتناع صدق ہے۔ **رابعاً** کذب صفت کمال ہو کہ صفات باری سب صفات کمال **خامساً** صدق صفت نقصان ہو کہ وہ عدم کذب کو مستلزم اور اب عدم کذب عدم کمال، اور عدم کمال عین نقصان۔ **سادساً۔ سابعاً۔ ثامناً** صدق کلی[5] و کذب جزئی[6]

[1] ان کان الاتصاف لامن قبل الذات اقول ولو لتعلق الارادۃ فان التعلق حادث والحادث غیر فافہم فانہ علم فی نصف سطر ۱۲ منہ [2] ان اقتضی الذات ازلا ولم یتحقق ۱۲ منہ مدظلہ العالی [3] ان اقتضی فیما لا یزال لا فی الازل ۱۲ منہ [4] ان فرض الکل والتزم تصاحب المقتضی والمقتضی ۱۲ منہ

[5] یعنی ہر خبر میں صادق ہونا کہ بالفعل موجود ۱۲ منہ [6] یعنی بعض اخبار میں صادق نہ ہونا کہ مخالف ممکن مانتا ہے ۱۲ منہ

عہ فرق بین بناء الکلام علے قدم الصفۃ وان ما ثبت قدمہ استحال عدمہ وھی مفد مفد عویصۃ الاثبات وبین بنائہ علے وجوبہا وامتناع ضدھا للذات وھو من اجلی الواضحات والحمد للہ رب البرایات ۱۲ منہ رضی اللہ

جب دونوں صفت[1] اور دونوں ممکن[2]، تو دونوں واجب[3] تو دونوں محال[4] تو اجتماع[5] نقیضین وارتفاع نقیضین واجتماع اجتماع وارتفاع ارتفاع سب حاصل۔ تاسع عاشر حادی عشر بعینہ اسی طریقہ سے دونوں کمال تو دونوں نقصان تو دونوں مجمع کمال ونقصان ثانی عشر ثالث عشر رابع عشر جب دونوں صفت تو دونوں مقتضٰی تو دونوں منافی تو دونوں جامع اقتضاء وتنافی خامس عشر جب دونوں مقتضٰی تو وجود ذات مستلزم اجتماع نقیضین اور جس کا وجود مستلزم محال ہو، خود محال، تو بر تقدیر امکان کذب وجود باری معاذاللہ محال ٹھہرتا ہے، مدعی معاند دیکھے، کہ اُس کی سلگائی آگ نے بھڑک کر کہاں تک بجھ نکالا، یہ سروست پندرہ استحالے ہیں، اور ہر استحالہ بجائے خود ایک دلیل مستقل تو اب تک آٹھ اور پندرہ تیئس دلیلیں ہوئیں۔ دلیل بست وچہارم۔ اقول وباللہ التوفیق بالفرض اگر کذب کو عیب ومنقصت نہ مانئے۔ تو اتنا تو بالضرورۃ ضرور کہ کوئی کمال نہیں، ورنہ مولٰے تعالےٰ کے لئے واجب الثبوت ہوتا، اور عقل سلیم شاہد کہ باری عزوجل کے لئے ایسی شے کا ثبوت بھی محال، جو کمال سے خالی ہو، اگرچہ نقص نہ ہو، علامہ سعدالدین تفتازانی مبحث رابع فصل تنزیہات شرح مقاصد میں فرماتے ہیں ان لم یکن من صفات الکمال امتنع اتصاف الواجب بہ للاتفاق علی ان کل ما یتصف ھو بہ یلزم ان یکون صفۃ کمال علامہ ابن ابی شریف شرح مسائرہ میں فرماتے ہیں یستحیل علیہ تعالیٰ کل صفۃ لاکمال ولانقص لان کلا من صفات الالٰہ صفۃ کمال دلیل بست وپنجم۔ اقول وباللہ التوفیق بداہت عقل شاہد عدل کہ جو مطلق کذب پر قادر ہوگا، کذب مطلق پر بھی قدرت رکھے گا، کہ بعض کلام میں کذب پر قادر اور بعض میں اُس سے عاجز ہونے کے کوئی معنے نہیں، اور قرآن کلام اللہ قطعاً حق جس کے بعض قضایا مثل قول تعالےٰ لا الٰہ الا اللہ وقولہ تعالےٰ محمد رسول اللہ وغیرہما کے صدق پر عقل صرف

---

[1] الاول لما فی الدلیل الرابع والثامن والثانی لما مر انفاً ۱۲ منہ [2] ای بالامکان العام اما الاول فللوجود واما الثانی فبالفرض ۱۲ منہ [3] وان کل صفۃ تجب للذات ۱۲ منہ [4] فان وجوب کل یستلزم استحالۃ الاٰخر کما مر مرارا ۱۲ منہ [5] فان الصدق الکلی یستلزم عدم الکذب والکذب الجزئی عدم صدق الکلی ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

بے توقف شرع و توقیف سمع خود حکم کرتی ہے، تو واجب کہ قرآن عظیم مقتضائے ذات نہ ہو ورنہ کذب مطلق مقدور نہ رہے گا، کہ کلام صادق ہرگز کاذب نہیں ہو سکتا، اور جو کچھ ذات نہ مقتضائے ذات وہ قطعاً حادث و مخلوق، تو کذب الٰہی کا ممکن ماننا قرآن عظیم کلام مقدس کے حادث و مخلوق ماننے کو مستلزم، اب بعد تنبیہ بھی اصرار کرو، تو اپنے معتزلی کرامی گمراہ ہونے سے کیوں انکار کرو۔

دلیل بست و ششم۔ اقول وباللہ التوفیق جب بر تقدیر امکان کذب بوجہ بطلان ترجیح بلا مرجح ونیز بحکم بداہت غیر مکذوبہ ہر فرد کذب قدرت الٰہی میں ہُوا تو ہر فرد صدق مقدور ہوگا، ورنہ صدق فی البعض واجب یا محال ہوگا، تو کذب فی البعض محال یا واجب حالانکہ ہر فرد کذب مقدور مانا تھا ہذا خلف پس صدق و کذب کا ہر ہر فرد مقدور ہُوا، اور ہر مقدور حادث، تو کلام الٰہی سے ازل میں مطابقت ولا مطابقت دونوں مرتفع اور یہ بداہۃً محال۔ دلیل بست و ہفتم۔ اقول وباللہ التوفیق کتب حدیث و سیر مطالعہ کیجیے، بہت خوش نصیب ذی عقل لبیب صرف جمال جہان آرائے حضور پر نور سید عالم سرور اکرم مولائے اعظم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم دیکھ کر ایمان لائے کہ لیس ہذا وجہ الکذابین یہ مونھ جھوٹ بولنے کا نہیں، اسے شخص پر اس کے حبیب کا پیارا مونھ تھا، جس پر خوبی و بہار دو عالم نثار صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور پاکی وقدوسی سے اس کے وجہ کریم کے لئے واللہ اگر آج حجاب اٹھا دیں تو ابھی کھلتا ہے، کہ اس وجہ کریم پر امکان کذب کی تہمت کس قدر جھوٹی تھی، مخالف اسے دلیل خطابی کیے کہے، مگر میں اسے حجت ایقانی لقب دینا اور مسلمان کی بداہت ایمانی سے انصاف لیتا اور اپنے رب کے پاس اس دن کے لئے ودیعت رکھتا ہوں یوم ینفع الصّٰدقین صدقہم یوم لا ینفع مال ولا بنون ٥ الا من اتی اللہ بقلب سلیم بایں ہمہ اگر مخالف باز نہ آئے، تو دلیل ہفتم میں وجہ دوم کہ بجائے خود دلیل مستقل تھی، اس کے عوض معدود جانئے، بہرحال تیس کا عدد کامل مانئے۔ دلیل بست و ہشتم۔ قال اللہ عزوجل ومن اصدق من اللہ قیلا ٥ اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔ اقول وباللہ التوفیق آیۂ کریمہ نص جلی کہ کذب الٰہی محال عقلی ہے، وجہ دلالت سنئے، خادم تفسیر و حدیث و واقف کلمات فقہا پر روشن کہ امثال عبارات اگرچہ بظاہر نفی مزیت غیر کرتی ہیں، مگر حقیقۃً تفضیل مطلق و نفی برتر و ہمسر کے لئے مسوق ہوتی ہیں، سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے افضل کوئی

کوئی نہیں یعنی سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں ومن احسن من اللہ صبغۃ یعنی صبغۃ اللہ سب سے احسن ہے ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ ای ھو احسن قولا من کل من عداہ۔ علامۃ الوجود سیدی ابوالسعود علیہ رحمۃ الودود تفسیر ارشاد میں زیر قولہ تعالیٰ عزوجل ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا فرماتے ہیں ھو انکار واستبعاد لان یکون احد اظلم ممن فعل ذلك او مساویا لہ وان کان سبك الترکیب غیر متعرض لانکار المساواۃ ونفیھا یشھد بہ العرف الفاشی والاستعمال المطرد فانہ اذا قیل من اکرم من فلان اولا افضل من فلان فالمراد بہ حتما انہ اکرم من کل کریم وافضل من کل فاضل [illegible] الی قولہ عزوجل لاجرم انھم فی الاٰخرۃ ھم الاخسرون ہ بعد قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا الخ والسر فی ذلك ان النسبۃ بین الشیئین انما تتصور غالبا لا سیما فی باب المغالبۃ بالتفاوت زیادۃ ونقصانا فاذا لم یکن احدھما ازید یتحقق النقصان لا محالۃ تو لاجرم معنے آیت یہ ہیں کہ مولیٰ عزوجل کی بات سب کی باتوں سے زیادہ صادق ہے، جس کے صدق کو کسی کلام کا صدق نہیں پہنچتا اور پر ظاہر کہ صدق[1] کلام فی نفسہ اصلا قابل تشکیک نہیں کہ باعتبار ذوات قضایا خواہ اختلاف قدم وحدوث کلام یا افادہ فنای سخن یا کمال ونقصان متکلم خواہ کسی وجہ سے اُس میں تفاوت مان سکیں، سچی [illegible] مطابقت واقع میں سب یکساں، اگر ذرا بھی فرق ہوا، تو سرے سے سچ ہی نہ رہا، اصدق وصادق کہاں سے صادق آئے گا؟ یہ معنے اگرچہ فی نفسہ بدیہی ہیں، مگر کلام واحد میں لحاظ کرنے سے اُن اغبیا پر بھی انکشاف تام پائیں گے، جنہیں بدیہیات میں بھی حاجت شانہ جنبانی تنبیہ ہوتی ہے قرآن عظیم نے فرمایا محمد رسول اللہ ہم بھی کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کیا وہ جملہ محمد رسول اللہ کہ قرآن میں آیا، زیادہ مطابق واقع ہے، اور ہم نے جو محمد رسول اللہ کہا کم مطابق ہے، حاشا کوئی مجنون بھی اس میں تفاوت گمان نہ کریگا یا متعدد باتوں میں دیکھیئے، تو یوں نظر کیجئے، فرقان عزیز نے فرمایا وحملہ وفصالہ ثلٰثون شھرا اھ ہم کہتے ہیں

---

[1] الصدق تارۃ ینسب الی القول واخریٰ الی القائل والکلام ھٰھنا فی المعنی الاول فلا یذھبن ھذا عنك ۱۲ منہ

لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین کیا وہ ارشاد کہ بچے کا پیٹ میں رہنا اور دُودھ چھوٹنا تیس مہینے میں ہے زیادہ سچا ہے اور اس قول کے صدق میں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں معاذ اللہ کچھ کمی ہے. تو ثابت ہوا کہ اصدقیت بمعنی اشد مطابقۃً للواقع غیر معقول ہے، ہاں نظر سامع میں ایک تفاوت متصور اور اس تشکیک اصدق وصادق میں وہی مقصود ومعتبر جسے دو عبارتوں سے تعبیر کر سکتے ہیں. ایک یہ کہ وقعت وقبول میں زائد ہے، مثلاً رسول کی بات ولی کی بات سے زیادہ سچی ہے یعنی ایک کلام کہ ولی منقول. اگر وہی بعینہٖ رسول سے ثابت ہو جائے قلوب میں وقعت اور قبول کی قوت اور دلوں میں سکون وطمانینت ہی اور پیدا کرے گا، کہ ولی سے ثبوت تک اُس کا عشر نہ تھا اگرچہ بات حرف بحرف ایک ہے، دوسرے احتمال کذب سے ابعد ہونا مثلاً مستور کی بات سے عادل کی بات صادق تر ہے یعنی بہ نسبت اُس کے احتمالِ کذب سے زیادہ دُور ہے اور حقیقۃً تعبیر اوّل اسی تعبیر دوم کی طرف راجع کہ سامع کے نزدیک جس قدر احتمال کذب سے دوری ہوگی، اُسی درجہ وقعت ومقبولیت پوری ہوگی، جب یہ امر ممہد ہو لیا، تو آیۂ کریمہ کا مفاد یہ قرار پایا کہ اللہ عزوجل کی بات ہر بات سے زیادہ احتمال کذب سے پاک ومنزہ ہے، کوئی خبر اور کسی کی نہ اس امر میں اُس کے مساوی نہیں ہو سکتی، اور شاید حضرات مخالفین بھی اس سے انکار کرتے، کچھ خوف خدا دل میں لائیں، اب جو ہم خبرِ اہلِ تواتر کو دیکھتے ہیں، تو وہ بالبداہۃ بروجہ عادت ائمہ ابدیہ غیر متخلفہ علم قطعی یقینی جازم ثابت، غیر متحمل النقیض کو مفید ہوتی ہے، جس میں عقل کسی طرح تجویز خلاف روا نہیں رکھتی، اگرچہ بنظر نفس ذات خبر ومخبر امکان ذاتی باقی ہے کہ اُن کا جمع علی الکذب قدرت الٰہیہ سے خارج نہیں، تلویح میں ہے المتواتر یوجب علم الیقین بمعنی ان العقل یحکم حکما قطعیاً بانہم لم یتواطؤا علی الکذب وان ما اتفقوا علیہ حق ثابت فی نفس الامر غیر محتمل للنقیض لا بمعنی سلب الامکان العقلی عن تواطئہم علی الکذب اھ ملخصاً مگر ایسا امکان منافی قطع بالمعنی الاخص بھی نہیں ہوتا کما حققہ فی المواقف وشرحہا واشار الیہ فی شرح المقاصد وشرح العقائد وغیرہما اسے پیش نظر رکھ کر کلام باری عزوجل کی طرف چلئے [illegible] ماننے کے بعد مباحث مذکورۂ دلیل دوم وفرق امور عادیہ وامادۂ غیبیہ سے قطع نظر بھی ہو، تو غایت درجہ اس قدر کہ کلام ربانی وخبر اہل تواتر کانٹے کی تول ہم پلہ ہوں گے جیسا احتمال کذب یعنی نافع

قطع و منافی جزم اس کلام پاک میں نہیں، اُس سے خبر تواتر کا بھی دامن پاک اور بنظر امکان ذاتی جو احتمال عقلی خبر تواتر میں ناشی وہ بعینہٖ کلام الٰہی میں بھی، باقی پھر کلام الٰہی کا سب کلاموں سے اصدق ہونا اور کسی کی بات اُس سے صدقاً بھی ہمسری نہ کر سکنا کہ مفاد آیۂ کریمہ تھا معاذ اللہ کب درست آیا بخلاف عقیدہ مجیدہ اہلسنّت وقایۃ اللہ لہم دامت یعنی امتناع عقلی کذب الٰہی کہ اس تقریر پر کلام مولےٰ جل وعلا میں کسی طرح احتمال کذب کا امکان نہیں بخلاف خبر تواتر کہ احتمال امکانی رکھتی ہے، اور یہ بات قطعاً صرف اُسی کے کلام پاک سے خاص محال ہے کہ کوئی شخص ایسی صورت نکال سکے کہ کسی غیر خدا پر کذب محال عقلی ہو جائے، عصمت اگر بمعنی امتناع صدور و عدم قدرت ہی لیجئے تاہم امتناع ذاتی نہیں کہ سلب عصمت خود زیر قدرت۔ اب بحمد اللہ شمس تابندہ کی طرح روشن درخشندہ صادق آیا کہ مَن اصدق من اللہ قیلاہ اور العزۃ للہ کیوں نہ صادق آئے کہ آخر من اصدق من اللہ حدیثاہ دیکھو یہ منشا تھا علما کے اُس ارشاد کا کہ زیر آیۂ کریمہ استدلال میں فرمایا کہ کوئی اُس سے کیوں کر اصدق ہو سکے کہ اُس پر تو کذب محال اوروں پر ممکن والحمد للہ رب العلمین **دلیل بست ونہم**۔ قال المولےٰ سبحانہ وتعالےٰ قل ای شیٔ اکبر شھادۃ ط قل اللہ اے نبی تو کافروں سے پوچھ کون ہے جس کی گواہی سب سے بڑی ہے، تو خود ہی فرما کہ اللہ ؛ **اقول** اللہ کے لئے حمد و منت کہ یہ آیۂ کریمہ آیۂ سابقہ سے بھی جلی واظہر اور افادۂ مراد میں اجلےٰ وازہر وہاں ظاہر نظم نفی اصدقیتِ غیر تھا اور اثبات اصدقیتِ کلام اللہ بحوالۂ عرف یہاں صراحۃً ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ عز وجل کی گواہی سب گواہیوں سے اکبر واعظم واعلےٰ ہے، اب اگر معاذ اللہ امکان کذب کو دخل دیجئے تو ہرگز شہادت الٰہی کو شہادت اہل تواتر پر تفوق نہیں کہ جو یقین اس سے ملے گا اُس سے بھی مہیا اور جو احتمال اُس میں باقی اُس میں بھی پیدا، تو قرآن پر ایمان لانے والے کو یہی چارہ کہ مذہب مہذب اہل سنت کی طرف رجوع کرے اور جناب عزت کے امکانِ کذب سے براءت پر ایمان لائے، باقی تقریر دلیل مثل دلیل سابق ہے فافہم واعلم واللہ اعلم۔ **دلیل سیم**۔ قال ربنا عز من قائل وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا لا مبدل لکلمٰتہ ج وھو السمیع العلیم ٥ اور پورا ہے تیرے رب کا کلام صدق وانصاف میں کوئی بدلنے والا نہیں اُس کی باتوں کا اور وہی ہے سننے والا جاننے والا ؛ علما فرماتے ہیں یعنی باری عز وجل کا کلام انتہا درجہ صدق وعدل پر ہے، جس کا مثل

ان امور میں متصور نہیں، بیضاوی میں ہے بلغت الغایۃ اخبارہ واحکامہ ومواعیدہ صدقاً فی الاخبار والمواعید وعدلاً فی الاقضیۃ والاحکام ارشاد العقل السلیم میں ہے المعنی انہا بلغت الغایۃ القاصیۃ صدقاً فی الاخبار والمواعید وعدلاً فی الاقضیۃ والاحکام لا احد یبدل شیئاً من ذالک بما ہو اصدق واعدل ولا بما ہو مثلہ **اقول** و باللہ التوفیق صدق قائل کے لئے درجات ہیں، درجہ ۱ روایات وشہادات میں قطعاً کذب سے محترز ہو اور مخاطبات میں بھی زنہار ایسا جھوٹ روا نہ رکھے جس میں کسی کا اضرار ہو اگرچہ اسی قدر کہ غلط بات کا باور کرانا مگر مزاحاً یا عبثاً ایسے کذب کا استعمال کرے جو نہ کسی کو نقصان دے نہ سننے والا یقین لاسکے مثلاً آج زید نے منوں کھانا کھایا، آج مسجد میں لاکھوں آدمی تھے،[1] ایسا شخص کاذب نہ گنا جائے گا یا آثم ومردود الروایۃ نہ ہوگا، تاہم بات خلاف واقع ہے اور محض فضول وغیر نافع اگرچہ نفس کلام میں حکایت واقع مراد نہ ہونے پر دلیل قاطع ولہٰذا حدیث میں ارشاد فرمایا انی وان داعبتکم فلا اقول الا حقاً اخرجہ احمد والترمذی باسناد حسن عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درجہ ۲۔ ان لغو وعبث جھوٹوں سے بھی بچے، مگر نثر یا نظم میں خیالات شاعرانہ ظاہر کرتا ہو جس طرح قصائد تشبیبین ع بانت سعاد فقلبی الیوم متبول ٭ سب جانتے ہیں کہ وہاں نہ کوئی عورت شعاد نامی تھی، نہ حضرت کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس پر مفتون، نہ وہ ان سے جدا ہوئی، نہ یہ اس کے فراق میں محزون، محض خیالات شاعرانہ ہیں، مگر نہ فضول بحث کہ تشحیذ خاطر وتشویق سامع وترقیق قلب وتزیین سخن کا فائدہ رکھتے ہیں، تاہم ازانجا کہ حکایت بے محکی عنہ ہے۔ ارشاد فرمایا گیا وما علمنہ الشعر وما ینبغی لہ ط نہ ہم نے آپ کو شعر سکھایا نہ وہ اُس کی شان کے لائق صلے اللہ تعالیٰ علیہ و

---

[1] قال الامام حجۃ الاسلام محمد ن الغزالی قدس سرہ العالی فی منکرات الضیافۃ من کتاب الامر بالمعروف من احیاء العلوم کل کذب لا یخفی انہ کذب ولا یقصد بہ التلبیس فلیس من الجملۃ المنکرات کقول الانسان مثلا طلبتک الیوم مائۃ مرۃ واعدت علیک الکلام الف مرۃ وما یجری مجراہ مما یعلم انہ لیس یقصد بہ التحقیق فذلک لا یقدح فی العدالۃ ولا ترد الشہادۃ بہ ۱۲ منہ رضی اللہ

سلم۔ درجہ ۳۔ ان سے بھی تحرز کرے، مگر مواعظ و امثال میں ان امور کا استعمال کرتا ہو جن کے لئے حقیقت واقعہ نہیں، جیسے کلیلہ دمنہ کی حکایتیں منطق الطیر کی روایتیں اگرچہ کلام قائل بظاہر حکایت واقع ہے مگر تغلیظ سامع نہیں کہ سب جانتے ہیں وعظ و نصیحت کے لئے یہ تمثیلی باتیں بیان کی گئی ہیں جن سے دینی منفعت مقصود، پھر بھی انعدام مصداق موجود و لہٰذا قرآن عظیم کو اساطیر الاولین کہنا کفر ہوا، جیسے آجکل کے بعض کفار لیام مدعیان اسلام نئی روشنی کے پرانے غلام دعویٰ کرتے ہیں، کہ کلام عزیز میں آدم و حوا کے قصے شیطان و ملک کے افسانے سب تمثیلی کہانیاں ہیں جن کی حقیقت مقصود نہیں تعالی اللہ عما یقول الظٰلمون علوا کبیرا۔ درجہ ۴۔ ہر قسم حکایت محکی عنہ کے تعمد سے اجتناب کلی کرے، اگرچہ برائے سہو و خطا حکایت خلاف واقع کا وقوع ہوتا ہو، یہ درجہ مُخلص اولیاء اللہ کا درجہ ہے۔ درجہ ۵۔ اللہ عزوجل سہواً و خطاءً بھی صدور کذب سے محفوظ رکھے، مگر امکان وقوعی باقی ہو، یہ مرتبہ اعاظم صدیقین کا ہے کہ ان اللہ تعالٰی یکرہ فوق سمائہ ان یخطأ ابو بکر الصدیق فی الارض رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر و الحارث فی مسندہ وابن شاہین فی السنۃ عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ درجہ ۶۔ معصوم من اللہ و مؤید المعجزات ہو کہ کذب کا امکان وقوعی بھی نہ رہے، مگر بنظر نفس ذات امکان ذاتی ہو، یہ رتبہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام اجمعین کا ہے۔ درجہ ۷۔ کذب کا امکان ذاتی بھی نہ ہو بلکہ اس کی عظمت جلیلہ و جلالت عظیمہ بالذات کذب و غلط کی نافی و منافی ہو، اور اس کی ساحت عزت کے گرد اس گرد لوث کا گذر محال عقلی یہ نہایت درجات صدق ہے جس سے مافوق متصور نہیں، اب اس آیۂ کریمہ ارشاد فرما رہی ہے کہ تیرے رب کا صدق و عدل اعلے درجۂ منتہی پر ہے تو واجب کہ جس طرح اس سے صدور ظلم و خلاف عدل باجماع اہل سنت محال عقلی ہے یوہیں صدور کذب و خلاف صدق بھی عقلاً ممتنع ہو، ورنہ صدق الٰہی غایت و نہایت تک نہ پہنچا ہوگا، کہ اس کے مافوق یک درجہ اور بھی پیدا ہوگا، یہ خود بھی محال اور قرآن عظیم کے بھی خلاف فثبت المقصود و الحمد للہ العلی الودود۔ تنبیہ۔ اقول فرق ہے دلیل سمعی کے مناط استحالہ و مظہر استحالہ ہونے میں، اول کے یہ معنے کہ استحالہ صدق آیت پر موقوف ہے، یعنی ورود دلیل نے محال کر دیا، اگر سمع میں نہ آتا، عقلاً

ممکن تھا، یہ استحالہ شرعی ہوگا، اور ثانی کا یہ حاصل کہ صدق آیت ماننا تسلیم استحالہ پر موقوف یعنی اگر محال عقلی نہ مانیے تو مفاد آیت صادق نہیں آتا، یہ استحالہ عقلی ہوگا، فقیر نے ان تینوں دلیل آخرین میں یہی طریقہ برتا ہے، غایت یہ کہ کلام مقدمات مسلمہ پر مبنی ہوگا، اس قدر دلیل کو عقلیت سے خارج نہیں کرتا کما لا یخفی خلاصہ یہ کہ آیات اِنّ ہیں نہ لِم ثبوت والحمد للہ مالک الملکوت یہ بحمد اللہ تیس دلیلیں ہیں کہ عجالۃً حاضر کی گئیں، اور اگر غور و استقصا کی فرصت ہوئی، تو باری عزوجل سے امید زیادت تھی پھر بھی ع درخانہ اگر کس ست یک حرف بس ست ۔ واللہ الہادی الی الحق المبین والحمد للہ رب العلمین ۔

تنزیہ سوم[۱] ۔ ردّ ہذیانات امام وہابیہ

یا معشر المسلمین آں ہمارے عنایت فرما مخالفین ھداھم اللہ تعالیٰ الی الحق المبین کا معاملہ سخت نازک مجملہ براہ سادگی ایک شخص کو امام بنالیا اور پیش خویش آسمان بریں پہ اٹھا کر رکھ دیا اب اس کے خلاف کسی کی بات قبول ہونی تو بڑی بات کان تک آئی اور طبیعت نے آگ لی، آہٹ ہوئی اور غصہ نے باگ لی، سننے سے پہلے ہی ٹھہرا لیا کہ ہرگز نہ سنیں گے، بگڑنے کی قسم کہ

---

[۱] تنبیہ ضروری۔ قطع نظر اس سے کہ اُن کے امام کا رد اُن کے رد کا امام ہے، بنظر نفس واقعۂ فتنۂ براہین بھی جس کے باعث یہ استفتا میرٹھ سے آیا اور حضرت مولنا دام ظلہ العالی نے یہ جواب ہادی صواب رقم فرمایا اس تنزیہ کا لکھنا نہایت ضروری تھا کہ اُس براہین قاطعہ ما امر اللہ بہ ان یوصل کا یہ قول اسی امام الوہابیہ کی حمایت میں ہے، انوار ساطعہ نے اسی شخص کی طرف اشارہ کیا تھا کہ کوئی جناب باری عزاسمہٗ کو امکان کذب کا دھبا لگاتا ہے"، اور براہین قاطعہ نے اسی کے درد حمایت و حمیت جاہلیت میں لکھا "امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا" الی آخر جہالاتہ الفاحشۃ تو اولًا بپاس امامت ثانیاً بشرم حمایت ہر طرح ملا گنگوہی صاحب پر (بشرطیکہ یہ رسالہ قدسیہ دیکھ کر ہدایت نہ پائیں اور بعلت نجدیت نجدت و نہمت مکابرہ پر آئیں) اس تنزیہ کا جواب دینا بھی (اگر نفخ صور سے پہلے دے سکیں) نہایت ضروری و لازم ہے یہ تو کوئی مقتضای غیرت نہیں کہ گھر بیٹھے حمایت امام کا بیڑا اٹھائیے اور جب شیر شرزہ کا نعرۂ جانگداز سنیے امام کو چھوڑ کر حمایت سے موہنہ موڑ انی بری منک انی اخاف کی ٹھہرائیے والسلام ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

بنائے نہ بنیں گے، ان ہٹوں کا پاس ہدایت سے یاس دلا رہا ہے، مگر پھر بھی اظہارِ حق کے بغیر چارہ کیا ہے ؎

من آنچہ شرطِ بلاغ ست با تو مے گویم ٭ تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

کاش خدا اتنی توفیق دے، کہ اک ذرا دیر کے لئے تعصب و نفسانیت کو پان رخصت ملے، قائل امام طریق ہے، معترض خصمِ فریق، ان حیثیتوں کے لحاظ سے نظر بچکر چلے، پھر گوشِ ہوش کو اجازتِ شنیدن ہو، پھر میزانِ خرد کو حکمِ سنجیدن، اب اگر قولِ خصم قابلِ قبول ہو، تو اتباعِ حق سے کیوں ناحق عدول ہو، ورنہ پھر وہی تم وہی تمہارے امام، جو بادہ آج بکام ہے کل بھی در جام، اس چند ساعت میں کچھ نہ بنے بگڑے، رنگِ امامت جما ہوا اکھڑے، ہاں اے وہ سوراخو! جو سر کے دونوں طرف گوہرِ ساعت کے کان بنے ہو، جن پہ ہوا کی موجیں نیسانِ سخن سے بادر ہوکر مہین مہین پھوہار سے آوازوں کا جھالا برساتی اور ان قدرتی سیپیوں میں ان ننھی ننھی بوندیوں سے سُننے کے موتی بناتی ہیں کیا تم میں کوئی القی السمع وھو شھیدہ کے قابل نہیں، ہاں اے گوشت کے وہ صنوبری ٹکڑو! جو سینوں کے بائیں پہلوؤں میں ملک بدن کے تختِ نشین ہو، جن کی سرکار میں آنکھوں کے عرض بیگی کانوں کے جاسوس بیرونی اخبار کے پرچے سناتے اور خرد کے وزیر فہم کے مشیر اپنی روشن تدبیر سے نظم و نسق کے بیڑے اٹھاتے ہیں، کیا تم میں کوئی یستمعون القول فیتبعون احسنہٗ کا قائل نہیں، جانِ برادر! یقین جان تعصب باطل و اصرار عاطل کا وبال شدید ہے، آج نہ کھلا تو کل کیا بعید ہے، شب و ریحان فردا لو نسمع او نعقل کا یومٌ عصیب الآان موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب اُس دن رب ارجعون اعمل صٰلحًا کا جواب کلا ہوگا، اور طعن بے امان الم یاتکم نذیر کے تیر و دز بیتر ہیں بلا کا پلا، ابھی سویرا ہے، ہوش سنبھالو، آنکھیں مل ڈالو، راستہ سوجھنے کی راہ نکالو، پہلے تو دیکھئے ہو کیا رہے ہو، کہ اس جھکی اندھیری میں کس کے پیچھے ہو؟ جس نے نہ صرف ایک مسئلۂ کذب باری بلکہ خوارج روافض معتزلہ مرجیہ ظاہریہ کرامیہ وغیرھم طوائف ضالہ کی بدعات شنیعہ، اور ان کے علاوہ صدہا ضلالات قبیحۂ قطعیہ کی خندقیں جھنکائیں، اور تمہیں ان تہہ ٹھوکر دیں، ستم، لغزشوں کی خبر تک نہ ہوئی، چشم فہم میں وہ بلا کی نیندیں جھک آئیں، اور پھر گمان یہ کہ اس بیہڑ راہ کا ہدایت مآل ہیہات ہیہات کہاں ہدایت اور کہاں یہ چال ؎

اذا کان الغراب دلیل قوم • سیھدیھم طریق الھالکینا

للہ اپنی حالت پر رحم کرو، قبل اس کے کہ پھر معذرت ربنا ھٰؤلاء الذین اضلونا السبیلا۔ کام نہ آئے، اور لا تختصموا لدیّ کی غضب جھنجھلاہٹ اذ تبرأ الذین اتبعوا۔ کا رنگ دکھائے ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۰ فقیر اس تمہید حمید و تمہید رشید کو اپنا شفیع بنا کر مجال مقال میں قدم دھرتا، اور قسمتہٗ تنے نازک طبعوں، گراں سمعوں، چیں بجبینوں، ناتواں بینوں سے کچھ عرض کرتا ہے ؎

کہتے تو اُن سے کہتا ہوں احوال دل مگر • ڈر ہے کہ شانِ ناز پر شکوہ گراں نہ ہو

ایّھا القوم ! ان حضرت امام اول وہابیت ہندیہ معلم ثانی طوائف نجدیہ کو اپنی اوپچ کا مزہ مقدم تھا، بے باک روی میں اپلے کا عالم تھا، زبان کے آگے بارہ پل چلتے جب آ بلتے پھر کیا کسی کے سنبھالے سنبھلتے، جدھر جا نکلے، مسجد ہو یا دیر، لگی رکھنے سے پورا بیر ؎

گر بت شکنی گاہ بمسجد زنی آتش • از مذہب تو گبر و مسلمان گلہ دارد

اسی لئے حضرت کی ایک کتاب میں جو کفر ہے، دوسری میں ایمان، آج جو ولی ہے کل وہ شیطان ایک آنکھ سے راضی، دوسری سے خفا، ایک پر میں زہر دوسرے میں شفا، دُور کیوں جائیے ایک ہاتھ پر صراط، ایک پر تقویت رکھ لیجئے، ایک دوسری کا رد کر دے تو سہی، اب ایک بڑی مصلحت سے جس کے لئے حضرت نے اپنی تصانیف میں بڑے بڑے پانی باندھے اور پیش خویش آہستہ آہستہ سب سامان کر لئے، جسے فقیر نے اپنے مجموعہ مبارکہ **البارقۃ الشارقۃ علٰی مارقۃ المشارقۃ** مجلد سوم فتاوائے فقیر مسمّٰی بہ **العطایا النبویّہ فی الفتاوی الرضویّہ** میں مفصل و مدلل بیان کیا، یہ سوجھی کہ وہ مطلب نہ نکلے گا جب تک اللہ تعالیٰ کا وجوب صدق باطل نہ ہو۔ لہٰذا رسالہ یکروزی میں امکان کذب کے قائل ہوئے، اور اس بیہودہ دعوے کے ثبوت کو بہزار جان کنی دو ہذیان بیّن البطلان ظاہر کیئے :-

ہذیان اوّل امامِ وہابیہ

عہ اب بحمد اللہ تعالیٰ وہ بارھویں جلد ہے ۱۲ رضی اللہ عنہ

اگر کذبِ الٰہی محال ہو، اور محال پر خدا کو قدرت نہیں، تو اللہ تعالےٰ جھوٹ بولنے پر قادر نہ ہوگا؟ حالانکہ اکثر آدمی اُس پر قادر ہیں، تو آدمی کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ گئی، یہ محال ہے۔ تو واجب کہ اُس کا جھوٹ بولنا ممکن ہو **ایھا المسلمون** حماکم اللہ شر المجون للہ بنظر انصاف اس اغوائے عوام وطغوائے تمام کو غور کرو، کہ اس بس کی گانٹھ میں کیا کیا زہر کی پُڑیاں بندھی ہیں **اولاً** دعوٰی کا دیا کہ آدمی تو جھوٹ بولتے ہیں، خدا نہ بول سکے، تو قدرت انسانی اُس کی قدرت سے زائد ہو، حالانکہ اہلِ سنت کے ایمان میں انسان اور اُس کے تمام اعمال و اقوال و اوصاف و احوال سب جناب باری عزوجل کے مخلوق ہیں، قال المولےٰ سبحانہ و تعالےٰ واللہ خلقکم وما تعلمون ٥ تم اور جو کچھ تم کرتے ہو سب اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے، انسان کو فقط کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے، اُس کے سارے افعال مولےٰ عزوجل ہی کی سچی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، آدمی کی کیا طاقت کہ بے اُس کے ارادہ و تکوین کے پلک مار سکے، انسان کا صدق کذب، کفر، ایمان، طاعت، عصیان جو کچھ ہے، سب اُسی قدیر مقتدر جل وعلا نے پیدا کیا، اور اُسی کی عمیم قدرت عظیم ارادت سے واقع ہوتا ہے وما تشآؤون الّا ان یشآء اللہ رب العٰلمین ٥ تم نہ چاہو گے، مگر یہ کہ اللہ چاہے جو پروردگار سارے جہان کا

ع اُس کا چاہا ہوا ہمارا نہ ہوا ؎

ماشئت کان وما تشاء یکون ٭ لا ما یشاء الدھر والافلاک

پھر کتنا بڑا فریب دیا ہے کہ آدمی کا فعل قدرت الٰہی سے جدا ہے یہ خاص اشقیائے معتزلہ کا مذہب

(۱) امام وہابیہ کا معتقد ہے کہ انسان کے افعال کو خدا تعالیٰ کی قدرت سے نہیں ماننا۔

---

[1] علمائے دین نے جو ارشاد فرمایا کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ عزوجل پر محال حضرت اُس کے رد میں یوں اپنا خبث نفس ظاہر کرتے ہیں قولہ وھو محال لانہ نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال **اقول** اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنے مسطور باشد چہ عقد قضیۂ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر ملائکہ انبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیۂ غیر مطابقہ للواقع والقای آں بر مخاطبین در قدرت اکثر افراد انسانی است کذب مذکور آرے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیرست ولہٰذا عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہٗ مے شمارند الخ بقیہ عبارت سراپا شرارت زیر ہذیاں دوم آئے گی ۱۲ منہ س رحمہ اللہ تعالیٰ

ناتھذب اور قرآن عظیم کا مردود مکذّب **ثانیًا**۔ **اقول**۔ اس دی ہوش سے پوچھو انسان کو اپنے جھوٹ بولنے پر قدرت ہے۔ یا معاذ اللہ اللہ عزوجل سے بلوانے پر، پھر قدرت[1] بڑھنا تو جب ہوتا کہ اللہ تعالیٰ آدمی سے جھوٹ بلوانے پر قابو نہ رکھتا اپنے کذب پر قادر نہ ہوا۔ تو انسان کو اُس عزیز جلیل کے کذب پر کب قدرت تھی کہ قدرت الٰہی سے اُس کی قدرت زائد ہو گئی ولکن من لم یجعل اللہ لہٗ نورا فما لہ من نور **ثالثًا** حضرت کو اسی یکروزی میں یہ تسلیم روزی کہ کذب عیب و منقصت ہے، اور بے شک باری عزوجل میں عیب و نقصان آنا محال عقلی، اور ہم اسی رسالہ کے مقدمے میں روشن کر چکے کہ محال پر قدرت ماننا اللہ عزوجل کو سخت عیب لگانا بلکہ اُسکی خدائی سے منکر ہو جانا ہے، حضرات بتدعین کے معلم شفیق ابلیس خبیث علیہ اللعن نے یہ عجز و قدرت کا نیا شگوفہ ان دہلوی بہادر سے پہلے ان کے مقتدا ابن حزم فاسد العزم فاقد الجزم ظاہری المذہب ردی المشرب کو بھی سکھایا تھا کہ اپنے رب کا ادب و اجلال یکسر پس پشت ڈال کتاب الملل والنحل میں بک گیا کہ انہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عاجزًا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے لئے بیٹا بنانے پر قادر ہے۔ کہ قدرت نہ مانو تو عاجز ہوگا + تعالی اللہ عما یقول الظّٰلمون علوا کبیرا

[1] **فائدہ عائدہ ضروری الملاحظہ**۔ ایہا المسلمون بظاہر قدرت بڑھنے کے یہ معنے کہ ایک شے پر اسے قدرت ہے اُسے نہیں، وہ یہ کہ اسے جس شے پر قدرت ہے وہ تو اُس کی قدرت میں بھی داخل، مگر ایک اور چیز اس کی قدرت سے خارج جو ہر گز اُس کی قدرت میں بھی داخل نہ تھی اسے قدرت بڑھنا کوئی مجنون ہی سمجھے گا یہاں بھی دو چیزیں ہیں ایک کذب انسانی، وہ قدرت انسانی میں مجازًا ہے اور قدرت ربانی میں حقیقۃً، دوم کذب ربانی، اس پر قدرت انسانی نہ قدرت ربانی، تو انسان کی قدرت کس بات میں معاذ اللہ مولے سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت سے بڑھ گئی۔ ہوا یہ کہ ملاجی نے بغایت سفاہت و غباوت کہ تقاضائے عامۂ اہل بدعت ہے، یوں خیال کیا کہ انسان کو اپنے کذب پر قدرت ہے اور بعینہٖ یہی لفظ جناب عزت میں بول کر دیکھا کہ اُسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہئے ورنہ جو چیز مقدور انسان تھی مقدور رحمٰن نہ ہوئی، ختم الٰہی کا ثمرہ کہ دونوں جگہ اپنے اپنے کا لفظ دیکھ لیا اور فرق معنے اصلا نہ جانا ایک جگہ اپنے سے مراد انسان ہے، دوسری جگہ ذاتِ رحمٰن جل و علا، پھر جو شے قدرت انسانی میں تھی قدرت ربانی سے کب خارج ہوئی کذٰلک یطبع اللہ علٰی کل قلب متکبر جبار ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

لقد جئتم شیئاً اداً ہ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هداً ہ ان دعوا للرحمٰن ولداً : وماینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولداً ہ سیدی علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی مطالب وفیہ میں ابن حزم کا یہ قول نقل کر کے فرماتے ہیں فانظر اختلال هذا المبتدع کیف غفل عما یلزم علی هذه المقالة الشنیعة من اللوازم التی لاتدخل تحت وهم و کیف فاته ان العجز انما یکون لو کان المقصود جاء من ناحیة القدرة اما اذا کان لعدم قبول المستحیل تعلق القدرة فلا یتوهم عاقل ان هذا عجز یعنی اس بدعتی کی بدحواسی دیکھنا کیونکر غافل ہوا کہ اس قول شنیع پر کیا کیا قباحتیں لازم آتی ہیں جو کسی وہم میں نہ سمائیں اور کیونکر اس کے فہم سے گیا کہ عجز تو جب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے آئے اور جب وجہ یہ ہے کہ محال خود ہی تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم نہ گزریگا ؛ اسی میں فرمایا :-
وبالجملة فذلك التقدیر الفاسد یؤدی الی تخلیط عظیم لایبقی معه شئ من الایمان ولا من المعقولات اصلاً یعنی یہ تقدیر فاسد (کہ باری عزوجل محالات پر قادر ہے) وہ سخت درہمی و برہمی کا باعث ہوگی جس کے ساتھ نہ ایمان کا نام رہے نہ اصلاً احکام عقل کا نشان + اسی میں فرمایا
ونعم ههنا لابن حزم هذیان بین البطلان لیس له قدوة ورئیس الاشیخ الضلالة ابلیس یعنی مسئلۂ قدرت میں ابن حزم سے وہ بہکی بہکی بات کھلی باطل واقع ہوئی جس میں اس کا کوئی پیشوا نہ رئیس مگر سروا۔گمراہی ابلیس + کنز الفوائد میں ہے القدرة والارادة صفتان مؤثرتان والمستحیل لایمکن ان یتأثر بهما اذ یلزم ح ان یجوز تعلقهما باعدام انفسهما واعدام الذات العالیة واثبات الالوهیة لما لا یقبلها من الحوادث و سلبها عن مستحقها جل وعلا فای قصور وفساد ونقص اعظم من هذا وهذا التقدیر یؤدی الی تخلیط عظیم وتخریب جسیم لایبقی معه عقل ولا نقل ولا ایمان ولاکفر و لعماة بعض الاشقیاء من المبتدعة عن هذا اصراح بنقیضه فانظر عماء هذا المبتدع کیف عمی عما یلزم علی هذا القول الشنیع من اللوازم التی لایتطرق الیها الوهم یعنی قدرت وارادہ دونوں صفتیں مؤثرہ ہیں، اور محال کا ان سے متاثر ہونا ممکن نہیں ، ورنہ لازم آئے کہ قدرت وارادہ اپنے نفس کے عدم اور خود اللہ تعالٰے کے عدم اور مخلوق کو خدا کر دینے اور خالق سے جدائی

چھین لینے ان سب باتوں سے متعلق ہو سکے، اس سے بڑھ کر کونسا قصور و فساد و نقصان ہوگا اس تقدیر پر وہ سخت درہمی اور عظیم خرابی لازم آئے گی، جس کے ساتھ نہ عقل رہے نہ نقل، نہ ایمان نہ کفر، اور بعض اشقیائے بدمذہب کو جو یہ امر نہ سوجھا، تو صاف لکھ گیا کہ ایسی بات پر بھی خدا قادر ہے، اب اس بدعتی کا اندھاپن دیکھو، کیونکر اُسے نہ سوجھیں وہ شناعتیں جو اس بُرے قول پر لازم آئیں گی جن کی طرف وہم کو بھی راستہ نہیں ۔ مسلمان انصاف کرے کہ یہ تشنیعین جو علما نے اُس بدمذہب ابن حزم پر کیں، اس بدمشرب عدیم الحزم سے کتنی بچ رہیں کذٰلك قال الذین من قبلهم مثل قولهم تشابهت قلوبهم ط والله لایهدی کید الخائنین ٥ رابعًا اقول العزۃ لله، اگر دہلوی ملّا کی یہ دلیل سچی ہو، تو دو خدا، دس خدا، ہزار خدا، بے شمار خدا ممکن ہو جائیں، وجہ سُنیئے، جب یہ قرار پایا، کہ آدمی جو کچھ کر سکے، خدا بھی اپنی ذات پاک کے لئے کر سکتا ہے، اور معلوم کہ نکاح کرنا، عورت سے ہم بستر ہونا، اُس کے رحم میں نطفہ پہنچانا قدرت انسانی میں ہے، تو واجب کہ مُلّاجی کا موہوم خدا بھی یہ باتیں کر سکے، ورنہ آدمی کی قدرت جو اُس سے بڑھ جائے گی، اور جب اتنا ہو چکا، تو وہ آفتیں جن کے سبب اہل اسلام اتخاذ ولد کو محال جانتے تھے، امام وہابیہ نے قطعاً جائز مان لیں، آگے نطفہ ٹھہرنے، اور بچہ ہونے میں کیا زہر گھل گیا ہے، وہ کونسی ذلت و خواری باقی رہی ہے، جس کے باعث انہیں اتنے جھجکنا ہوگا، بلکہ یہاں آکر خدا کا عاجز رہ جانا تو سخت تعجب ہے، کہ یہ تو خاص اپنے ہاتھ کے کام ہیں، جب دنیا بھر میں بزعم مُلّاجی[1] سب کے لئے اُس کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، تو کیا اپنی زوجہ کے بارے میں تھک جائے گا، آخر بچہ نہ ہونا یوں ہوتا ہے، کہ نطفہ استقرار نہ کرے، اور خدا استقرار پر قادر ہے، یا یوں کہ منی ناقابل عقد و انعقاد یا مزاج رحم میں کوئی فساد خلل آسیب مانع اولاد تو جب[2] خدائی ہے، کیا ان موانع کا ازالہ نہ کر سکے گا بہرحال جب امورِ

---

[1] یعنی اہل حق کے نزدیک ان کاموں اور تمام کائنات کا وقوع اُس سچے خدا کی قدرت سے ہے جو کذب و فحش و زن و ولد و ہر عیب و نقصت سے پاک ہے اس خدائے موہوم کی قدرت سے ہونا بزعم مُلّاجی ہے ۱۲ س رحمہ اللہ [2] یعنی جب وہ امور ممکنہ واقع ہو لیے تو فرض کیجئے کہ خدائے موہوم کی زن کلثوم کے عضو مختوم مر رہ معلوم کی رسائی ہولی پھر اگر فساد مزاج منی یا رحم یا فعل آسیب مانع آئے تو کیا اپنی یا زوجہ کی اصلاح نہ کر سکے گا یا دہلی کے حکیموں سے علاج کرائیگا یا قول الجمیل کا گنڈا نہ ملے گا یا کسی گنگوہی پیر کا منتر نہ چلیگا بہرحال بن ہوئے ہرگز نہ ٹلے گا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ س رحمہ اللہ

سالبقہ ممکن ٹھہرے، تو بچہ ہونا قطعاً ممکن، اور خدا کا بچہ خدا ہی ہوگا، قال[1] اللہ تعالیٰ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العٰبدین ۰ تو فرما کہ رحمٰن کے لئے کوئی بچہ ہے تو میں سب سے پہلے پوجنے والا ہوں + تو قطعاً دو خدا کا امکان ہوا، اگرچہ منافی غیرت ہوکر امتناع بالغیر ٹھہرے، اور جب[2] ایک ممکن تو کروڑ لا ممکن کہ قدرت خدا کی انتہا نہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم **خامساً** ملّائے دہلی کا خدائے موہوم کہاں کہاں آدمی کی حرص کریگا، آدمی کھانا کھاتا ہے، پانی پیتا ہے، پاخانہ پھرتا ہے اور پیشاب کرتا ہے، آدمی قادر ہے، کہ جس چیز کو دیکھنا نہ چاہے آنکھیں بند کرلے، سُننا نہ چاہے کانوں میں انگلیاں دے لے، آدمی قادر ہے، کہ اپنے آپ کو دریا میں ڈبو دے، آگ سے جلا لے، خاک پر لیٹے، کانٹوں پر لیٹے، رافضی ہو جائے، وہابی[3] بن جائے، مگر ملّائے ملوم کا مولائے موہوم یہ سب باتیں اپنے لئے کر سکتا ہوگا، ورنہ عاجز ٹھہرے گا، اور کمال قدرت میں آدمی سے گھٹ رہے گا،

اقول غرض خدائی سے ہر طرح ہاتھ دھو بیٹھنا ہے، نہ کر سکا، تو حضرت کے زعم میں عاجز ہوا، اور عاجز خدا نہیں کر سکا تو ناقص ہوا، ناقص خدا نہیں، محتاج ہوا، محتاج خدا نہیں، ملوث ہوا، ملوث خدا نہیں، تو شمس و امس کی طرح اظہر و ازہر کہ دہلوی بہادر یہ قول ابتر حقیقۃً انکار خدا کی طرف منجر ما قدروا اللہ حق قدرہ - والعیاذ باللہ من اضلال الشیٰطین مگر سبحٰن ربنا ہمارا سچا خدا

---

[1] حملہ السدی علی الظاهر وعلیه عول فی تکملۃ المفاتیح والبیضاوی والمدارک وارشاد العقل و غیرها ولاشك انه صحیح صاف لاغبار علیه فای حاجۃ الی ارتکاب تاویلات بعیدۃ ۱۲ منہ [2] کیا خوب جب امکان ٹھہرا تو کیا ایک ہی بچہ ہوکر رہ جائیگا خدا مفتری کی زوجۂ دلربا ایک مرغی سے بھی گئی گذری جو مہینے میں بیس بیس انڈے دیتی ہے یہ دن میں لاکھ لاکھ انڈے دیگی اور خداؤں کی پود بڑھ کر بندوں کے بسنے کو جگہ نہ رکھے گی ۱۲ س رحمہ اللہ +

[3] ایک رافضی قادر ہے کہ کسی نجدیہ سے تین دن کے لئے ستائیس بوسوں اور نو بلا جماع پر متعہ کرے، ایک وہابی قادر ہے کہ اپنی پناہ کو کمشنر دہلی سے چٹھی لے جب حج کو جاتے اہل حرمین سے ڈرے ایک نجدی قادر ہے کہ کُھٹل چاقو سے اپنی ناک اڑا لے یا گلا گھونٹ کر اپنا دم نکالے، ایک انبہٹی قادر ہے کہ کسی گنگوہی یا جنگلی کوہی معلم سے سبق پڑھے یا دیوبندی مدرسہ میں امتحان دے کر دستار فضیلت سر پہ لپیٹے، مگر دہلوی ملوم کا خدائی موہوم ان سب باتوں پہ قادر ہوگا ولاحول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ س رحمہ اللہ تعالیٰ

سب عیبوں سے پاک اور قدرت علی المحال کی تہمت سراپا ضلال سے کمال منزہ عالم اور عالم کے اعیان اعراض ذوات صفات اعمال اقوال خیر شر صدق کذب حسن قبیح سب اُسی کی قدرت کاملہ وارادۂ ازلیہ سے ہوتے ہیں، نہ کوئی ممکن اُس کی قدرت سے باہر، نہ کسی کی قدرت اُس کی قدرت کے ہمسر، نہ اپنے لئے کسی عیب ومنقصت پر قادر ہونا، اُس کی شان قدوسی کے لائق اور درخور تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً ہ وسبحٰن اللہ بکرۃ واصیلاً: والحمد للہ حمداً کثیراً

ثم اقول ذہن فقیر میں ان پانچ کے علاوہ ہذیان مذکور پر اور ابحاث دقیقہ کلامیہ ہیں، جن کے ذکر کے لئے مخاطب قابل فہم دقائق درکار نہ وہ حضرت جن میں اجلہ واکابر کا مبلغ علم سیدھی سیدھی نفس عبارت مشکوۃ وغیرہ سن سنا کر اجازت وسند کی داد وستد تا بہ اذلہ و اصاغر چہ رسد امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولہ. واللہ الہادی وولی الایادی ؎

ہذیان دوم مولائے نجدیہ

عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ می شمارند واوراجل شانہ بآں مدح مے کنند بخلاف اخرس وجماد کہ ایشاں را کسے بعدم کذب مدح نمی کند وپر ظاہرست کہ صفتِ کمال ہمیں است کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلام کاذب مے دارد وبنا بر رعایت مصلحت ومقتضی حکمت بتنزہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید ہماں شخص ممدوح مے گردد بسلب عیب کذب واتصاف بکمال صدق بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف شدہ باشد وتکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد یا قوت متفکرہ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیۂ غیر مطابقہ للواقع نمی تواند کرد یا شخصیکہ ہرگاہ کلام صادق مے گوید کلام مذکور از دہان دیگر دو ہرگاہ کہ ارادۂ تکلم بکلام کاذب مے نماید آواز او بند می گردد یا زبان او ماؤف می شود، یا کسے دیگر دہن او را بند می نماید یا حلقوم او را خفہ می کند یا کسے کہ چند قضایا صادقہ را یاد گرفتہ است واصلا بر ترکیب قضایائے دیگر قدرت نمی دارد وبناء علیہ کلام کاذب از وصادر نمی گردد این اشخاص مذکورین نزد عقلا قابل مدح مے نیستند بالجملہ عدم تکلم بکلام کاذب ترفعاً عن عیب الکذب تنزہاً عن التلوث بہ از صفات مدح ست وبنا بر عجز از تکلم بکلام کاذب ہیچ گونہ از صفات مدائح نیست یا مدح آں بسیار ادون ست از مدح اول انتہی بلفظہ الرکیک المختل اس تلمیع باطل وتطویل لاطائل

کا یہ حاصل ہے حاصل کہ عدم کذب اللہ تعالیٰ کے کمالات وصفات مدائح سے ہے اور صفت کمال وقابل مدح یہی ہے کہ متکلم باوجود قدرت بلحاظ مصلحت عیب وآلائش سے بچنے کو کذب سے باز رہے، نہ کہ کذب پر قدرت ہی نہ رکھے، گونگے یا پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا، کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا تو لازم کہ کذب الٰہی مقدور وممکن ہو **اقول وباللہ التوفیق** اس ہذیان شدید الطغیان کے شنائع ومفاسد حد شمار سے زائد مگر ان توسنیوں بدلگامیوں پر جو تازیانے بنگاہ اولین ذہن فقیر میں حاضر ہوئے پیش کش کرتا ہوں وباللہ العصمۃ فی کل حرف وکلمۃ تازیانہ (۱) اقول العزۃ للہ والعظمۃ للہ واللہ الذی لا الٰہ الا ہو۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ہ اللہ یہ ظلم شدید وضلال بعید تماشا کردنی کہ جابجا خود اپنی زبان سے کذب کو عیب ولوث کہتا جاتا ہے، پھر اُسے باری عزوجل کے لئے ممکن بتاتا، اور اللہ کے جھوٹ نہ بولنے کی وجہ یہ ٹھہراتا ہے کہ حکیم ہے اور مصلحت کی رعایت رکھتا ہے لہٰذا ترفعًا عن عیب الکذب وتنزہًا عن التلوث بہ یعنی اس لحاظ سے کہ کہیں عیب ولوث سے آلودہ نہ ہوجاؤں کذب سے بچتا ہے، دیکھو صاف صریح مان لیا کہ باری عزوجل کا عیب دار وملوث ہونا ممکن، وہ چاہے تو ابھی عیبی وملوث بن جائے مگر یہ امر حکمت ومصلحت کے خلاف ہے، اس لئے قصداً پرہیز کرتا ہے تعالی اللہ عما یقولون علواً کبیراً ہ اور خودسرے سے اصل بنائے خودسری دیکھیے، ملائے مقبوح کا یہ املائے مقدوح اس کلام آئمہ کے رد میں ہے، کہ کذب نقص ہے، اور نقص باری تعالےٰ پر محال، اس کے جواب میں فرماتے ہیں، محال بالذات ہونا ہمیں تسلیم نہیں، بلکہ ان دلیلوں (یعنی دونوں ہذیانوں) سے ممکن ہے، تو کیسی صاف روشن تصریح ہے کہ نہ صرف کذب بلکہ ہر عیب وآلائش کا خدا میں آنا ممکن واہ بہادر کیا نیم گردش چشم میں تمام عقائد تنزیہ وتقدیس کی جڑ کاٹ گیا عاجز، جاہل احمق کاہل، اندھا، بہرا، ہکلا، گونگا سب کچھ ہونا ممکن ٹھہرا، کھانا، پینا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، بیمار پڑنا، بچہ جننا، اونگھنا، سونا، بلکہ مرجانا، مرکے پھر پیدا ہونا سب جائز ہوگیا، غرض اصول اسلام کے ہزاروں عقیدے جن پر مسلمانوں کے ہاتھ میں یہی دلیل تھی، کہ مولےٰ عزوجل پر نقص وعیب محال بالذات ہیں، دفعۃً سب باطل وبے دلیل ہوکر رہ گئے، فقیر تنزیہ دوم میں زیر دلیل اول ذکر کر آیا، کہ یہ مسئلہ کیسی عظمت والا اصل دینی تھا، جس پر ہزارہا مسئلہ ذات وصفات

ف: امام وہابیہ نے صاف لکھ دیا کہ اللہ تعالیٰ میں ہر عیب ونقصان آسکتا ہے۔

ف: امام وہابیہ نے اللہ تعالیٰ کو عیبوں سے بچنے ایک جا لکھا اور صفات ازلیہ وابدیہ کا معدوم ہونا ممکن مان کر [illegible] دی۔

باری عزوجل متفرع و مبنی اس ایک کے انکار کرتے ہی وہ سب اُڑ گئے، وہیں شرح مواقف سے گذرا کہ ہمارے لئے معرفت صفات باری کی طرف کوئی راستہ نہیں، مگر افعال الٰہی سے استدلال یا یہ کہ اُس پر عیوب و نقائص محال، اب یہ دوسرا راستہ تو تم نے خود بند کر دیا، رہا پہلا یعنی افعال سے دلیل لانا کہ اس نے ایسی عظیم چیزیں پیدا کیں، اور اُن میں یہ حکمتیں ودیعت رکھیں، تو لاجرم ان کا خالق بالبداہتہ علیم و قدیر و حکیم و مرید ہے۔ **اقول اولاً** یہ استدلال صرف اُنہیں صفات و کمال میں جاری، جن سے خلق و تکوین کو علاقہ داری، باقی ہزارہا مسائل صفات ثبوتیہ و سلبیہ پر دلیل کہاں سے آئے گی؟ مثلاً مصنوعات کا ایسا بدیع و رفیع ہونا ہرگز دلالت نہیں کرتا، کہ ان کا صانع صفت کلام یا صفت صدق سے بھی متصف یا نوم و اکل و شرب سے بھی منزہ ہے **ثانیاً** جن صفات پر دلالت افعال، وہاں بھی صرف اُن کے حصول پر دال، نہ یہ کہ اُنکا حدوث ممنوع یا زوال محال، مثلاً اس نظم حکیم و عظیم بنانے کے لئے بے شک علم و قدرت و ارادہ و حکمت درکار، مگر اس سے صرف بناتے وقت ان کا ہونا ثابت ہمیشہ سے ہونے اور ہمیشہ رہنے سے دلیل ساکت، اگر دلائل سمعیہ کی طرف چلیے **اقول اولاً** بعض صفات سمع پر متقدم، تو اُن کا سمع سے اثبات دور کو مستلزم **ثانیاً** سمع بھی صرف گنتی کے سلوب و ایجابات میں وارد، اُن کے سوا ہزاروں مسائل کس گھر سے آئیں گے، مثلاً نصوص شرعیہ میں کہیں تصریح نہیں، کہ باری عزوجل اعراض و امراض و بول و براز سے پاک ہے، اس کا ثبوت کیا ہوگا۔ **ثالثاً** نصوص بھی فقط وقوع و عدم پر دلیل دیں گے، وجوب و استحالہ و ازلیت و ابدیت کا پتہ کہاں سے چلے گا؟ مثلاً بکل شیٔ علیم ۰ علیٰ کل شیٔ قدیر ۰ سے یہ بے شک ثابت کہ اُس کے لئے علم و قدرت ثابت یہ کب نکلا کہ ازل سے ہیں، اور ابد تک رہیں گے، اور اُن کا زوال اُس سے محال، یونہی وہو یطعم و لا یطعم اور لا تاخذہ سنۃ و لا نوم کا اتنا حاصل کہ کھاتا، پیتا، سوتا، اونگھتا نہیں، نہ یہ کہ یہ باتیں اُس پر ممتنع ہاں ہاں ان سب امور پر دلالت قطعی کرنے والا ان تمام دعاوی کی ازلیت، وابدیت و وجوب و امتناع پر بوجہ کامل ٹھیک اُترنے والا، ہزاران ہزار مسائل صفات ثبوتیہ و سلبیہ کے اثبات کا یکبارگی سچا ذمہ لینے والا۔ مخالف ذی ہوش، غیر مجنون و مدہوش کے مونھ میں دفعۃً بھاری پتھر دینے والا نہ تھا، مگر وہی یقینی عقلی بدیہی، اجماعی، ایمانی

مسئلہ کہ باری تعالیٰ پر عیب و منقصب محال بالذات، جب یہی ہاتھ سے گیا، سب کچھ جاتا رہا
اب نہ دین ہے نہ نقل، نہ ایمان نہ عقل انا للہ و انا الیہ راجعون ہ کذٰلک یطبع اللہ علے
کل قلب متکبر مفتون ہاں وہابیہ نجدیہ کو دعوت عام ہے اپنے مولائے مسلم و امام
مقدّم کا یہ ہذیان امکان ثابت مان کر ذرا بتائیں تو، کہ ان کا معبود بول و براز سے بھی پاک ہے
یا نہیں ؟ حاش للہ امتناع تو امتناع عدم وقوع کے بھی لالے پڑیں گے، آخر قرآن و حدیث میں
تو کہیں اس کا ذکر نہیں، نہ افعال الٰہی اس نفی پر دلیل، اگر اجماع مسلمین کی طرف رجوع لائیں
اور بے شک اجماع ہے، مگر جانِ برادر! یہ بے شک ہم نے یوں ہی کہا کہ یہ عیب ہیں اور عیب
سے تنزیہ ہر مسلمان کا ایمان تو قطعاً کوئی مسلم ان امور کو روا نہ رکھے گا، جب عیب سے تلوث ممکن
ٹھہرا تو اب ثبوت اجماع کا کیا ذریعہ رہا، نقل و روایت سے ثابت کر دو گے حاشا نقل اجماع درکنار
سلفاً و خلفاً کتابوں میں اس مسئلے کا ذکر ہی نہیں، اگر کہیئے بول و براز کا وقوع ایسے آلات جسمانیہ
پر موقوف جن سے جناب باری منزہ تو اولاً ان آلات کے بطور آلات نہ اجزائے ذات ہوئے
کے استحالہ پر سوا اس وجوب تنزہ کے کیا دلیل، جسے تمہارا امام و مولے رو بیٹھا، ثانیاً توقف
ممنوع آخر بے آلاتِ زبان و مردمک و پردۂ گوش کلام و بصر و سمع ثابت، یونہی بے آلات بول و براز
سے کون مانع اسی طرح لاکھوں کفریات لازم آئیں گے، کہ تمہارے امام کا وہ بہتان امکان تسلیم ہو کر
قیامت تک ان سے مفر نہ ملے گی کذٰلک لیحق اللہ الحق و یبطل الباطل ولو کرہ المجرمون ہ
مسلمانوں نے دیکھا کہ اس طائفہ تالفہ کے سردار و امام مدعی اسلام نے کیا لِس بویا، اور کیا
کچھ کھویا، اور لاکھوں عقائد اسلام کو کیسا ڈبویا، ہزاروں کفر شنیع و ضلال قطیع کا دروازہ کیسا
کھولا، کہ اس کا مذہب مان کر کبھی بند نہ ہوگا، پھر دعوے یہ ہے کہ دنیا بھر میں ہمیں موحد ہیں، باقی
سب مشرک، سبحان اللہ یہ مونھ اور یہ دعوے، او ناقص و عیبی و ملوث خدا کے پوجنے والے کس
مونھ سے اس اپنے تراشیدہ باطل موہوم کو حضرت حق سبحانہٗ کہتا ہے، سبحان اللہ وہی تو سبحانہ
کے قابل، جس میں دنیا بھر کے عیبوں، آلائشوں کا امکان حاصل، العزۃ للہ میں اپنے رب ملک
سبوح قدوس عزیز مجید عظیم جلیل کی طرف بہزار زبان و صد ہزار جان براءت کرتا ہوں تیرے
اس عیبی آلائشی تراشیدہ معبود اور اس کے سب پوجنے والوں سے مسلمانو تمہارے رب کے

عزت وجلال کی قسم، کہ تمہارا سچا معبود جل وعلاء پاک ومنزہ وسبوح وقدوس ہے جس کے لئے تمام صفات کمالیہ ازلاً، ابداً واجب للذات اور اصلاً کسی عیب ولوث سے ملوث ہونا جز ماً قطعاً محال بالذات، اس کی پاک قدرت اس ناپاک شناعت سے بری ومنزہ، کہ معاذ اللہ اپنے عیبی وناقص بنانے پر حاصل ہو نعم المولیٰ ونعم النصیرہ یہ ملائے ملوم کا مولائے موہوم تھا جو اپنے لئے عیوب وفواحش پر قدرت تو رکھتا ہے، مگر لوگوں کے شرم ولحاظ یا ہمارے سچے خدا کے قہر وغضب سے ڈر کر باز رہتا ہے ضعف الطالب والمطلوب لبئس المولیٰ ولبئس العشیرہ اور سفیہ ملوم کذب ظلوم الوہیت ومنقصت باہم اعلیٰ درجۂ تنافی پر ہیں، آلہ وہی ہے جس کے لئے جمیع صفات کمال واجب لذاتہ ہوں، تو کسی عیب سے اتصاف ممکن ماننا زوال الوہیت کو ممکن جاننا ہے. پھر خدا خدا کب رہا ولکن الظّٰلمین بایٰت اللہ یجحدون ۰ عنقریب انشاءُ اللہ تعالےٰ تفسیر کبیر سے منقول ہوگا کہ باری کے لئے امکان ظلم ماننے کا یہی مطلب کہ اس کی خدائی ممکن الزوال ہے، میں گمان نہیں کرتا، کہ اس بے باک کی طرح (مسلمانوں کی تو خدا امان کرے) کسی سمجھ وال کا فرنے بھی بے دھڑک تصریح کر دی ہو، کہ عیب ولوث خدا میں تو آسکتے ہیں مگر بطور ترفع یعنی مشیخت بنی رکھنے کے لئے ان سے دور رہتا ہے صدق اللہ ومن اصدق من اللہ قیلا ۰ فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور ۰ بیشک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں ولیکن وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں والعیاذ بالمولیٰ سبحانہ وتعالیٰ ثم اقول طرفہ تماشا ہے خدا کی شان معلم طائفہ کا تو وہ ایمان کہ خدا کے لئے ہر عیب کا در باب طائفہ یوں بے وقت کی چھیڑ کرنا حق "ملکان کہ تمام امت[۱] کے خلاف حق تعالیٰ کے عجز پر عقیدہ

ف الہام وہابیہ کے مذہب پر خدا کی خدائی زائل ہو سکتی ہے۔

[۱] یہ عبارت براہین کے اسی صفحہ ۳ کی ہے جس کا خلاصہ صدر استفتا میں گزرا یہاں ملا گنگوہی صاحب جناب مؤلف یعنی ملمنا مولوی عبدالسمیع صاحب مؤلف انوار ساطعہ پر یوں منہ آتے ہیں، کہ تم لوگ اللہ کا عجز ماننے ہو جو محال پر اسے قادر نہیں جانتے ہو اور ہم تو اس کے لئے جھوٹ وغیرہ سب کچھ جائز رکھتے ہیں تو عجز تو نہ ہوا۔ اگرچہ خدائی گئی۔ ہزار تف اس بھونڈی سمجھ پر، رہا اس مغالطہ عجز کا دندان شکن حل وہ اس رسالہ مبارکہ میں جابجا گزرا۔ سبحٰن اللہ محال پر قدرت نہ ہونے کو عجز جاننا الٰہی کیسے ناشخص کی تشخیص ہے۔ واللہ الہادی ۱۲ س رحمہ اللہ

ٹھہرانا تو مؤلف کے پیشوایان دین کا ہے، مؤلف اس پر افسوس نہیں کرتا "حضرت ذرا گھر کی خبر لیجئے وہاں مولائی طائفہ عجز و جہل وظلم وبخل وسفہ وہزل وغیرھا دنیا بھر کے سب عیوب ونقائص کے امکان کا ٹھیکہ دے چکے ہیں، پھر بفرض غلط اگر کسی نے ایک جگہ عجز مان بھی لیا، تو تمہارے امام کے ایمان پر کیا بے جا کیا، ایک امر کہ خدا کے لیے اس کے کروڑ درجہ بدتر ممکن تھا، اس نے اس خرمن سے ایک خوشہ تسلیم کر لیا، پھر کیا قہر کیا، مگر تمہارا امام جو خدا کے ناقص عیبی ملوث آلا نشی ہو سکنے پر ایمان لایا، نہ یہ کہ قابل افسوس نہ خلاف امت ہے، یہ تو تمہارے اعظم پیشوایان دین کی مت ہے معاذ اللہ اس امام کی بدولت طائفہ بے چارے کی کیا بُری گت ہے ہم اقول اس سے بڑھ کر مظلمہ عائلہ تناقص صریح امام الطائفہ اسی مونھ سے خدا کے لئے عیب وتلوث ممکن مانتا ہے، اسی مونھ سے کہتا ہے جھوٹ نہ بول سکے، تو قدرت جو گھٹ جائے گی تجی گھٹ جائے گی تو کیا آفت آئیگی آخر جہاں ہزار عیب ممکن تھے ایتہم[1] بر علم بس ہے یہ کہ رب کریم رؤف رحیم عز مجدہ اپنے اضلال سے اپنی پناہ میں رکھے آمین آمین بجاہ سید الھادین محمد ن الصادق الحق المبین صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین تازیانہ ۲- اقول وباللہ التوفیق۔ ایھا المسلمون حاشایہ نہ جاننا کہ باری عزوجل کا عیوب ونقائص سے ملوث ہونا اس شخص کے نزدیک صرف ممکن ہی ہے، نہیں نہیں بلکہ یقیناً اُسے بالفعل ناقص جانتا اور کمال حقیقی سے دُور مانتا ہے، اے مسلمان کمال حقیقی یہ ہے کہ اس صاحب کمال کی نفس ذات مقتضی جملہ کمالات ومنافی جملہ تلوثات ہو، اور قطعاً جو ایسا ہوگا، اُس پہ ہر عیب ونقصان محال ذاتی ہوگا، کہ ذات سے مقتضائے ذات کا ارتفاع یا ذات ومنافی ذات کا اجتماع دونوں قطعاً بدیہی الامتناع اور بے شک ہم اہل سُنت اپنے رب کو ایسا ہی مانتے ہیں، اور بے شک وہ سچے کمال والا ایسا ہی ہے اس شخص نے کہ اُس عزیز جلیل پر عیب ونقصان کا امکان مانا تو قطعاً کمالات کو اُس کا مقتضائے ذات نہ جانا، تو کمال حقیقی سے بالفعل خالی اور حقیقۃً[2] ناقص وفاقد مرتبۂ عالی ہوا، آج وجہ معلوم

[1] وانتظر ما سنلقی علیک ان السفیہ قائل بالامکان الوقوعی بل بالوقوع لا بمجرد الامکان الذاتی ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ [2] ولا تنس ما اشرنا الیہ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ہوئی کہ یہ طائفہ تالفہ اپنے آپ کو موحد اور اہل سنّت کو مشرک کیوں کہتا ہے؟ اس کے زعم میں اللہ عزوجل کے لئے اثبات کمالات واجبہ للذات شرک ہے، کہ لفظ وجوب جو مشترک ہو جائیگا اگرچہ وجوب بالذات و وجوب للذات کا فرق اُس طفل مکتب پر بھی مخفی نہیں، جوار بعہ و زوجیت کی حالت جانتا ہے، ولہٰذا اس فرقۂ ضالہ نے باتباع کرامیہ کمالات الٰہیہ کو مقتضائے ذات نہ ٹھہرایا تو جیسے معتزلہ نے تعدد قدما سے بچنے کو نفی صفات کی اور اپنا نام اصحاب التوحید رکھا، یونہی اس طائفہ جدیدہ نے اشتراک لفظ وجوب سے بھاگنے کو نفی اقتضائے ذات کی اور اپنا نام موحد تراشا فی ذالک اقول ؎

خسر الذین بالاعتزال و بالتوھب جاؤا

ذا اھل توحید وذاك موحـــدٌ غوا ء

نعم القلوب تشابھت فتناسب الاسماء

تنبیہ نبیہ جہول، سفیہ کو جبکہ اُس کے استاذ قدیم ابلیس رجیم علیہ اللعن نے یہ نقصان وتلوث باری عزوجل کا مسلک سکھایا، تو دوسری کتاب انصاح الباطل مسمّٰی بہ ایضاح الحق میں ترقی ضلال وشدت نکال کا راستہ دکھایا یعنی اُس میں بنہایت دیدہ دہنی مسائل تنزیہ وتقدیس باری تعالیٰ عزوجل کو جن پر تمام اہل سنّت کا اجماع قطعی ہے صاف بدعت حقیقیہ بتایا۔ جری بے باک کی وہ عبارت ناپاک یہ ہے "تنزیہ او تعالیٰ از زمان ومکان وجہت واثبات رویت بلاجہت ومحاذات وقول بصدور عالم بر سبیل ایجاب واثبات قدم عالم وامثال آں ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد" اھ ملخصاً، دیکھو کیسا بے دھڑک لکھدیا، کہ اللہ عزوجل کی یہ تنزیہیں تقدیسیں کہ اُسے زمانہ ومکان وجہت سے پاک جاننا اور اُس کا دیدار بلاکیف حق ماننا سب بدعت حقیقیہ ہیں، سچ ہے جب اللہ تعالیٰ کے لئے ہر عیب وآلائش کو ممکن ماننا سنت ملعونہ امام نجدیہ ہے، تو اُس عزیز مجید جل مجدہ کی تنزیہ وتقدیس آپ ہی بدعت حقیقیہ شریعت وہابیہ ہوگی، وہی حساب ہے ع کہ تو ہم درمیان ما تلخی + مشرکین بھی تو دین اسلام کو بدعت بتاتے تھے ماسمعنا بھذا فی الملۃ الاخرۃ ج ان ھذا الا اختلاق ج خیر یہاں تک تو نری بدعت ہی

ف دیکھنا امام وہابیہ ایمانی اجماعی عقیدوں کو کیونکر گمراہ بتاتا ہے۔

بدعت تھی آگے شراب ضلالت تیز و تند ہو کر اونچی چڑھی اور نشے کی ترنگ کیف کی اُمنگ دون پر آکر کفر تک بڑھی، کہ اللہ عزوجل کو پاک و منزہ اور دیدار الٰہی کو بے جہت و مقابلہ ماننے کو مخلوقات کے قدیم جاننے اور خالق تعالےٰ کو بے اختیار ماننے کے ساتھ گنا، اور اُسے ان ناپاک مسئلوں کے ساتھ کہ باجماع مسلمین کفر محض ہیں، ایک حکم میں شریک کیا۔ اب کیا کہا جائے سوا اس کے کہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون: ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم :

ف: امام و ماموم کا کفر آمیز جہل

اچھے امام اور اچھے ماموم ع مذہب معلوم واہل مذہب معلوم۔ تازیانہ ۳۔ اقول وباللہ التوفیق سفیہ سحیق کی اور جہالت و ضلالت دیکھئے، خود مانتا جانتا ہے، کہ صدق اللہ عزوجل کی صفات کمالیہ سے ہے حیث قال "صفت کمال ہیں ست الخ" پھر اُسے امر اختیاری جانتا ہے، کہ باری تعالیٰ نے باوجود قدرت عدم برعایت مصلحت بطور ترفع اختیار فرمایا، اہل سنت کے مذہب میں اللہ عزوجل کے کمالات اُس کے یا کسی کے قدرت واختیار سے نہیں، بلکہ اقتضائے نفس ذات بے توسط قدرت وارادہ واختیار اُس کی ذات پاک کے لئے واجب ولازم ہیں نہ کہ معاذ اللہ وہ اُس کی صنعت یا اُن کا عدم اس کے زیر قدرت تمام کتب کلامیہ اس کی تصریح سے مالا مال، وہ احادیث وآثار[۱] تمہارے کان تک بھی پہنچے ہوں گے جن میں کلام الٰہی کو باختیار الٰہی ماننے والا کافر ٹھہرا ہے۔ اور عجب نہیں کہ بعض اُن میں سے میں بھی ذکر کروں، مجھے یہاں حیرت ہے کہ اس بے باک بدعتی کو کیونکر الزام دوں، اگر یہ کہتا ہوں کہ صفات کمالیۂ الٰہی کا اختیاری اور اُن کے عدم کا زیر قدرت باری نہ ہونا آئمہ اہل سُنّت کا مسئلہ اجماعی ہے، تو اس نے جیسے اور مسائل اجماعیۂ تنزیہ و تقدیس کو بدعت حقیقیہ لکھ دیا، یہاں کہتے کون اس کی زبان پکڑتا ہے کہ آئمہ اہل سُنّت سب بدعتی تھے، اور اگر یوں دلیل قائم کرتا ہوں، کہ صفت کمال کا اختیاری اور اس کے عدم کا زیر قدرت ہونا مستلزم عیب ومنقصت ہے، کہ جب کمال اختیاری ہوا، کہ چاہے حاصل کیا یا نہ کیا، تو عیب ونقصان بھی روا ٹھہرا، اور مولٰے سبحانہٗ وتعالےٰ کا موصوف بصفات کمالیہ ہونا کچھ ضروری نہ ہوا، تو یہ اُس بدمشرب کا عین مذہب ہے، وہ صاف لکھ چکا، کہ باری عزوجل میں عیب وآلائش کا آنا ممکن، مگر ہاں ان بیہودوں سے اتنا کہوں گا کہ آنکھ کھول

ف: امام وہابیہ کا کفر آمیز جہل

[۱] عطف مفسر ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

کر دیکھتے جاؤ کس معتزلی کرامی کو امام جانتے ہو، جو صراحۃً عقائد اجماعیہ اہل سنت وجماعت کو رد کرتا جاتا ہے، پھر نہ کہنا کہ ہم سنتی ہیں تنبیہ نبیہ حضرت نے صفات کمالیہ باری جل وعلا کا اختیاری ہونا کچھ فقط صفت صدق ہی میں نہ لکھا بلکہ مسئلہ علم الٰہی میں بھی اس کی تصریح کی، کتاب تقویۃ الایمان مسمّٰی بہ تقویۃ الایمان ع برعکس نہند نام زنگی کافور۔ میں صاف لکھ دیا "غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے"۔ حاش للہ، اللہ عزوجل پر صریح بہتان ہے، دیکھو یہاں کھلم کھلا اقرار کر گیا، کہ اللہ تعالٰے چاہے تو علم حاصل کر لے، چاہے جاہل رہے، شاباش بہادر اچھا ایمان رکھتا ہے خدا پر! اہل سنت کے مذہب میں ازلاً ابداً ہر بات کو جاننا ذات پاک کو لازم ہے نہ کہ وہ کسی کے ارادہ واختیار سے، نہ اُس کا حاصل ہونا یا زائل ہو جانا کسی کے قابو واقتدار میں، پیرو صاحبو! ذرا پیر طائفہ کی بدمذہبیاں گنتے جاؤ، اور اپنے امام معظم کے لئے ہم اہل سُنّت کے امام اعظم ہمام اقدم امام الائمہ سراج الامہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کے ارشاد واجب الانقیاد کا تحفہ لو، فقہ اکبر میں فرماتے ہیں صفاتہ تعالٰی فی الازل غیر محدثۃ ولا مخلوقۃ فمن قال انہا مخلوقۃ او محدثۃ او وقف فیہا او شک فیہا فہو کافر باللہ تعالٰی صفات الٰہی ازلی ہیں، نہ حادث، نہ کسی کے مخلوق، تو جو انہیں مخلوق یا حادث بتلائے یا ان میں تعدد کرے یا شک لائے وہ کافر ہے اور اللہ تعالٰے کا منکر۔ **اقول** وجہ اس کی وہی ہے کہ صفات مقتضائے ذات تو ان کا حادث وقابل فنا ہونا ذات کے حدوث وقابلیت فنا کو مستلزم اور یہ عین انکار ذات ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین "تازیانہ ۴"۔ **اقول** وباللہ التوفیق جب صدق الٰہی اختیاری ہوا، اور قرآن عظیم قطعاً اُس کا کلام صادق تو واجب کہ قرآن مجید اللہ تعالٰے کا مقتضائے ذات نہ ہو، ورنہ قرآن لازم ذات ہوگا اور صدق لازم قرآن اور لازم لازم لازم اور لازم کا اختیاری ہونا بداہۃً باطل اور باجماع مسلمین جو کچھ ذات ومقتضائے ذات کے سوا ہے سب حادث ومخلوق، تو دلیل قطعی سے ثابت ہوا کہ مولائے وہابیہ پر قرآن عظیم کو مخلوق ماننا لازم، اس بارے میں اگرچہ حضرت عبداللہ[1] بن مسعود وعبداللہ[2] بن

---

[1] الشیرازی فی الالقاب والخطیب ومن طریقۃ ابن الجوزی بوجہ آخر ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

[2] ابو نصر السجزی فی الابانۃ عن اصول الدیانۃ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

عباس، جابر بن عبد اللہ و ابو درداء و حذیفہ بن الیمان و عمران بن حصین و رافع بن خدیج و ابو حکیم شامی و انس بن مالک و ابو ہریرہ، دس صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی حدیثوں سے مروی ہوا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قرآن مجید کے مخلوق کہنے والے کو کافر بتایا، مگر ازاں جا کہ آئمہ محدثین کو ان احادیث میں کلام شدید ہے، لہٰذا آثار و اقوال صحابۂ کرام و تابعین عظام و آئمہ اعلام علیہم رضاء المنعام استماع کیجئے (ارشاد ۱ تا ۱۰) امام لالکائی کتب السنۃ میں بسند صحیح روایت کرتے ہیں انبانا الشیخ ابو حامد بن ابی طاھر الفقیہ انبانا عمر بن احمد الواعظ حدثنا محمد بن ھرون الحضرمی حدثنا القاسم بن العباس الشیبانی حدثنا سفیان بن عیینۃ عن عمرو بن دینار قال ادرکت تسعۃ من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقولون من قال القراٰن مخلوق فھو کافر یعنی حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں مَیں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نو صحابہ کو پایا کہ فرماتے تھے جو قرآن کو مخلوق بتائے کافر ہے (۱۱) بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ دعن آبائہ الکرام سے راوی کہ مخلوقیت قرآن ماننے والے کی نسبت فرماتے انہ یقتل ولا یستتاب قتل کیا جائے اور اس سے توبہ نہ لیں (۱۲) اسی میں امام علی بن مدینی سے منقول انہ کافر (۱۳) اسی میں امام مالک سے مروی کافر فاقتلوہ کافر ہے اسے قتل کرو (۱۴) جزء الفیل میں یحیٰی بن ابی طالب سے روایت من زعم ان القراٰن مخلوق

۳؎ اخرج عنہ الخطیب ۱۲ منہ ۴؎ الدیلمی فی مسند الفردوس ۱۲ منہ ۵؎ الشیرازی فی الالقاب والدیلمی فی مسند الفردوس بوجہ اٰخر ۱۲ منہ ۶؎ الدیلمی من طریق الامام الشافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲ منہ ۷؎ کالذی قبلہ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالٰی ۸؎ روی عنہ الخطیب ۱۲ منہ ۹؎ الدیلمی وھو عند الخطیب بوجہ اٰخر ۱۲ منہ ۱۰؎ ابن عدی فی الکامل ۱۲ منہ ۱۱؎ البیہقی فی الاسماء والصفات اسانیدہ مظلمۃ لا ینبغی ان یحتج بشئ منہا ولان یستشھد بہا ابن الجوزی موضوع۔ الذھبی فی المیزان والحافظ فی اللسان والسخاوی فی المقاصد باطل القاری فی المنح لا اصل لہ السیوطی فی اللاٰلی ما رأیت لھذا الحدیث [illegible] طیب ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

فھو کافر جو قرآن کو مخلوق کہے کافر ہے ذکر ھذہ الاربع الامام السخاوی فی المقاصد الحسنۃ (۱۵) امام احمد کتاب السنۃ میں فرماتے ہیں من قال القراٰن مخلوق فھو عندنا کافر لان القراٰن من صفۃ اللہ قرآن کو مخلوق کہنے والا ہمارے نزدیک کافر ہے کہ قرآن خدا کی صفتوں سے ہے (۱۶) امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں من قال القراٰن مخلوق فھو زندیق جو کہے قرآن مخلوق ہے وہ بے دین ہے (۱۷) امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں القرآن کلام اللہ من قال مخلوق فھو کافر قرآن کلام الٰہی ہے جو اُسے مخلوق کہے کافر ہے (۱۸) عبداللہ بن ادریس کے سامنے خلق قرآن ماننے والوں کا ذکر ہوا کہ اپنے آپ کو موحد کہتے ہیں فرمایا کذبوا لیس ھٰؤلاء بموحدین ھٰؤلاء زنادقۃ من زعم ان القراٰن مخلوق فقد زعم ان اللہ مخلوق ومن زعم ان اللہ مخلوق فقد کفر ھٰؤلاء زنادقۃ جھوٹے ہیں وہ موحد نہیں زندیق ہیں جس نے قرآن کو مخلوق کہا اُس[له] نے خدا کو مخلوق کہا، اور جس نے خدا کو مخلوق کہا کافر ہوا یہ بے دین ہیں (۱۹ تا ۲۱) وکیع بن الجراح و معاذ بن معاذ و یحیٰی بن معین فرماتے ہیں من قال القراٰن مخلوق فھو کافر (۲۲) ابن ابی مریم نے فرمایا من زعم ان القراٰن مخلوق فھو کافر (۲۳ و ۲۴) شبابہ بن سوار و عبدالعزیز بن ابان قرشی فرماتے ہیں القراٰن کلام اللہ ومن زعم انہ مخلوق فھو کافر قرآن کلام اللہ ہے جو اُسے مخلوق مانے کافر ہے۔

(۲۵) امام یزید بن ہارون نے فرمایا واللہ الذی لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم عالم الغیب والشھادۃ من قال القراٰن مخلوق فھو زندیق قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، بڑا مہربان رحمت والا حاضر غائب سب سے خبردار کہ جو کوئی قرآن کو مخلوق کہے زندیق ہے اور ہذہ الاواخر فی الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ للعلامۃ النابلسی (۲۶) سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ وصایا میں فرماتے ہیں من قال ان کلام اللہ مخلوق

[له] اقول وجہ ملازمت ظاہر ہے کہ ہر مخلوق حادث اور قرآن لازم ذات اور حدوث لازم حدوث مستلزم کو مستلزم اور ہر حادث مخلوق تو خلق صفت ماننے کو خلق ذات ماننا لازم، حضرات نجدیہ غور کریں کہ یہ لازم شنیع یعنی معاذ اللہ ذات باری کا حادث و مخلوق ہونا اُن کے امام پر بھی لازم آیا یا نہیں، غنیمت جانیں کہ لازم قول قول نہیں ہوتا ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

فھو کافر باللہ العظیم جو قرآن کو مخلوق کہے اُس نے عظمت والے خدا کے ساتھ کفر کیا (۲۷) امام فخر الاسلام فرماتے ہیں قد صح عن ابی یوسف انہ قال ناظرت اباحنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ فی مسئلۃ خلق القراٰن فاتفق رأیی و رأیہ علی ان من قال بخلق القراٰن فھو کافر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالےٰ سے بروایت صحیحہ ثابت ہُوا کہ انھوں نے فرمایا میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسئلۂ خلق قرآن میں مناظرہ کیا بالآخر میری اور اُن کی رائے متفق ہوئی کہ خلق قرآن ماننے والا کافر ہے (۲۸) مولٰنا علی قاری شرح فقہ اکبر میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں صح ھذا القول ایضًا عن محمد یہ قول امام محمد رحمہ اللہ تعالےٰ سے بھی بسند صحیح مروی ہوا (۲۹ و ۳۰) فصول عمادی پھر فتاوی عالمگیری میں ہے من قال بخلق القراٰن فھو کافر الخ (۳۱) خلاصہ میں ہے تو قال تا قرآن آفریدہ شدہ است سیم پنج شنبئ نہادہ شدہ یکفر الخ (۳۲) خزانۃ المفتین میں ہے من قال بخلق القراٰن فھو کافر فص سئل نجم الدین النسفی عن معلمۃ قالت تا قرآن آفریدہ شدہ است سیم پنج شنبئ استاد نہادہ شدہ است ھل یقع فی نکاحھا شبھۃ قال نعم لانھا قالت بخلق القراٰن ایھا المسلمون امام وہابیہ کے صرف اس ایک قول کے متعلق صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین وعلمائے دین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے یہ تیئیس[۲۳] فتوے ہیں جن کی رُو سے اُس پر کفر لازم[۱] اور اُس کے بہت اقوال کہ اس کے مثل یا اس سے بھی شنیع تر ہیں، اُن کا کہنا ہی کیا ہے ع قیاس کن ز گلستان او بہار مرا ، اللّٰھم انا نسألک الختام علی الایمان والسنۃ اٰمین اٰمین یاعظیم المنۃ یہ چار تازیانے خاص اس امر کے اظہار میں تھے کہ مولائے نجدیہ نے اس ایک قول میں کتنی کتنی بد مذہبیاں کیں، معتزلیت، کرامیت وغیرہما، کس کس طرح کی ضلالتیں لیں، کیسا کیسا عقائد اجماعیۂ اہل سُنت کو جھٹلایا، اللہ عزوجل کی جناب میں گستاخی وبے ادبی کو کس نہایت تک پہنچایا، جب بحمداللہ تضلیل مستدل سے فراغت پائی، اب بتوفیقہ تعالےٰ تذلیل دلیل کی طرف چلیے یعنی اس ہذیان دوم میں جو اس نے امکان

---

[۱] لیحمد وان المحققین فرقوا بین اللزوم والالتزام فافھم الا یکفیہ ما فی ھذا من خسار کامل وبوار تام والعیاذ باللہ ذی الجلال والاکرام ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

کذب باری پر ایک فریبی مغالطہ دیا، اُس کا ردِّ بلیغ سُنیئے۔ ذرا اُس کی تقریر مغالطہ پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے کہ تازہ ہو جائے، حاصل اُس کلام پریشان کا یہ تھا کہ عدم کذب باری تعالیٰ کے صفات کمال سے ہے جس سے اُس کی مدح کی جاتی ہے، اور صفتِ کمال و قابل مدح یہی ہے کہ کذب پر قادر ہو کر اُس سے بچے، سرے سے قدرت ہی نہ ہوئی، تو عدم کذب میں کیا خوبی ہے، پتھر کی کوئی تعریف نہ کریگا کہ جھوٹ نہیں بولتا، یونہی جو کذب کا ارادہ کرے مگر کسی مانع کے سبب بول نہ سکے، عقلاً اس کی بھی مدح نہ کریں گے، اب بتوفیق اللہ تعالیٰ پہلے نقوض اجمالی لیجئے، پھر حل مغالطہ کا مژدہ دیجئے وباللہ الهادی وولی الایادی تازیانہ ۵۔ رب عزوجل فرماتا ہے وما انا بظلام للعبید میں بندوں کے حق میں ستمگر نہیں، اور فرماتا ہے لایظلم ربك احداً تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا، اور فرماتا ہے ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرّے برابر ظلم نہیں فرماتا۔

اقول ان آیات میں مولےٰ عزوجل نے عدم ظلم سے اپنی مدح فرمائی، کیوں مُلّاجی! بھلا جو ظلم پر قدرت

---

۵ اقول اس احمق کا سارا ہذیان دفع کرنے کو صرف اُتنا جملہ کافی ہو تنزیہ دوم میں زیر دلیل بست و چہارم گزرا کہ اللہ عزوجل پر ہر وہ شے بھی محال جو کمال سے خالی ہو اگرچہ نقص نہ رکھتی ہو ظاہر ہے کہ نفی کمال سے مدح ہونے سے رہی مدح اُس کی نفی سے ہو گی جو کمال نہیں اور جو کچھ کمال نہیں وہ سب باری عزوجل کے لئے محال ایمان ٹھیک ہو تو یہی دو حرف بس ہیں ۱۲
سلہ بحمداللہ یہ نقض رفیع و بدیع ملائے شنیع کی ساری تقریر تقطیع کو سراپا حاوی جس سے اُس کے ہذیانوں کا ایک حرف نہ بچے اُس تقریر پریشان کو پیش نظر رکھ لیجئے اور یوں کہ چلیئے ظلم الٰہی محال نہیں ورنہ لازم آئے کہ قدرت انسانی قدرت ربانی سے زائد ہو کہ ظلم و ستم اکثر آدمیوں کی قدرت میں ہے ان ظلم خلاف حکمت ہے تو ممتنع بالغیر ہوا، اسی لئے عدم ظلم کو کمالات حضرت حق سبحانہٗ سے گنتے اور اس سے اُس کی تعریف کرتے ہیں بخلاف شجر و حجر کہ اُنہیں کوئی عدم ظلم سے ستائش نہیں اور ظاہر ہے کہ صفت کمال یہی ہے کہ ظلم پر قدرت تو ہو مگر برعایت مصلحت و مقتضائے حکمت آلائش ستمگاری سے بچنے کو ظلم نہ کرے، ایسا ہی شخص سلب عیب ظلم و اتصاف کمال عدل سے ممدوح ہو گا بخلاف اُس کے جس کے اعضا و جوارح بیکار ہو گئے ہوں کہ ظلم کر ہی نہیں سکتا یا قوت متفکرہ فاسد ہو گئی ہے کہ معنے ظلم سمجھنے اور اس کا قصد کرنے ہی سے عاجز ہے یا وہ شخص کہ جب عدل و انصاف کا حکم دے تو یہ حکم اُس سے صادر ہوا اور جب ظلم کا حکم چاہے آواز بند ہو جائے یا زبان نہ چلے یا کوئی مونھ بند کر دے یا گلا دبا دے یا ایک شخص کسی سے سیکھ کر حکم کرتا ہے آپ حکم دینا جانتا ہی نہیں اور وہ بتانے والا اسے احکام عدل و انصاف ہی بتاتا ہے اس وجہ سے اُس سے ظلم صادر نہیں ہوتا یہ لوگ عقلا کے نزدیک قابل مدح نہیں بالجملہ عیب ظلم سے ترفع اور اس کی آلائش سے تنزہ کے لئے ظلم نہ کرنا ہی صفت مدح ہے اور عجز ہو تو کچھ مدح نہیں یا اُس کی مدح پہلے کی مدح سے بہت کم ہے انتہی، ملاحظہ کیجئے نقض اسے کہتے ہیں کہ نام کو بھی نہ رکھے واللہ الموفق ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ہی رکھے، اُس کی بے ظلمی کی کیا تعریف، یوں تو پتھر کی بھی ثنا کیجئے، کہ ظلم نہیں کرتا، اسی طرح جو صوبہ ظلم چاہے مگر حاکم بالا کا خوف مانع آئے عقلاء اُس کی بھی مدح نہ کریں گے، تو لاجرم باری عز جل کو ظلم پہ قادر کہئے گا۔ سبحان اللہ تم سے کیا دُور جب کذب وغیرہ ہر عیب و آلائش پہ قدرت مان چکے، تو ظلم میں کیا ستم رکھا ہے، مگر اتنا سمجھ لیجئے کہ ظلم کہتے ہیں ملک غیر میں تصرف بیجا کو جب باری سبحانہ وتعالےٰ کو اس پہ قادر مانیے گا، تو پہلے بعض اشیاء کو اُس کی ملک سے خارج اور غیر کی ملک مستقل مان لیجئے مسلمانوں کو تو بزور زبان زور دبستان مشرک کہتے ہو خود سچے پکے کافر مشرک بن جائیے، قال تعالےٰ للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں + وقال تعالیٰ قل لمن ما فی السمٰوٰت والارض قل للہ تو فرما کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تُو فرما اللہ کا ہے + وقال تعالےٰ ام لہم شرک فی السمٰوٰت والارض کیا اُن کا ساجھا ہے آسمانوں اور زمین میں + ولہٰذا اہل سنت وجماعت کا اجماع قطعی قائم کہ باری جل مجدہ سے ظلم ممکن ہی نہیں۔ شرح فقہ اکبر میں ہے لایوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لایدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل باری تعالیٰ کو ظلم پہ قادر نہ کہا جائے گا کہ محال زیر قدرت نہیں آتا اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں بیضاوی وعمادی وغیرہما تفاسیر میں ہے الظلم یستحیل صدورہ عنہ تعالیٰ اھ ملخصاً۔ اللہ تعالےٰ سے ظلم صادر ہونا محال ہے + تفسیر روح البیان میں ہے الظلم محال منہ تعالی اللہ تعالےٰ سے ظلم محال ہے + تفسیر کبیر میں ہے الذی یدل علی ان الظلم محال من اللہ تعالیٰ ان الظلم عبارۃ عن التصرف فی ملک الغیر والحق سبحانہ لایتصرف الافی ملک نفسہ فیمتنع کونہ ظالما وایضا الظالم لایکون الٰہا والشیٔ لایصح الا اذا کانت لوازمہ صحیحۃ فلو صح منہ الظلم لکان زوال الٰہیتہ صحیحا وذلک محال اھ ملخصا ظلم الٰہی محال ہونے کی دلیل یہ ہے، کہ ظلم ملک غیر میں تصرف[1] سے ہوتا ہے اور حق تعالےٰ جو تصرف کرے اپنی ہی ملک میں کرتا ہے تو اُس کا ظالم ہونا محال اور نیز ظالم[2] خدا نہیں ہوتا اور شئے جبھی ممکن ہوتی ہے کہ اُس کے سب

---

[1] لایخفی علی الفطن الفاھم فرق ما بین تعبیر الاصل وعبارۃ العبد المترجم ۱۲ منہ [2] یعنی ظلم و الوہیت کا جمع ہونا ممکن کہ ظلم عیب ہے اور الوہیت ہر عیب کو منافی تو صدور ظلم کو عدم الوہیت لازم ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

لوازم ذاتیہ ممکن ہوں، تواگر ظلم الٰہی ممکن ہو تو لازم ظلم یعنی زوال الوہیت بھی ممکن ہو یہ محال ہے۔ وُسی میں زیر قولہ تعالےٰ ونضع الموازین القسط لیوم القیٰمۃ ۔ الآیہ لکھتے ہیں الظالم سفیہ یخارج عن الالٰھیۃ فلو صح منہ الظلم لصح خروجہ عن الالٰھیۃ ظالم بے وقوف ہے، خدائی سے خارج، تواگر خدا سے ظلم ممکن ہو، تو اُس کا خدائی سے نکل جانا ممکن ہو + یہ تفسیر کبیر کی وہی عبارت ہے جس کا ہم تازیانہ اول میں وعدہ کر آئے تھے۔ **تازیانہ ۶** ۔ قال ربنا تبارک و تعالیٰ وقل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا تو کہہ سب تعریفیں اُس خدا کو جس نے اپنے لئے بیٹا نہ بنایا + وقال تعالیٰ حاکیا عن الجن وانہ تعالیٰ جد ربنا ما اتخذ صاحبۃ و لا ولدا ہ بے شک بڑی شان ہے ہمارے رب کی جس نے اپنے لئے نہ عورت اختیار کی نہ بچہ + **اقول** ان آیات میں سبوح قدوس جل جلالہ نے یوں اپنی تعریف فرمائی، اب بھلا میاں جی کہیں اپنی دلیل سے چوکتے ہیں ضرور کہیں گے، کہ اُن کا خدائے موہوم چاہے تو بیاہ کرے، بچے جنائے مگر عیب ولوث سے بچنے کو فرد بنتا ہے، جب تو صفت مدح ٹھہری ورنہ سرے سے قدرت ہی نہ ہو تو خوبی ہی کیا ہے + یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا گیا سیدا وحصورا، سردار اور عورتوں سے پرہیز رکھنے والا + حیز نامرد کی کون تعریف کرے گا کہ عورتوں سے بچتا ہے +

تازیانہ ۷ ۔ قال المولیٰ سبحانہ وتعالےٰ وما کان ربک نسیا ہ تیرا رب بھولنے والا نہیں ۔ **اقول** اب دہلوی مُلّا اپنی ہذیانی دلیل کو آیۂ کریمہ میں جاری کر دیکھے، رب تعالیٰ ذکرہ نے عدم نسیان سے اپنی مدح فرمائی اور صفت کمال وقابل مدح یہی ہے کہ باوجود امکان نسیان عیب ولوث سے بچنے کو اپنے علوم حاضر رکھے، پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا کہ یہ بات نہیں بھولتا حالانکہ عدم نسیان قطعاً اسے بھی حاصل، یونہی اگر ایک شخص بالقصد کسی مسئلہ کا بھلا دینا چاہتا اور عمداً اپنے دل کو اُس کی یاد سے پھیرتا ہے، مگر جب بھولنے پر آتا ہے کوئی یاد دلاتا ہے، یوں بھلانے پر قدرت نہیں پاتا، عقلاء ایسے شخص کو بھی عدم نسیان سے مدح نہ کریں گے تو لاجرم واجب کہ باری سبحانہ کا نسیان ممکن ہوا۔ اور وہ اپنے علوم بھلا دینے پر قادر تعالیٰ عن ذالک علوا کبیرا۔ **تازیانہ ۸** ۔ آیۂ کریمہ لا یضل ربی ولا ینسی : میرا رب نہ بہکے نہ بھولے + **اقول** موسیٰ کلیم علیٰ سیدہ وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے عدم ضلال سے اپنے رب کی ثنا کی، اگر دہلوی میاں جی کی دلیل سچی ہو تو لازم کہ باری

ف: امام وہابیہ کے طور پر خدا کا بیٹا ہو عورت والا ممکن

ف: امام وہابیہ کے طور پر خدا کا بھولنا ممکن

ف: امام وہابیہ کے قول پر خدا کا بہکنا ممکن

عزوجل کا بہکنا ممکن ہو کہ مدح اسی میں ہے کہ باوصف امکان عیب ولوث سے بچنے کو ضلال میں نہ پڑے، اگر ضلالت پر قدرت ہی نہ پائی، تو مجبوری کی بات میں تعریف کاہے کی، پتھر کو کوئی نہ کہیگا کہ یہ راہ نہیں بھولتا. یا جب پھینکتے ہیں تو سیدھا زمین ہی پر آتاہے، کبھی بہک کر آسمان کو نہیں چلا جاتا، اسی طرح جب کوئی شخص بہکنے کو ہو تو راہ بتادی جائے، یوں بہکنے نہ پائے، اس میں بھی کوئی تعریف نہیں. یہ چار تازیانے نقض کے لئے بس ہیں، اور جو شخص طرز تقریر سمجھ لیا، اُس پر اور نقوض کثیرہ کا استخراج آسان، مگر انصاف یہ ہے، کہ جو گستاخ دہن دریدہ، حیا پریدہ اپنے رب کے لئے دنیا بھر کے عیب وآلائش روا کرچکا، اُس سے ان استناوں کا ذکر بے حاصل کہ وہ سہو وضلالت وجماع وولادت سب کچھ گوارا کرے گا ؎

تیر بر جاہ انبیا انداز ❊ طعن در حضرت الٰہی کن
بے ادب زی وآنچہ دانی گوے ❊ بے حیا باش وہرچہ خواہی کن

تازیانہ ۹- اقول ؏ عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگوی ❊ جامعیت اوصاف عجب چیز ہے اور مجموعہ کا فضل آحاد پہ ظاہر، دہلوی ملّا کو بھی اللہ عزوجل نے جامعیت اصناف بدعت عطا فرمائی تھی دنیا بھر میں کم کوئی طائفۂ ارباب ضلالت نکلے گا، جس سے ان حضرات نے کچھ تعلیم نہ لی ہو، پھر ایجاد بندہ اُس پر علاوہ تو اس نئے فتنہ کو چاہے عطر فتنہ کہیئے یا ضلالت کی گھانیوں کا عطر مجموعہ- اب یہ نفیس دلیل جو حضرت نے امکانِ کذب باری عزوجل پر قائم کی، حاشا اُن کی اپنی تراشی نہیں کہ وہ دین میں نئی بات نکالنے کو بہت بُرا جانتے تھے بلکہ اپنے اساتذۂ کاملہ حضرات معتزلہ خذلہم اللہ تعالےٰ سے سیکھ لکھی ہے، اُن خبیثوں نے بعینہٖ حرف بحرف اسی دلیل سے مولےٰ تعالےٰ کا امکانِ ظلم نکالا تھا، اور جو نقض فقیر نے ان حضرت پر کئے، بعینہٖ ایسے ہی نقضوں سے

ؔ مثلاً قال اللہ تعالےٰ وما اللّٰہ بغافل عما تعلمون ○ اللہ غافل نہیں تمہارے کاموں سے ❊ تو مُلّاجی کے مسلک پر لازم کہ اُس کی غفلت ممکن ہو- وقال اللہ تعالےٰ اولم یروا ان اللّٰہ الذی خلق السمٰوٰت والارض ولم یعی بخلقھن الآیۃ ❊ کیا اُنہوں نے نہ دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور نہ تھکا اُن کے بنانے سے ❊ اب مُلّاجی کہیں گے کہ خدا کا تھکنا بھی ممکن- وعلےٰ ہٰذا القیاس ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ائمہ اہل سنت نے اُن ناپاکوں کا ردّ فرمایا۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں زیر قولہٖ عزوجل ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ فرماتے ہیں قالت المعتزلۃ الاٰیۃ تدل علی انہ قادر علی الظلم لانہ تمدح بترکہ ومن تمدح بترک فعل قبیح لم یصح منہ ذالک التمدح الا اذا کان ھو قادرا علیہ الا تری ان الزمن لا یصح منہ ان یتمدح بانہ لا یذھب فی اللیالی الی السرقۃ والجواب انہ تعالٰی تمدح بانہ لا تأخذہ سنۃ ولا نوم ولم یلزم ان یصح ذالک علیہ وتمدح بانہ لا تدرکہ الابصار ولم یدل ذالک عند[1] المعتزلۃ علی انہ یصح ان تدرکہ الابصار یعنی معتزلہ نے کہا آیت مذکورہ دلالت فرماتی ہے کہ اللہ تعالٰی ظلم پر قادر ہے اس لئے کہ رب عزوجل نے اس میں ترک ظلم سے اپنی مدح فرمائی، اور کسی فعل قبیح کے ترک سے مدح جب ہی صحیح ہوگی، کہ اُسے اُس کے کرنے پر قدرت ہو۔ آخر نہ دیکھا کہ لنجھا اپنی تعریف نہیں کر سکتا کہ میں راتوں کو چوری کے لئے نہیں جاتا (مسلمان دیکھیں کہ معتزلی ذلیل کی یہ بیہودہ دلیل بعینہٖ وہی ہذیانِ مُلّائے ضلیل ہے یا نہیں، فرق یہ ہے کہ انہوں نے اُس قدیم العدل پر تہمت رکھی، اُنہوں نے اُس واجب الصدق پر افترائے کذب اُٹھایا، اُنہوں نے برتقدیر تنزہ اپنے رب کو لنجھے سے تشبیہ دی، اُنہوں نے گونگے اور پتھر سے ملایا ونی ذالک اقول ؎

هم أمنوا ظلما بظلم مليكهم ✤ ذا قائل كذبا بكذب الٰهه
لاغرو فيه اذا القلوب تشابهت ✤ فالشبه نزّاع الی اشاهه

اب ائمہ اہل سنت کا جواب سنیئے، امام ممدوح فرماتے ہیں، اس دلیل سے جواب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنی تعریف فرمائی، کہ اُسے غنودگی وخواب نہیں آتی، اس سے یہ لازم نہ آیا کہ معاذ اللہ یہ چیزیں اُس کے لئے ممکن بھی ہوں اور اُس نے اپنی تعریف فرمائی، کہ نگاہیں اُسے نہیں پاتیں اس سے معتزلہ کے نزدیک اُس پر نظر پہنچنے کا امکان نہ نکلا انتھی کیوں ہم نہ کہتے تھے ع آنچہ شوخاں ہمہ دارند تو تنہا داری ✤ تازیانہ ۱۰۔ وھو الحل اقول وباللہ التوفیق صفات مدائح کے

ف: حل مناظرہ میں تحقیق نفیس

[1] اقول بل وعندنا ایضا اذا کان الادراک بمعنی الاحاطۃ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

[2] قد مران القول بالامکان قول بالوقوع بل بالوجوب ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

درجات متفاوت ہیں، بعض مدائح اوّلی ہوتے ہیں یعنی اعلےٰ درجہ کمال، اور بعض تنزلی یعنے فائت الکمال کے مبلغ کمال، پھر یہ اُسی کی حق میں مدح ہوں گے، جو مدائح اوّلی نہیں رکھتا صاحبِ کمال تام کا اُس پہ قیاس جہل و وسواس مثلاً عبادت و تذلل و خشوع و خضوع و انکسار و تواضع انسان کے مدائح جلیلہ سے ہیں، اور باری جل شانہ پر محال، کہ ان کا مداح ہونا فوت کمال حقیقی یعنی معبودیت پہ مبنی تھا، معبود عالم عز جلالہ کے حق میں عیب و منقصت ہیں بلکہ اُس کے لئے مدح تعالےٰ و تکبّر ہے، جل وعلا و سبحانہ و تعالیٰ یونہی ترک نقائص و معائب میں مخلوق کی مدح بالقصد باز رہنے پر مبتنی ہونا بھی اُس کے نقصان ذاتی پہ مبنی، کہ وہ اپنی ذات میں سبوح و قدوس و واجب الکمال و مستحیل النقصان نہیں، بلکہ جائز العیوب والقبوح ہے، اور بنظر نفس ذات کے عیوب و نقائص سے منافات نہیں رکھتا، تو غایت مدح اُس کے لئے یہ ہے، کہ جہاں تک بنے، اس ممکن سے بچے اور تلوث سے بھاگے، و لہٰذا جہاں بوجہ فقدان اسباب و آلات بعض معائب و فواحش کی استطاعت نہ رہے، وہاں مدح بھی نہ ہوگی، جیسے نامرد، لنجھے، اپاہج، گونگے کا زنا نہ کرنا، چوری کو نہ جانا جھوٹ نہ بولنا کہ مناط مدح کہ دُور بھاگنا اور اپنے نفس کو باز رکھنا تھا، یہاں مفقود اور جب امکان سے تو کیا معلوم کہ عصمتِ بی بی از بیچادری نہیں، شاید اسباب سالم ہوتے تو مرتکب ہوتا، سفیہ جاہل نے اپنے رب جل وعلا کو بھی انہیں گونگوں، لنجھوں بلکہ اینٹوں، پتھروں پہ قیاس کیا، اور جب تک عیب و نقصان سے متصف نہ ہو سکے عدم عیب کو مدح نہ سمجھا، حالانکہ یہ مدح اوّلی و کمال حقیقی تھا کہ وہ اپنی نفس ذات میں متعالی و قدوس و سبوح و واجب الکمالات و مستحیل القبوح ہے تعالیٰ و تقدس تو یہاں عیب ممکن سے باز رہنے اور بطور ترفع بالقصد بچنے کی صورت ہی متصور نہیں، نہ حاش للہ یہ اُس کے حق میں مدح بلکہ کمال مذمت و قدح ہے و للہ الحجۃ جمیعاً: ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **تنبیہ نفیس۔ ایّہا المسلمون**! ایک عام فہم بات عرض کر دوں۔ سفیہ جاہل کا سارا مبلغ سعی یہ ہے کہ کذب پر قدرت پاکر ہی اُس سے بچنا صفت کمال ہے، نہ کہ کذب ممکن ہی نہ ہو **اقول** جب کذب ممکن ہوا تو صدق ضروری نہ رہا، اور جو ضروری نہیں وہ ممکن الزوال، تو حاصل یہ ہوا کہ کمال وہی ہے جسے زوال ہو سکے، اور جو ایسا کمال ہوا، جس کا زوال محال تو کمال ہی کیا ہے، سبحان اللہ یہ بھی ایک ہی ہوئی، او احمق کمال حقیقی وہی ہے جس کا

ف: تمام و دائمیہ سب کے نزدیک خود سب کمال زوال پذیر ہوسکتے ہیں

زوال امکان ہی نہ رکھے ہر کمال قابل زوال عارضی کمال ہے نہ ذاتی کمال، مسلمانو! اللہ انصاف باری عزوجل کا صدق یوں ماننا کہ ہے تو سچا مگر جھوٹا بھی ہو سکتا ہے، یہ کمال ہُوا یا یوں کہ وہ سبوح قدوس تبارک وتعالیٰ ایسا سچا ہے جس کا جھوٹا ہونا قطعاً محال، اہلِ اسلام ان دونوں باتوں کو میزان ایمان میں تول کر دیکھیں کہ کون گستاخ بے ادب اپنے رب کی تنزیہ کو بدعت وضلالت جاننے والا بحیلۂ مداح اُس کی مذمت وتنقیص پر اُترتا ہے، اور کون سچا مسلمان صحیح الایمان اپنے مولیٰ کی تقدیس کو اصل دین ماننے والا اُس کے صدق ونزاہت وجملہ کمالات کو علٰے وجہ الکمال ثابت کرتا ہے و الحمد للہ رب العٰلمین ۰ وقیل بعدا للقوم الظّٰلمین ۰ للہ الحمد عشرۂ کاملہ نے ہذیان ناپاک گستاخ بے باک کی دھجیاں اُڑا دیں، مگر ہنوز آن کی نزاکتوں کو تو بس نہیں ع صدہا سال مے تواں سخن از زلفِ یار گفت ۰ ابھی حضرت کی اس چار سطری، چار دیواری میں شواہد وزوائد وغیرھا مفاسد سے بہت ابکار افکار ستم کیس عیار آہوانِ[1] مردم شکار کی چھلبل نظر آتی ہے، جنہیں بے خدمتِ کامل وتسکین بالغ ناشاد نامراد سسکتا بلکتا چھوڑ جانا خلافِ مروت وفتوت ذاتی ہے۔ لہٰذا اپنے سمند رہوار غضنفر خونخوار صاعقۂ برق بار کی دوبارہ عنان لیتا، اور خامۂ پختہ کار شہزور دز شہسوار شیر گیر ضیغم شکار کو از سرِ نو رخصتِ جولاں دیتا ہوں و باللہ التوفیق تازیانہ ۱۱۔ قولہ "عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہ مے شمارند" اقول اس ہوشیار عیار کی چالاکی دیدنی صدق کو چھوڑا عدم کذب پر مباحثہ چھیڑا تاکہ جماد وغیرہ کی نظیریں جا سکے. ظاہر ہے کہ پتھر کو سچا نہیں کہہ سکتے مگر یہ ٹھیک ہے کہ جھوٹا نہیں حالانکہ قلب حاضر اور عقل ناظر ہو تو فقیر ایک نکتۂ بدیعہ القا کرے سلب کسی شے کا بنفسہٖ [illegible] کمال نہیں. ورنہ لازم آئے کہ معدومات کروڑوں اوصاف کمال سے موصوف اور اعلٰے درجہ مدح کے مستحق بلکہ باری تعالیٰ کی تنزیہ وتقدیس میں اُس کے شریک ہوں کہ بحالت عدم موضوع سب سالبے سچے ہیں جو سرے سے موجود ہی نہیں، وہ جسم بھی نہیں جہت بھی نہیں، زمان بھی نہیں، مکان بھی نہیں، مصوّر بھی نہیں، محدود بھی نہیں، مرکب بھی نہیں، متجزی

ف امام وہابیہ کے باقی کلام کا محققانہ رد

ف نکتہ بدیعہ سلب کسی شے کا صفت کمال نہیں

---

[1] آہو وحشی معروف و مجازاً معشوق و بمعنے عیب وخطا ایں جا ہمیں معنے مراد ست و وصف مردم شکاری بایہام معنے ثانی بربنائے آں اضلال واغوائے عوام ست کہ ازیں خطایای امام الوہابیہ مسر بر میزند ۱۲ س رحمہ اللہ

بھی نہیں، حادث بھی نہیں، متناہی بھی نہیں، کاذب بھی نہیں، ظالم بھی نہیں، مخلوق بھی نہیں، فانی بھی نہیں، ذی زوجہ بھی نہیں، ذی ولد بھی نہیں، اُسے خواب بھی نہیں، اونگھ بھی نہیں، بہکنا بھی نہیں، بھول بھی نہیں۔ بیس یہ اور ان جیسے صدہا اور سب صادق ہیں، مگر کوئی مجنون ہی ان سلوب کو اس مسلوب کے لئے صفت مدح وکمال جانے گا، ہاں عیوب ونقائص کا سلب اس وقت معرض مدح وبیان کمال میں آتا ہے، جب کسی صفت کمال کے ثبوت پر مبنی اور وصف مدح سے منبئی ہو، ولہٰذا قضایائے مذکورہ باری عزوجل کے مدائح سے ہیں کہ ان چیزوں کا سلب اعظم صفات کمال یعنی وجوب وجود کے ثبوت سے ناشی اور ان کے بیان سے اُس کا سبوح وغنی وقدوس ومتعالی ہونا ظاہر، باری عزوجل کو کہنا کہ متجزی نہیں بےشک مدح ہے کہ اس سے اس کا غنا سمجھا گیا، اور نقطہ کو کہنے میں کچھ تعریف نہیں کہ اُس کے لئے خوبی نہ نکلی، کہ وہاں غنا درکنار متجزی محتاج کے محتاج المحتاج کی محتاجی ہے وعلٰے ہذا القیاس۔ جب یہ امر ممہد ہولیا تو ظاہر ہوگیا کہ حقیقۃً صدق صفت کمال ہے نہ مجرد عدم کذب جو معدومات بلکہ محالات کے بارے میں بھی صادق، البتہ سلب کذب وہاں مفید مدح جہاں اس کا سلب ثبوت صدق کو مستلزم ہو مثلاً زید عاقل ناطق کی تعریف کیجئے کہ جھوٹا نہیں بےشک تعریف ہوئی، کہ جھوٹا نہیں تو آپ ہی سچا ہوگا اور سچا ہونا صفت کمال تو اس سلب نے ایک صفت کمال کا ثبوت بتایا، لہٰذا محل مدح میں آیا جہاں ایسا نہ ہو وہاں زنہار نہ مفید مدح نہ مظہر کمال، یہ نکتہ بدیعہ ملحوظ رکھیئے پھر دیکھیئے کہ عیار بہادر کی دی ہوئی نظیریں کیا کیا کٹے کو پہنچتی ہیں واللہ الموفق **تازیانہ ۱۲ و ۱۳۔ قولہ** "اخرس وجماد کہ کسے ایشاں را بعدم کذب مدح نمی کند" **اقول** دونوں نظیروں پر پتھر پڑے ہیں، گنگ وسنگ کی کیوں مدح کریں کہ وہاں سلب کذب ثبوت صدق سے ناشی نہیں گونگا یا پتھر اگر جھوٹا نہ ہوا تو کیا خوبی کہ سچا بھی تو نہیں تو وہ استلزام صفت کمال جو مبنائے مدح تھا یہاں منتفی، تسریہ ہے کہ منفصلہ حقیقیہ کے مقدم وتالی میں جب دو صفت مدح وذم محمول ہوں، تو جس فرد موضوع سے ذمیہ کو سلب کیجئے، مدحیہ ثابت ہوگی کہ یہاں ہر ایک کا رفع دوسری کے وضع کو منتج بخلاف اُن چیزوں کے جو زیر موضوع مندرج ہی نہیں کہ ان سے دونوں محمول کا ارتفاع معقول پھر سلب ذم ثبوت مدح پر کیوں کر محمول یہاں قضیہ کل متکلم مخبر اما صادق واما کاذب تھا اخرس وجماد پر سرے سے وصف عنوانی

ہی صادق نہیں، پھر عدم کذب اُن کے لئے کیا باعثِ مدح ہو، دیکھو اوذی ہوش یہ فارق ہے نہ وہ کہ جب تک عیب ممکن ہو کمال حاصل ہی نہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ○

تکمیل جمیل - **اقول** او جھوٹی نظیروں سے بے چارے عوام کو چھلنے والے اس تفرقہ کی سچی نظیر دیکھ مسلمان کو اہل بدعت کے بہتّر فرقے پورے گنا کر کہیئے، رافضی، وہابی، خارجی، معتزلی، جبری، قدری، ناصبی وغیرہ، نہیں تو بے شک اُس کی بڑی تعریف ہوئی، اور بعینہٖ یہی کلمات کسی کافر کے حق میں کہیئے، تو کچھ تعریف نہیں، حالانکہ یہ سالبہ قضیے دونوں جگہ قطعاً صادق، تو کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسلمان باوجود قدرت رافضی وہابی ہونے سے بچا، لہٰذا محمود ہوا، اور اُس کافر کو رافضی وہابی ہونے پر قدرت ہی نہ تھی، لہٰذا مدح نہ ٹھہرا، کوئی جاہل سا جاہل یہ فرق نہ سمجھے گا، بلکہ تفرقہ وہی ہے، کہ جب یہ فرقے اہلِ قبلہ کے ہیں، تو مسلمان کے حق میں اُن بہتّر کی نفی شیئ ہونے کا اثبات کرے گی، لہٰذا اعظم مدائح سے ہوا، اور کافر سرے سے مقسم یعنی کلمہ گوہی سے خارج، تو اُن کی نفی سے کسی وصف محمود کا اُس کے لئے اثبات نہ نکلا، ولہٰذا مفید مدح نہ ٹھہرا والحمد للہ علی اتمام الحجۃ ووضوح المحجۃ **تازیانہ ۱۴** - **قولہ** "بخلاف کسے کہ لسان او ماؤف شدہ باشد و تکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد" **اقول** اچھا ہوتا کہ تم بھی اُسی کس کے مثل ہوتے کہ ایسے کاذب کلاموں کے بس تو نہ ہوتے، اے عقل مند! وہ ماؤف اللسان تکلم بکلام صادق بھی نہ کر سکے گا، تو عدم مدح کی وہی وجہ کہ سلب کذب سے ثبوت صدق نہیں۔ **تازیانہ ۱۵** - **قولہ** "یا قوت متفکرہ او فاسد شدہ باشد کہ عقد قضیۂ غیر مطابق للواقع نمے تواند کرد" **اقول** تم سے بڑھ کر فاسد المتفکرہ کون ہوگا، پھر کتنے قضایائے باطلہ کا عقد کر رہے ہو، بھلا حضرت کیا فساد متفکرہ صرف قضایائے کاذبہ ہی کے لئے ہوگا، اور جب مطلقاً ہے، تو عقد قضیۂ مطابقہ پر بھی قدرت نہ ہوگی، تو صراحۃً وہی فارق صادق اور وہم زاہق، ہاں جس تام العقل، سالم النطق کو لطف الٰہی صدق محض کی استطاعت دے کہ بوجہ مانع غیبی اصدار کذب سے ممنوع ومصروف ہو، تو یہ عدم کذب بیشک مدح عظیم ہوگا، اُسی وجہ سے کہ اب ثبوت صادقیت کبریٰ سے مُنبی اور کمال جلیل یعنی عصمت من اللہ پر مبنی، خلاصہ یہ کہ شخص مذکور اس طور پر زیر موضوع مندرج اور بطور فساد تفکر خارج فلھما التفرقۃ وذھب الوسوسۃ **تازیانہ ۱۶ تا ۱۹** - **قولہ** "یا شخصے کہ کلام صادق از وصادر گردد

وہرگاہ ارادۂ کاذب نماید آواز بندیازبان ماؤف شود یاکسے دہن او بند یا حلقوم خفہ کند اقول ایسا تو کیا کہوں، جو آپ کی طبع نازک کو بالکل خفہ کندہاں اتنا کہونگا کہ اب کی تو اچھل کر تارے ہی توڑ لائے، یہ چار نظیریں وہ بے نظیر دی ہیں کہ باید و شاید، او عقل کی پڑیا ! جب وہ عظیم تکلم بکذب کر چکا، تو کلام نفسی میں کاذب ہو چکا اگرچہ بوجہ مانع صادر نہ ہو سکا، تو اُس کے عدم سے حکم کذب کیونکر ٹرکا، کذب حقیقۃً صفت معانی ہے نہ وصف الفاظ، پھر اُس کی مدح کیا معنے قطعاً مذموم ہوگا، بھلا یے دے کر اگلی نظیروں میں عدم کذب کی صورت تو تھی، یہاں اللہ کی عنایت سے وہ بھی نہ رہی، صریح کذب متحقق و موجود اور عدم کذب کی نظیروں میں معدود، جبھی تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ جب گمراہ کرتا ہے عقل پہلے لے لیتا ہے والعیاذ باللہ رب العلمین تازیانہ ۲۰۔

قولہ" یا کسے کہ چند قضایائے صادقہ یاد گرفتہ واصلا بر ترکیب قضایائے دیگر قدرت ندارد بناءً علیہ تکلم بکاذب از وصادر نہ گردد" اقول یہ صورت بھی وہی فساد عقل کی ہے، جس میں فقط حفظ صوادق کا شعبدہ بڑھایا مگر کام نہ آیا، قطع نظر اس سے کہ یہ تصویر کیسی، اور ایسے شخص سے حفظ قضایا معقول بھی ہے یا نہیں اولاً انسان مرتبۂ عقل بالملکہ میں بالبداہۃ ترکیب قضایا پر قادر تو سرے سے تصویر ہی باطل اور عقل ہیولانی میں کہ تعقل انطباعی نہیں ہوتا۔ اگر تعقل نسبت خبریہ معقول بھی ہوتا ہم حکایت وقصد افادات قطعاً غیر معقول اور صدق وکذب باعتبار حکایت ہی ہیں، نہ باعتبار مجرد علم، ورنہ معاذ اللہ عالم کو اذب کاذب ٹھہرے، تو یہاں بھی سلب کذب سے ثبوت صدق لازم نہ ہوا، اور وہی فارق پیش آیا ثانیاً جو اصلاً کسی قضیہ حتّٰی قضایائے وہمیہ واحکام شخصیۂ بدیہیۂ حسیہ پر بھی قادر نہ ہو قطعاً جانیں بلکہ حیوانات سے بھی بدتر اور جماد سے ملحق تو اُس کا کلام کلام نہ ہوگا، صوت بے صورت ہوگا اور صدق وکذب اولاً بالذات صفت معانی ہے، نہ وصف عبارات، تو بات اگرچہ بایں معنے سچی ہو کہ سامع اس سے ادراک معنے مطابق للواقع کرے، مگر اس سے اُس جمادی آواز کرنے والے کا صدق لازم نہیں کہ معنی متصف بالصدق اُس کے نفس سے قائم نہیں، حتّٰی کہ علماء نے کلام مجنون کو بھی خبریت سے خارج کیا۔ اور پر ظاہر کہ صدق وکذب اوصاف خبر ہیں نہ شامل مطلق آواز، مولٰنا بحر العلوم قدس سرہٗ فواتح میں فرماتے ہیں الکلام الصادر عن المجنون لا یکون مقصوداً بالافادۃ فلا یکون

حکایۃً عن امرحتّٰی یکون خبراً (تنبیہ دائر و سائر بہ تسفیہ جملہ نظائر) **اقول** ایہا المسلمون سفیہ جاہل نے حتی الامکان اپنے رب میں راہِ کذب نکالنے کو نو نظیریں دیں، مگر بحمد اللہ سب بے معنے، ہم نے اس وقت تک اُن کے ردّ میں اس امر پہ بنائے کار رکھی کہ عدم کذب بنفسہٖ کمال نہیں جب تک ثبوت کمال پر مبنی نہ ہو اور یہاں ایسا نہیں، اُس کی سزا کو اسی قدر بس تھا، مگر غور کیجئے تو معاملہ اور بھی بالکل معکوس اور عقل مستشہد کا کاسہ منکوس اور تمام نظائر ردو رفقاء ہیں یعنی یہاں عدم قدرت علے الکذب کا بر بنائے کمال ہونا بالائے طاق اُلٹا بر بنائے عیوب و نقائص ہے، کہیں عدم عقل، کہیں عجز آلات، کہیں لحوق مغلوبی، کہیں عروض آفات پھر ایسا عدم کذب اگر ہوگا تو مورث ذم ہوگا نہ باعث مدح، یہ وجہ ہے کہ ان صورتیں سلب کذب سے تعریف نہیں کرتے۔ نہ وہ جاہلانہ و سفیہانہ خیال کہ عیب پر قدرت نہ ہونا مانع کمال، اب ختم الٰہی کا ثمرہ کہ سفیہ جاہل کو خدا و جماد میں فرق نہ سوجھا۔ اُس کا عدم کذب اُس کے کمال عالی یعنی سبوحیت و قدوسیت بلکہ نفس الوہیت سے ناشی۔ کہ الوہیت اپنی حدذات میں ہر کمال کی مقتضی اور ہر نقص کی منافی اور ان کا عدم کذب عیوب و نقائص پر مبنی، پھر کسی پرلے سرے کی کوری یا سینہ زوری کہ عین کمال کو کمال نقص پہ قیاس کرے، اور اینٹوں پتھروں کے عیوب و نقائص باری جل مجدہ کے ذمے دھرے، جاہل پہ ایسی نظیر دینی لازم تھی جس میں عدم کذب باآنکہ کمال سے ناشی ہوتا، پھر بھی بحالت عدم امکان مدح نہ سمجھا جاتا و انی لہ ذالک.

اب جو اُس کا حامی بنے سب کو دعوت عام دیجئے، کہ ایسی نظیر ڈھونڈھ کر لاؤ فان لم تفعلوا و لن تفعلوا الآیہ **تنبیہ دوم۔ اقول**، اس سے زائد قہر یہ ہے کہ اپنا لکھا خود نہیں سمجھتا نظیریں دے کر بالجملہ کہکر آپ ہی خلاصۂ مطلب یہ نکالتا ہے، کہ عدم کذب اگر بربنائے عجز ہو تو مورث مدح نہیں معلوم ہوا، کہ ان نظائر میں تحقق عجز و قصور پر مطلع ہے، پھر باری عز و جل کے عدم کذب کو ان سے ملاتا ہے حالانکہ وہاں عیب و منقصت پر عدم قدرت زنہار عجز نہیں۔ بلکہ عین کمال و مدحت اور معاذ اللہ داخل قدرت ماننا ہی صریح نقص و مذمت یہ تقریر کافی ووافی طور پر مقدمۂ رسالہ و نیز رد ثالث ہذیان اول میں گذری، اور وہیں یہ بھی بیان ہوا کہ عجز جب ہے جانب فاعل قصور وکمی ہو، جیسے اے سفیہ ان تیری نظیروں میں کہ گنگ و سنگ اپنے

نقصان کے باعث جھوٹ سچ کچھ نہیں بول سکتے، نہ یہ کہ جانب قابل نالائقی ہو کہ تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا، جس طرح جناب باری عزوجل کا کذب وغیرہ تمام عیوب سے منزہ ہونا اسے ہرگز کوئی مسلم عاقل عجز گمان نہ کرے گا مگر یا رب ابن حزم سا کوئی ضال اجہل یا ان حضرات سا جاہل اضل وباللہ العصمۃ عن مواقع الزلل والحمد للہ الاعز الاجل بحمد اللہ یہ صرف نظائر پر تازیانوں کا دوسرا **عشرہ کاملہ** تھا، بلکہ خیال کیجئے، تو یہاں تک اسی مسئلہ کے متعلق سفاہات شریفہ پر سات تازیانے اور گزرے۔ تازیانہ[1] اول میں دوسرا شتم اقول جس نے حضرت کا تناقض بتایا، اور دوم[2] وسوم[3] ودہم[4] کے بعد کی تنبیہات اور بستم[5] کا ثانیا، اور اس کے بعد[6] کی دو تنبیہیں[7]، یہ ساتوں جداگانہ تازیانے تھے، تو حقیقۃً عشرہ اولیٰ میں چودہ[14] اور ثانیہ میں تیرہ[13] **کل ستائیس[27] تازیانے** یہاں تک ہوئے، چلتے وقت کے تین اور لیتے جائیے، کہ تیس[30] کا عدد جو دونوں تنزیہ سابق میں بھی ملحوظ رہا ہے پورا ہو جائے، خصوصاً ان میں ایک تو ایسا شدید کامل جس سے جان بچانی مشکل، جو آپ کا خلاصہ مطلب کھولے، اصل مذہب سر چڑھ کر بولے وباللہ التوفیق و اضافۃ التحقیق **تازیانہ ۲۸۔ اقول** وباللہ التوفیق شاطر عیار نے اگرچہ بظاہر اغوائے جہال کو کہ عوام اہل اسلام اپنے رب ذوالجلال والاکرام کے حق میں صریح دشنام سن کر بھڑک نہ جائیں، مطلب دلی کے روئے زشت پر پردہ ڈالنے کو براہ تقیہ کہ روافض سے بڑھ کر اصل اصیل مذہب نجدیہ ہے، یہ کلمات بڑھا دیئے "کہ کذب مذکور آرے منافی حکمت اوست پس ممتنع بالغیر ست"۔ مگر اس کے ساتھ ہی جو مذہب خفیہ جوش پہ آیا، اور نظیریں دینے کا شوق گرمایا، تو کھلے بندوں علانیہ بتایا کہ کذب الٰہی میں اصلاً امتناع بالغیر کی بو بھی نہیں بلکہ قطعاً جزماً جائز وقوعی ہے، جس کے وقوع میں استحالہ عقلی درکنار استبعاد عادی کا بھی نام و نشان نہیں، ثبوت لیجئے، اگر اس کے مذہب میں کذب الٰہی ممکن بالذات و ممتنع بالغیر ہوتا تو نظیریں وہ دیتا جن میں کذب ممتنع بالذات ہو کہ دیکھو جہاں امتناع ذاتی ہوتا ہے عدم کذب باعث مدح نہیں ہوتا، اور باری عزوجل کے لئے مدح ہے، تو اس کے حق میں امتناع ذاتی نہیں، مگر برخلاف اس کے مثالیں وہ دیں جن میں امتناع ذاتی کا پتا نہیں، مثلاً جس کا مونھ بند کر لیں یا گلا گھونٹ دیں، اور اس وجہ سے وہ جھوٹ نہ بول سکے تو بڑ ظاہر کہ بولنے پر یقیناً قادر اگر

بالفرض امتناع ہے، تو اِس عارضہ کی وجہ سے تو نہ ہوا، مگر امتناع بالغیر، امام نجدیہ اسے بھی مانع مدح جان کر باری عزوجل سے صراحۃً سلب کرتا ہے، پھر کیوں منافقانہ کہا تھا "ممتنع بالغیرست"، صاف کہا ہوتا "اصلا از امتناع بالغیر ہم بہرہ ندارد۔" اے حضرت دور کیوں جائیے پہلی بسم اللہ اخرس وجماد ہی کی نظیر نہ لیجئے، بھلا اخرس تو انسان ہے جماد کے لئے بھی کلام محال شرعی تک نہیں، صرف محال عادی ہے کتب حدیث دیکھیے بطور خرق عادت ہزار بار پتھروں، جمادوں سے کلام واقع ہوا، اور ہزار بار ہوگا، قریب قیامت آدمی سے اُس کا کوڑا باتیں کرے گا۔ جب اہل اسلام یہود عنود کو قتل کریں گے، اور وہ پتھروں درختوں کی آڑ لیں گے شجر وحجر مسلمان سے کہیں گے، اے مسلمان آ یہ میرے پیچھے یہودی ہے۔ اسی طرح سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گونگے کا کلام کرنا احادیث میں وارد، اللہ عزوجل فرماتا وقالوا لجلودھم لم شھدتم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیئ کافر اپنی کھالوں سے بولے تم نے کیوں ہم پر گواہی دی۔ وہ بولیں ہمیں اُس اللہ نے بلوایا، جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی، اگر کلام جماد و اخرس ممتنع بالغیر یا محال شرعی ہوتا، زنہار وقوع کا نام نہ پاتا کہ ہر ممتنع بالغیر کا وقوع اُس غیر یعنی ممتنع بالذات کے وقوع کو مستلزم۔ تو وقوع نے ظاہر کر دیا کہ صرف خلاف عادت ہے، جب وقوع کلام ثابت اور ان کے استحالہ کذب پر ہرکوئی دلیل عقلی نہ شرعی تو یقیناً اُس کے لئے بھی جواز وقوعی جو امتناع بالغیر کا منافی قطعی۔ اب جیوٹ بہادر استدلال کرتا ہے کہ ایسا عدم کذب مفید مدح نہیں ہوتا اور باری عزوجل میں مدح تو لاجرم وہاں ایسا عدم بھی نہ ہوگا، انتہا، تو اُس کے کلام کا منطوق صریح ہے، آگے خود دیکھ لیجئے کہ اخرس وجماد میں کیسا عدم تھا، جس کو باری عزوجل میں نہیں مانتا زنہار نہ امتناع عقلی تھا نہ استحالہ شرعی، بلکہ صرف استبعاد عادی تو بالضرور لکانتے بے باک اپنے رب میں کذب کو مستبعد بھی نہیں جانتا العظمۃ للہ، اگر لازمِ قول قول ٹھہرے، تو اس سے بڑھ کر کفر جلی اور کیا ہے، مگر یہ حسن احتیاط اللہ عزوجل نے ہم اہل سنت ہی کو عطا فرمایا، اہل بدعت خصوصاً نجدیہ کہ یہ شخص جن کا معلم وامام ہے کفر وشرک کو ٹکے سیر کئے ہوئے ہیں، بات پیچھے اور کفر وشرک پہلے، اگر جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کی ٹھہرے، تو کیا ہم ان کے ایسے صریح کفریات پر بھی فتوائے کفر نہ دیتے، مگر الحمد للہ یہاں ادفع بالتی ھی احسن پر عمل اور کلمہ طیبہ کا ادب پیش نظر ہے، کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کہنے والے کو حتی الامکان کفر سے بچاتے ہیں والحمد للہ رب العلمین
تازیانہ ۲۹۔ اقول منافات حکمت کے سبب کذب کو زبانی ممتنع بالغیر کہنا اس سفیہ کا صریح
تناقض ہے شے ممتنع بالغیر جب ہو سکتی ہے کہ کسی محال بالذات کی طرف منجر ہو ورنہ لزوم ممکن کا
ممکن کو ناممکن کرنا ناممکن اور انتفائے حکمت اگرچہ ہم اہل سنت کے نزدیک ممتنع بالذات، مگر ان
حضرات کے دین میں بالیقین ممکن کہ آخر سلب حکمت ایک عیب ونقصت ہے اور وہ تمام عیوب
ونقائص کو ممکن مان چکا، پھر کس موئنہ سے کہتا ہے، کہ منافات حکمت باعث امتناع بالغیر ہوئی الحمد
للہ اہل بدعت کے بارے میں اسی طرح سنت باری تعالٰے ہے کہ انہیں کلام سے انہیں کے کلام
پر حجت والزام قائم فرماتا ہے ع ومنہا علے بطلانہا لشواھد۔ سچ کہا ہے دروغ گورا حافظہ
نباشد۔ **تازیانہ ۳۰۔ اقول** سبحان اللہ ہم یہ ثابت کر رہے ہیں کہ امام الطائفہ نے امتناع
بالغیر محض تقیۃً مانا حقیقۃً اس کا مذہب جواز وقوعی ہے، مگر غور کیجئے تو وہاں کچھ اور ہی گل کھلا
ہے امام وماموم، خادم ومخدوم، سارا طائفہ ملوم کذب الٰہی کو واقع وموجود گار رہا ہے، صراحۃً
کہتے ہیں کذب مقدور اور بلاشبہ مقدوریت کذب مقدوریت صدق کو مستلزم کما دللنا علیہ فی
الدلیل السادس والعشرین اور امام الطائفہ نے تو صاف بتایا کہ برعایت مصلحت صدق اختیار
فرمایا، اب کتب عقائد ملاحظہ کیجئے، ہزار در ہزار قاہر تصریحیں ملیں گی، کہ جو کچھ باختیار صادر ہو
قدیم نہیں، تو لاجرم صدق الٰہی حادث ٹھہرا، اور ہر حادث ازل میں معدوم، اور ازل کے لئے
نہایت نہیں تو بالیقین لازم کہ ازل غیر متناہی میں مولٰے تعالٰے سچا نہ رہا، اور جب سچا نہ تھا تو معاذ
اللہ ضرور جھوٹا تھا للانفصال الحقیقی بینہما پھر ضلال پشت کا چہرۂ زشت چھپانے کو کیوں کہتے
ہو کہ کذب الٰہی ممکن ہے، کیوں نہیں کہتے کہ خدائے موہوم طائفہ ملوم کروڑوں برس تک جھوٹا
رہ چکا ہے۔ پھر اب بھی اپنی پرانی آن پر آئے تو کیا ہے تعالی اللہ عما یقولون علواً کبیراً ہ
تازیانہ ۳۱۔ میں نے بارہا قصد کیا کہ تازیانوں میں ۲۰، ۲۵، ۳۰ پر بس کر دوں، مگر جب
ان حضرت کی شوخیاں بھی مانیں۔ وہاں تو سے

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم ٭ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اسی رسالہ یکروزی میں عبارت مذکورہ سے دو سطر اوپر جو نظر کر دوں تو وہاں تو خوب ہی سانچے ہیں

ف۔ امام الوہابیہ کا صریح تناقض

ف۔ امام الوہابیہ کے نزدیک ہمیشہ کا سچا معبود بالفعل جھوٹا ہے

ڈھلے ہیں یہاں عروس مذہب کے جمال مطلب پر پردۂ تقیہ تھا وہاں حضرت بے نقاب چلے ہیں اعتراض تھا کہ اگر حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام اوصاف کمالیہ میں حضور کا شریک من حیث ہو شریک ممکن ہو تو خبر الٰہی کا کذب لازم آئے کہ وہ فرماتا ہے ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور وصف خاتمیت میں شرکت ناممکن، حضرت اس کا ایک جواب یوں دیتے ہیں" بعد

اخبار ممکن ست کہ ایشاں را فراموش گردانیدہ شود پس قول بامکان وجود مثل اصلا منجر بتکذیب

نصے از نصوص نگردد و سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن است داخل تحت قدرت الٰہیہ کما قال

اللہ تعالیٰ ولئن شئنا لنذھبن بالذی اوحینا الیک ثم لا تجد لک بہ علینا وکیلاہ حاصل یہ کہ امکانِ کذب ماننا تکذیب قرآن کو اُسی صورت میں مستلزم کہ آیاتِ قرآن محفوظ بھی رہیں، حالانکہ ممکن کہ اللہ تعالےٰ قرآن ہی کو فنا کر دے۔ پھر تکذیب کاہے کی لازم آئے اقول ایھا المؤمنون! دیکھو صاف صریح مان لیا کہ خدا کی بات توقع میں جھوٹی ہو جائے تو ہو جائے اِس میں کچھ حرج نہیں، حرج تو اس میں ہے کہ بندے اُسے جھوٹا جانیں، یہ اُسی تقدیر پر ہوگا، کہ آیات باقی رہیں جن کے ذریعے سے ہم جان لیں کہ خدا کی فلانی بات جھوٹی ہوئی، اور جب قرآن ہی محو ہوگیا پھر جھوٹی پڑی، تو کسی کو جھوٹ کی خبر بھی نہ ہوگی تکذیب کون کرے گا، غرض سارا ڈر اس کا ہے کہ بندوں کے سامنے کہیں جھوٹا نہ پڑے واقع میں جھوٹا ہو جائے تو کیا پرواہ انا للہ وانا الیہ راجعون ہ اے سفیہ ملوم یہ تیرا خدائے موہوم ہوگا جو بندوں کے طعنہ سے ڈر کر جھوٹ سے بچے اور اُن سے چرا چھپا بُلا بُلا کر خوب پیٹ بھر کر بولے، ہمارا سچا خدا بالذات ہر عیب و منقصت سے پاک ہے، کہ کذب وغیرہ کسی نقصان کو اُس کے سراپردۂ عزت تک بار ممکن نہیں اور جو افعال اُس کے ہیں حاشا وہ اُن میں کسی سے نہیں ڈرتا یفعل اللہ مایشاء ویحکم مایرید ہ اُس کی شان ہے اور لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون ہ اُس کے جلال عظیم کا بیان لہ الکبریاء فی السمٰوٰت والارض سبحٰنہ وتعالیٰ عما یصفون ہ **تازیانہ ۲۲** ۔ رب جلیل کو خلق کا خوف ماننا حضرت کا قدیمی مسلک ہے، تقویت الایمان میں بھی بحث شفاعت میں فرما گئے" آئین

بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا[ل] کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی

ل حضرت نے "درگزر نہیں کر سکتا" لکھا تھا اول اول جو تقویت الایمان چھپی اُس میں یہ لفظ یوں ہی (باقی ص۶۸ پر)

قدر گھٹ نہ جاوے" العظمۃ للہ سفیہ جہول نے خدا کو بھی دارا و سکندر یا ہمایوں و اکبر سمجھا ہے کہ اپنی مرضی پوری کرنے کو لوگوں کے لحاظ سے حیلے ڈھونڈھتا ہے الا بعد اللقوم الظّٰلمین ۰ تازیانہ ۳۳ ۔ قولہ "سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن ست" اقول اے طرفہ معجون جملہ بدعات قرآن مجید اللہ عز وجل کی صفت قدیمہ ازلیہ ابدیہ ممتنع الزوال ہے ، نہ اُس کا وجود اللہ عز و علا کے ارادہ و اختیار و خلق و ایجاد سے نہ اُس کا سلب و اعدام اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت میں ، ورنہ اپنی ذات کریم کو بھی سلب کر سکے ، کہ تقتضائے ذات بے انتفائی ذات منتفی نہیں ہو سکتا ۔ تازیانہ ۳۴ ۔ قولہ "کما قال اللہ تعالیٰ" اقول کیا خوب کہاں ذاہب ، کہاں مسلوب مگر آپ کو تحریف معنوی مرغوب تنبیہ ہیہات یہ گمان نہ کرنا کہ سلب سے مراد قلب سے زوال ہے اولاً جس ضرورت سے اس طرف جائیے وہ حضرت کے بالکل خلاف مذہب کہ یہ شخص صفات باری کو علانیہ مخلوق و اختیاری مانتا ہے ، جیسا کہ علم الٰہی و صدق ربانی کے بارے میں اُس کی تصریحیں ہم نے اوپر نقل کیں ، اور بے شک جو چیز مخلوق و مقدور ہے اُس کی ذات کا سلب بھی ممکن ، تو برخلاف مسلک قائل تاویل قول غلط و باطل ثانیاً ہم نے تنزیہ دوم میں بدلائل ثابت کر دیا کہ صدق کو اختیاری ماننے والا قطعاً قرآن عظیم کو حادث مانتا ہے ، اور بے شک ہر حادث قابلِ فنا ، پھر اس کے نزدیک فنائے قرآن یقیناً جائز ثالثاً خاص یہاں بھی حضرت کا مطلب اُن کی جاہلانہ نظر میں جبھی نکلے گا کہ قرآن مجید فی نفسہٖ معدوم ہو سکے کہ جب خبر ہی نہ رہی تو کاذب کیا ہو گی ورنہ مجرد سہو ہو جانا ہرگز منافی کذب نہیں ہو سکتا کما لا یخفی فاعرف تازیانہ ۳۵ ۔ اقول بفرض محال اگر سلب قرآن ممکن بھی ہوتا ہم جناب سفاہت مآب کا جواب عجاب قطعاً ناصواب ، معترض نے لزوم کذب

(بقیہ ص ۶۷) موجود بعد کو مقتدیوں نے سوچ سمجھ کر کہ اُس میں تو صراحۃً عجز الٰہی کا اقرار ہے نہیں کر سکتا کو نہیں کرتا بنا دیا مگر اُسے کیا نفع جو لکھ کر مر گیا نہ یہ کوئی دیانت ہوئی کہ خدا سے تو نہ ڈریئے جس نے خدا کو یہ کچھ کہا اُسے امام ہی مانیے مگر بندوں کے ڈر سے اُس کی حمایت کرنے کو یوں تحریفیں کیجئے ، اسی طرح تقویت الایمان کے ابتدائی چھاپوں میں حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ درود کہیں نہ لکھا ۔ اب جو نئی چھپی ہیں اُن میں جا بجا صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہے اچھے امام اور اچھے مقتدی ، اللہ تعالے شیطان کے پھندوں سے بچائے آمین ۱۲ اس رحمہ اللہ تعالیٰ

سے استحالہ قائم کیا تھا نہ لزومِ تکذیب سے، اور بے شک اس تقدیر پر لزوم کذب سے اصلا مفر نہیں کہ خبر جب خلاف واقع ہو تو اُس کا صفحۂ عالم سے انعدام مانع کذب قائل نہ ہوگا مانا کہ خبر معدوم ہوگئی، اُس کے بعد اُس کا خلاف واقع ہوا. تو غایت یہ کہ ظہور کذب کا وقت تھا، نہ کہ کذب، اس وقت اُسے عارض ہوتا جس کے لئے وجود معروض درکار تھا، وہ جس وقت موجود تھی اُسی وقت بوجہ مخالفت واقع کاذب تھی، گو ظہور کذب بعد کو ہو یا کبھی نہ ہو، اب انسان ہی میں دیکھیئے اُس کا کلام کہ عرض ہے اور عرض علمائے متکلمین کے نزدیک صالح بقا نہیں فوراً موجود ہوتے ہی معدوم ہو جاتا ہے بااین ہمہ جب اُس کا خلاف واقع ہوتا ہے کہتے ہیں فلاں کی بات جھوٹی تھی. غرض اس نفیس جواب مُلّائے عجاب اور اور اُن دہ ہذیان تباہ وخراب کی قدر اُن کے مثل مجانین ہی جانتے ہوں گے یا معاذ اللہ عفو الٰہی بشرط صلاحیت کام نہ فرمائے، تو اُس کی سچی قدر اُس دن کھلے گی یوم یقوم الناس لرب العٰلمین ہ الحمد للہ یہ حضرت کی چند سطری تحریر پر بالفعل پینتیس کوڑے ہیں اور پانچ ہذیان اول پر گزرے تو پورے چالیس تازیانے ہوئے واقعی معلم طائفہ نے بغلامی معلم الملکوت ہمارے مولےٰ پر کذب وعیوب کا افترائے ممقوت کیا. اور شرع میں افترا کی سزا اسّی کوڑے، مگر غلام کے حق میں آدھی حد فعلیھن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب تو چالیس کوڑے نہایت بجا واقع ہوئے اللہ عزوجل سے امید کہ قبول فرمائے، اور ان تازیانوں کو مبتدع کے حق میں نکال وعقوبت تابع کے لئے ہدایت وعبرت اہل سُنّت کے واسطے قوت واستقامت بنائے آمین یا ارحم الراحمین، بے شک ہماری طرف کے

لے بلکہ مذہب مخالف پر بھی مدعا حاصل کلام لفظی غیر قار کا انعدام تو ظاہر اور نفسی نسبت مخلوط بالارادہ ملحوظ بقصد الافادہ کا نام ہے پر ظاہر کہ ارادۂ افادہ دائم نہیں اور جو کچھ بعد کو محفوظ رہے صورت علمیہ ہے نہ کلام نفسی معہذا بحالت نسیان وہ بھی زائل، علاوہ بریں روح انسانی اگرچہ اہل سنت کے نزدیک فنا نہ ہوگی مگر قطعاً ممکن الانعدام اُس کے ساتھ اُس کے سب صفات معدوم ہو سکتے ہیں. ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ع اور اگر تیس نص اور تیس دلیلیں ساٹھ وہ بھی ان چالیس سے ملا لیجئے تو پورے سَو کوڑے ہوئے اس کی وجہ یہ کہ طائفہ کے علامۃ الدہر نے اپنی ناپاک ضلالتوں کا معتزلہ وکرامیہ کے بیباک فسادوں سے ناجائز طور پر جوڑا ملایا جس کے باعث سَو کوڑوں کا استحقاق پایا ۱۲ اس رحمہ اللہ

علماء شکر اللہ مساعیھم الجمیلہ نے حضرت کے ہذیان دوم کی بھی ضرور دھجیاں لی ہوں گی مگر اس وقت تک فقیر کی نظر سے اس بارے میں کوئی تحریر نہ گزری جو کچھ حاضر کیا بحمد اللہ سب القائے ربانی ہے کہ عبد ضعیف پر فیض لطیف سے فائض ہوا، امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز اس بسط جلیل ودجہ جمیل پر نقد جزیل حصہ خاص فقیر ذلیل ہے فللہ المنۃ فی کل آن وحین والحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین ۔

تنزیہ چہارم[۱] علاج جہالات جدیدہ میں

اقول وبحول اللہ اصول: ایھا المسلمون امکان کذب الٰہی کو خلف وعید کی فرع جاننا اور اُس میں اختلاف ائمہ کی وجہ سے امکان کذب کو مختلف فیہ ماننا ایک تو افترا دوسرے کتنا بے مزہ، بے شک مسئلۂ خلف وعید میں بعض علماء جانب جواز گئے۔ اور محققین نے منع وانکار فرمایا، مگر حاشا نہ اس سے امکان کذب ثابت نہ یہ علمائے مجوزین کا مسلک بلکہ وہ اس سے بہزار زبان تبری وتحاشی کرتے ہیں پھر ان کی طرف امکان کذب کی نسبت سخت کذب وستم جسارت جس کے بہتان واضح البطلان ہونے پر حجج قاہرہ **حجت اولیٰ** یہی نصوص قاطعہ کہ تنزیہ اول میں گزرے، جن سے واضح کہ کذب باری محال ہونے پر اجماع قطعی منعقد تمام کتب کلامیہ میں جہاں اس مسئلے کا ذکر آیا ہے صاف صریح فرما دی کہ اس پر اجماع واتفاق علماء ہے یا بے حکایت خلاف اُس پر جزم فرمایا ہے۔ **حجت ثانیہ**، **اقول** طرفہ یہ کہ جو علماء مسئلۂ خلف وعید میں خلاف بتاتے ہیں وہی استحالہ کذب پر اجماع نقل فرماتے ہیں جس کی شرح مقاصد میں ہے ان المتاخرین منھم یجوزون الخلف فی الوعید ان کے متاخرین خلف وعید جائز مانتے + اُسی شرح مقاصد میں ہے الکذب محال باجماع

---

[۱] تنبیہ ضروری خوب یاد رہے کہ اس ساری تنزیہ اور اس کے مناسب تمام مواضع رسالہ میں ہمارا روئے سخن ان ناقصوں خاسروں کی طرف نہیں جنھیں عروسان منصہ امامت طائفہ نے اپنے بھولے چہروں کا نقاب بنایا ہو بلکہ صرف مخاطبہ اُن نئے متبوعوں تازہ مقتداؤں سے ہے، جو کتاب پر تقریظ لکھیں اور اس کے حرف بحرف صحیح ومسلم ہونے کی تصریح کریں والسلام ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ف: الکسی دہلوی سے دیابیان جدید کی اس جہالت کا رد کہ امکان کذب خلف وعید کی فرع

العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالیٰ محال کذب الٰہی باجماع علماء
محال ہے کہ وہ باتفاق عقلا عیب ہے اور عیب اُس پاک بے عیب پر قطعاً محال + مگر علما کو خبر
نہ تھی کہ امکانِ کذب جوازِ خلفِ وعید پر متفرع تو ہم اُسے مختلف فیہ لکھ کر کیونکر اجماعی بتاتے دیتے
ہیں اب چودھویں صدی میں آکر ان حضرات کو اس تفریع کی خبر ہوئی حجت ثالثہ، **اقول** طرفہ تر
یہ کہ جو علما خلفِ وعید کا جواز مانتے ہیں، خود ہی کذب الٰہی کو محال و اجماعی محال مانتے ہیں، جیسی
مواقف میں ہے لا یعد الخلف فی الوعید نقصا خلفِ وعید نقص نہیں گنا جاتا + اسی مواقف
میں ہے انہ تعالیٰ یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً کذب باری بالاتفاق محال ہے + جس شرح
طوالع میں ہے الخلف فی الوعید حسن۔ اسی میں ہے الکذب علی اللہ تعالیٰ محال + جس
علامہ جلال دوّانی نے شرح عقائد میں لکھا ذھب بعض العلماء الی ان الخلف فی الوعید
جائز علی اللہ تعالیٰ لا فی الوعد وبھذا ورد ت السنۃ بعض علماء اس طرف گئے کہ وعید
میں خلف اللہ تعالیٰ پر جائز ہے، نہ وعدہ میں اور یہی مضمون حدیث میں آیا + پھر بعد ذکر حدیث
اُسے عرب وکلامِ عرب سے مؤید کیا کما نقلہ آفندی اسمٰعیل حقی فی روح البیان وہی علامہ
جلال فرما چکے الکذب علیہ تعالیٰ محال لا تشملہ القدرۃ اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے قدرت
الٰہی میں داخل نہیں + مگر یہ علما خود اپنا لکھا نہ سمجھتے تھے کہ ہم متلازم چیزوں میں ایک کا جواز دوسرے
کا استحالہ کیوں کر مانے لیتے اور اپنے کلام سے آپ ہی تناقض کرتے ہیں۔ اب صدہا سال کے بعد
ان حضرات کو کشف ہوا کہ مذہب کے معنے وہ تھے جو خود اہلِ مذہب کی فہم میں نہ تھے حجت رابعہ
اقول افسوس ان ذی ہوشوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ علماء مسلک جواز کا محصل و مبنیٰ کیا ٹھہراتے
اور اس تفریع شنیع یعنی امکان کذب کو کیوں کر طرح طرح سے دفع فرماتے ہیں۔ میں یہاں اُن سے
بعض وجوہ نقل کرتا ہوں۔ (وجہ ۱) وعید سے مقصود انشائے تخویف وتہدید ہے نہ اخبار تو
سرے سے احتمالِ کذب کا محل ہی نہ رہا مسلم الثبوت اور اُس کی شرح فواتح الرحموت میں ہے
الخلف فی الوعید جائز فان اھل العقول السلیمۃ یعد ونہ فضلا لا نقصا دون الوعد
فان الخلف فیہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ ورد بان ایعاد اللہ تعالیٰ خبر فھو صادق
قطعاً لاستحالۃ الکذب ھناک واعتذر بان کونہ خبراً ممم بل ھو انشاء للتخویف فلا

باس ۲ فی الخلق یعنی وعید میں خلف جائز ہے کہ سلیم عقلیں اُسے خوبی گنتی ہیں نہ عیب اور وعدہ میں جائز نہیں کہ اُس میں خلف عیب ہے اور عیب اللہ عزوجل پر محال، اس پر اعتراض ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی وعید بھی ایک خبر ہے تو یقیناً سچی کہ باری جل وعلا کا کذب محال اور عذر کیا گیا کہ ہم اُسے خبر نہیں مانتے بلکہ انشائے تخویف ہے، تو اب خلف میں حرج نہیں + دیکھو خلف وعید جائز ماننے والوں نے استحالۂ کذب الٰہی کا صراحۃً اقرار اور اُس کے امکان سے بہزار زبان اجتناب و انکار کیا اور اپنے مذہب کی وہ توجیہ فرمائی، جس نے اس احتمال کی گنجائش ہی نہ رکھی، پھر معاذ اللہ امکان کذب ماننے کو اُن کے سر باندھنا کیسی وقاحت و شوخ چشمی ہے (وجہ ۲) فرماتے ہیں آیات وعید آیاتِ عفو سے مخصوص و مقید ہیں یعنی آیتیں عفو و وعید دونوں میں وارد، تو اُن کے ملانے سے آیات وعید کے یہ معنے ٹھہرے کہ جنہیں معاف نہ فرمائے گا وہ سزا پائیں گے جب یہ معنے خود قرآنِ عظیم ہی نے ارشاد فرمائے تو جواز خلف کو معاذ اللہ امکانِ کذب سے کیا علاقہ رہا، امکانِ کذب تو جب نکلتا کہ جزماً حتماً وعید فرمائی جاتی، اور جب خود متکلم جل وعلا نے اُسے مقید بعدم عفو فرما دیا ہے تو چاہے وعید واقع ہو یا نہ ہو، ہر طرح اُس کا کلام یقیناً صادق، جس میں احتمال کذب کو اصلاً دخل نہیں، یہ وجہ اکثر کتب علماء مثل تفسیر بیضاوی، انوار التنزیل و تفسیر عمادی، ارشاد العقل السلیم و تفسیر حقی، روح البیان و شرح مقاصد وغیرہا میں اختیار فرمائی۔ لطف یہ ہے کہ خود وہی ردّ المحتار جس سے مدعی جدید غیر مہتدی ورشید نے مسئلۂ خلف میں خلاف نقل کیا، اُسی ردالمحتار میں اسی جگہ اسی قول جواز کے بیان میں فرمایا حاصل هذا القول جواز التخصیص لما دل علیه اللفظ بوضعه اللغوی من العموم فی نصوص الوعید اس قول کا حاصل یہ ہے کہ نصوص وعید میں جو ظاہر لفظ اپنے معنے لغوی کی رو سے عموم پر دلالت کرتا ہے کہ جو شخص ایسا کریگا یہ سزا پائے گا، اُس میں تخصیص جائز ہے + یعنی عام مراد نہ ہو بلکہ اُن لوگوں کے ساتھ خاص ہو جنہیں مولے تعالیٰ عذاب فرمانا چاہے ایمان سے کہنا، اُسی ردّ المحتار میں یہیں یہیں یہ تصریح صریح تو نہ تھی، جس نے اُس تفریع خبیث و تقبیح کی صاف بیخ کنی کر دی، آج تک کسی عاقل نے بھی عام مخصوص منہ البعض کو کذب کہا ہے، ایسے عام تو قرآن عظیم میں اس وقت بکثرت موجود، پھر امکان کذب کیوں مانو، صاف نہ کہدو کہ قرآن مجید میں (خاک بدہن گستاخان) جا بجا کذب موجود ہے واہ

ف گنگوہی یا جاہل نے جس عبارت سے استناد کیا اسی کا فقرہ اور اسی جہالت کا رد تھا چھوڑ دیا۔

شاباش! ردّالمحتار کی عبارت سے اچھا استناد کیا کہ آدھی نقل اور آدھی نقل، پھر بھی دعویٰ رشد و دیانت باقی ہے، ذرا آدمی خدا سے تو حیا کرے ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم ٥

(وجہ ۳) اگر بالفرض کوئی نص مفید تخصیص و تقییدِ وعید نہ بھی آتا، تاہم کریم کی شان یہی ہے کہ غیر متمرد غلاموں کے حق میں وعید بنظر تہدید فرمائے اور اس سے یہی مراد لے کہ اگر ہم معاف نہ فرمائیں تو یہ سزا ہے، خلاصہ یہ کہ قرینۂ کرم تخصیص و تقیید وعید کے لئے بس ہے، اگرچہ مخصص قولی نہ ہو اقول وبہ یحصل تہان المخصص والمخصص بخلاف ماسبق فھو خاص بمذھب من یجیز التراخی والانفصال وھذا جارٍ علٰی مذھب الکل یہ وجہ وجیہ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ کے خیال میں آئی تھی یہاں تک کہ علامہ خیالی رحمہ اللہ تعالٰی کو دیکھا کہ حاشیۂ شرح عقائد میں اس کی تصریح فرمائی حیث قال لعل مرادھم ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبنی اخبارہ علی المشیۃ وان لم یصرح بذٰلک بخلاف الوعد فلا کذب ولاتبدیل یعنی امید ہے کہ خلف وعید جائز ماننے والے یہ مراد لیتے ہیں کہ کریم جب وعید کی خبر دے تو اس کی شان کے لائق یہی ہے کہ اپنی خبر کو مشیت پر مبنی رکھے اگرچہ کلام میں اس کی تصریح نہ فرمائے بخلاف وعدہ کے تو خلف وعید میں نہ کذب ہے نہ بات بدلنا ٭ مسلمانو! دیکھا کہ خلف وعید جائز ماننے والے اس تفریع ناپاک سے جو مدعی بے باک نے گڑھی کس قدر دور بھاگتے اور کس کس وجہ سے اُسے علانیہ ردّ کرتے ہیں، پھر اپنی جھوٹی بات بنانے کے لئے ناکردہ گناہ اُن کے سر ایسا الزام شدید باندھنا کس درجہ جرأت و بے حیائی ہے قال اللہ سبحانہ وتعالٰی ومن یکسب خطیئۃ اواثماثم یرم بہ بریا فقد احتمل بھتانا واثما مبینا ٥ حجت خامسہ

اقول مجوزین خلف وعید اپنے مذہب پر بڑی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ باری اسمہ نے فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یشاء بے شک اللہ تعالٰی کفر کو معاف نہیں فرماتا اور کفر سے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے بخش دے گا ٭ اسی ردّالمحتار میں اسی مقام پر اسی مسئلہ کے بیان میں آپ کی منقولہ عبارت سے چار ہی سطر بعد فرمایا ادلۃ المثبتین التی من انصھا قولہ تعالٰی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلک اور یوہیں اس کی ماخذ حلیہ شرح منیہ امام محقق ابن امیر الحاج میں ہے اور پر ظاہر کہ دعوٰی دلیل پر متفرع اور اُس کے مفاد

ف گنگوہی دہلی نے اسی عبارت کے ٹکڑے سے کہ پہلے سے بھی زیادہ اس کی جہالت کا آئینہ تھا صاف آنکھ بند کرلی۔

کا تا[illegible] ہے سبحٰن اللہ حیب جواز خلف خود ارشاد متکلم بالوعید جل مجدہ کی طرف مستند کہ اُس نے فرمادیا ہم جسے چاہیں گے بخشدیں گے، تو دلیل امکان کذب کو اصلا راہ نہیں دیتی، مگر مدلول میں زبردستی خدا واسطے کو مان لیا جائے گا، اس جہالت کی کوئی حد ہے آپ کے نزدیک یہ علما اپنے دعوے و دلیل کی بھی سمجھ نہ رکھتے تھے کہ خلف تو اس معنے پر جائز مانیں جسے امکان کذب لازم اور دلیل وہ پیش کریں جو اس معنے کی بالکل قاطع وحاسم، خدارا اپنی جہالتیں سفاہتیں علما کے سر کیوں باندھتے ہو ع اُس آنکھ سے ڈریے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ ، للہ انصاف اگر بادشاہ حکم نافذ کرے کہ جو یہ جرم کریگا یہ سزا پائے گا، اور ساتھ ہی اُسی فرمان میں یہ بھی ارشاد فرمائے کہ ہم جسے چاہیں گے معاف فرما دیں گے، تو کیا اگر وہ بعض مجرموں سے درگزر کرے، تو اپنے پہلے حکم میں جھوٹا پڑے گا اُس آئین کی قدر لوگوں کے دلوں سے گھٹ جائے گی، جیساکہ وہ احمق[1] دعوے کرتا ہے، یا اگر کوئی شخص بدلیل اُس دوسرے ارشاد کے ثابت کرے کہ بادشاہت نے جو سزا مقرر فرمائی ہے کچھ ضرور نہیں کہ ہو ہی کر رہے بلکہ ٹل بھی سکتی ہے، تو اُس کے قول کا حاصل یہ ہوگا کہ وہ بادشاہ کا کذب محتمل مانتا ہے، ذرا آدمی سمجھ سوچ کر تو بات مونھ سے نکالے، سبحان اللہ جس رد المحتار سے سند لائے اُسی [illegible] وہیں اُسی بیان میں اُسی صفحہ میں وہ صاف و روشن تصریحیں موجود، جن سے اس تفریع ناپاک کی پوری قلعی کھلتی ہے. حضرت ایک ذرا سا ٹکڑا نقل کر لائیں اور باقی بالکل ہضم، گویا دیکھا ہی نہیں، اسی کا نام دین و دیانت ہے، اسی پر دعوے رشد و ہدایت ہے، مگر حضرات وہابیہ عادت سے مجبور ہیں، نقل عبارت میں قطع برید ان صاحبوں کا داب قدیم رہا ہے یہانتک کہ ان [illegible] متکلمین نے رسالے کے رسالے جی سے گڑھ کر علمائے سابقین کی طرف نسبت کر دیئے، انتہا یہ کہ عالم و امام دل سے تراشے کہ باوجود تکرر مطالبہ تمام عالم میں ان کے وجود کا پتا نہ

---

[1] یشیر الی ماھر عن تقویت الایمان ۱۲ س رحمہ اللہ ؎ بھلایہ تو ان کے اگلوں کے کرتک تھے یہ پچھلی سنگت ان پر بھی فوق لے گئی، اب حال میں دیوبندی مُلّوں نے ایک کتاب لعنت قصاب نجس خراب خلف رشید مسیلمہ کذاب مسماۃ سیف النقی چھاپی جس میں کمال بے حیائی کا پارا پہلے نمبر سے بھی اونچا گزرا یعنے کتابیں کی کتابیں اعلیحضرت مجدد دین وملت رضی اللہ عنہ کے اقدس حضرت والد الماجد وجد امجد پیر و مرشد و خود حضور پر نور سیدنا (باقی صفحہ پر)

دے سکے ، فقیر کے بعض احباب سلمہم اللہ تعالےٰ نے رسالہ سیف المصطفےٰ علی ادیان الافترا اسی باب میں لکھا اور اُس میں ان حضرات کے عمائد و اکابر کی ڈیڑھ سے زیادہ ایسی ہی عیاریوں بددیانتیوں کا ثبوت دیا ، واقعی حضرات نجدیہ نے ایک حدیث صحیح عمر بھر کے عمل کو بس سمجھی ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذا لم تستحی فاصنع ماشئت ع بے حیا باش و آنچہ خواہی کن ۔ حجت سادسہ ۔ اقول امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں قال ابو عمرو بن العلاء لعمرو بن عبید ماتقول فی اصحاب الکبائر قال اقول ان اللہ منجز ایعادہ کما

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴) غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ وعنہم کے اسمائے طیبہ سے گڑھ لیں کہ آپ تو یوں کہتے ہیں اور آپ کے والد ماجد وجد امجد و پیر و مرشد غوث اعظم اپنی فلاں فلاں کتاب مطبوعات فلاں فلاں مطابع کے فلاں فلاں صفحات پر یہ یہ عبارات تحریر فرماتے ہیں حالانکہ جہان میں نہ اُن کتابوں کا پتا ، نہ اُن مطابع میں طبع کا نشان نہ ان صفحات کا وجود نہ اُن عبارات کا نام اول سے آخر تک محض ملعون گڑھت ابلیسی بناوٹ اور بے دھڑک چھاپ دی اور دیوبند کے مدرسہ سے شائع ہوتی رہی دیوبندی فاضلوں نے اس پر افتخار کئے اس سے استناد کئے اُس پر اعتماد کئے اور جھوٹا نام لینے کے لئے دھو سے مسلمانی نہیں چھوڑتے ، لطیفہ تر یہ کہ اُسی ابلیسی کتاب لعنت مآب میں اعلیحضرت کے والد ماجد قدس سرہ کے نام سے ایک فتوے گڑھا اور اُس میں حضرت قدس سرہ کی سہرہ تراشی جو ہرگز نہ شریف ہی بھی (؟) اُس میں ۱۳۰۱ھ لکھے حالانکہ [illegible] کا وصال شریف ۱۲۹۷ھ میں ہوا یعنی انتقال کے چار سال بعد ہرگز نہ ہوئی اور حضرت اقدس نے فتوے تحریر فرمایا [illegible] بلّہ الصادق سے کہنا کسی بے حیا سے بے حیا ملعون کھلے کافر نے بھی نصیحہ کے مقابل ایسے لچھن دکھائے ہیں ان اجوبہ رد [illegible] کا حال العذاب البئیس علے انحس علائل ابلیس و رماح القہار علے کفر الکفار و ابحاث اخیرہ در شحنۂ اخیرہ وغیرہا متعدد رسائل میں شائع کر دیا گیا اور اُس روز سے ایسی دھوتی دھائی حیادار موروں کے موہنہ لگنا چھوڑ دیا ، جس پر اُنہیں ناچنے کا موقع ملا کہ اللّٰہ اب تو دیوبندی دو ورقیوں کا کوئی جواب نہیں دیتا ، اور یہ نہ دیکھا کہ کسی عاقل کے نزدیک

اُن کی بد دہ ورقیاں تھوکنے کے قابل بھی نہ رہیں ، بلکہ اُن پہ پیشاب کرنا پیشاب کو اور ناپاک وخراب کرنا ہے ۔ الٰہی ابلیس و اولاد ابلیس سے تیری پناہ ، آمین

۱۲ س رحمہ اللہ

ھو منجز وعدہ قال ابوعمرو انک رجل اعجم لا اقول اعجم اللسان ولکن اعجم القلب ان العرب تعد الرجوع عن الوعد لؤما وعن الایعاد کرما والمعتزلۃ حکوا ان اباعمرو بن العلاء لما قال ھذا الکلام قال لہ عمرو بن عبید یا اباعمرو فھل یسمی اللہ مکذب نفسہ قال لا قال فقد سقطت حجتک قالوا فانقطع ابوعمرو بن العلاء وعندی انہ کان لابی عمرو ان یجیب عن ھذا السؤال ان ھذا انما یلزم لو کان الوعید ثابتاً جزماً من غیر شرط وعندی جمیع الوعیدات مشروطۃ بعدم العفو فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب فی کلام اللہ تعالیٰ اہ ملخصاً یعنی امام ابوعمرو بن العلاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمرو بن عبید پیشوائے معتزلہ سے فرمایا اہل کبائر کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے کہا میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنی وعید ضرور پوری کرے گا جیسا کہ اپنا وعدہ بے شک پورا فرمائے گا امام نے فرمایا تو عجمی ہے میں نہیں کہتا کہ زبان کا عجمی بلکہ دل کا عجمی ہے عرب وعدہ سے رجوع کو نالائقی جانتے ہیں اور وعید سے درگزر کو کرم۔ معتزلہ حکایت کرتے ہیں اس پر عمرو نے جواب دیا کیا خدا کو اپنی ذات کا جھٹلانے والا ٹھہرایئے گا امام نے فرمایا نہ عمرو نے کہا تو آپ کی حجت ساقط ہوئی، اس پر امام بند ہو گئے۔ اب امام رازی فرماتے ہیں میرے نزدیک امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض تو جب لازم آئے کہ وعید یقینی بلا شرط ہو، اور میرے مذہب میں تو سب وعیدیں عدم عفو سے مشروط ہیں، تو خلف وعید سے معاذ اللہ کلام الٰہی میں کذب کہاں سے لازم آیا۔ اب عاقل بنظر انصاف غور کرے اولاً اگر تجویز خلف امکان کذب ماننا ہوتی، تو بر تقدیر صدق حکایت امام کا بند ہونا کیا معنے؟ انہیں صاف کہنا تھا میں جواز خلف مانتا ہوں تو امکان کذب میرا عین مذہب اور بر تقدیر کذب معتزلہ علمائے اہل سنت کیوں نہیں فرماتے کہ تم نے وہ حکایت گڑھی جو آپ ہی اپنے کذب کی دلیل ہے، مجوزین خلف تو امکان کذب مانتے ہی ہیں۔ پھر امام اس الزام پر کیوں بند ہو جاتے ثانیاً آگے چل کر امام رازی امام ابن العلا کی طرف سے اچھا جواب دیتے ہیں کہ میرے مذہب میں سب وعیدیں مقید ہیں، سبحان اللہ جب وعیدیں مقید ہوں گی، تو امکان کذب کدھر جائے گا، کیوں نہیں کہتے کہ میرے مذہب میں کذب ممکن تو الزام ساقط غرض بے شمار وجوہ سے ثابت کہ مدعی جدید غیر مہتدی ورشید نے علمائے کرام پر جیتا طوفان باندھا۔ حجت سابعہ۔ اقول آپ کی

یہی ردالمحتار جس سے آدھا فقرہ نقل کر کے ائمہ دین پر پوری تہمت کر دی، اس مبحث میں حلیۂ امام علامہ ابن امیر الحاج سے ناقل ہے، شروع عبارت یوں ہے وافقه علی الاول صاحب الحلیة المحقق ابن امیر الحاج وخالفه فی الثانی وحقق بانه مبنی علی مسئلة شهیرة وهی انه هل یجوز الخلف فی الوعید فظاهر مافی المواقف الخ اور ختم یوں هذا خلاصة ماطال به فی الحلیة اور یہ صاحب حلیہ خود مسلمانوں کے حق میں جواز خلف کو ترجیح دیتے ہیں، اسی ردالمحتار میں اُن سے منقول الاشبه ترجح جواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین خاصة دون الکفار اب ملاحظہ ہو کہ یہی امام علام قائل جواز خود آپ کی اُس تفریع شنیع یعنی امکان کذب سے کیسی سخت تحاشی فرماتے ہیں، اسی حلیہ میں بعد ختم بحث کے فرمایا وحاش لله ان یراد بجواز الخلف فی الوعید ان لایقع عذاب من اراد الله الاخبار بعذابه فانه محال علی الله تعالٰی قطعًا کما ان عدم وقوع نعیم من اراد الله الاخبار عنه بالنعیم محال علیه قطعًا کیف لا وقد قال تعالٰی ومن اصدق من الله قیلا ۵ ومن اصدق من الله حدیثا ۵ وتمت کلمت ربك صدقا وعدلا ط لامبدل لکلمته ج یعنی حاش للہ خلف وعید جائز ہونے کے یہ معنے نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس کے عذاب کی خبر دینی چاہی اُس کا عذاب واقع نہ ہو، یہ اللہ تعالٰی پر قطعًا محال ہے، جس طرح یہ بالیقین ممکن نہیں کہ اُس نے جس کی نعیم کی خبر دینی چاہی اُس کے لئے نعیم واقع نہ ہو اور کیونکر اُس کی خبر کا کذب محال نہ ہوگا، حالانکہ وہ خود فرماتا ہے، اللہ سے زیادہ کس کا قول سچا ہے۔ اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے، تیرے رب کی باتیں سچ اور عدل میں کامل ہیں، کوئی اُس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں۔ کیوں ایمان سے کہنا، یہ وہی علماء ہیں جن پر تم امکان کذب ملنے کا بہتان کرتے ہو، اللہ حیا دے۔ حجت ثامنہ، **بقطع عرق ضلالت ضامنہ**

اقول وبالله التوفیق وبه الوصول الٰی ذری التحقیق علمائے مجوزین کے طرق استدلال ومناظر وجدال شاہد عدل ہیں کہ اُن کے نزدیک خلف وعید وعفو ومغفرت میں نسبت تساوی اور دونوں جانب سے تلازم کلی ہے، ثبوت تیغِ قریب گزرا کہ انہوں نے اپنے دعوے پر آیۂ کریمہ ویغفر مادون ذٰلك لمن یشاء سے استدلال کیا اور حلیہ پھر ردالمحتار میں جس سے آپ ہمیشہ کے لئے اپنے پیچھے ایک آفت لگانے کو ذرا سا ٹکڑہ نقل کر لائے، اس دلیل کو اَلفس واظہر دلائل

ف: مسئلہ کلامیہ: جواز خلف وعید صرف مسلمین کے حق میں بعض علماء کا قول ہے

مجوزین کہا، اور تپر ظاہر کہ آیت صرف جواز مغفرت ارشاد فرماتی ہے، اسی کو انھوں نے جواز خلف پر دلیل ٹھہرایا، تو ان کا استدلال برہان قاطع کہ وہ مغفرت کو خلف سے عام نہیں مانتے کہ جواز اعم ہرگز جواز اخص کا مثبت نہیں ہوسکتا، اور عنقریب آتا ہے کہ معتزلہ نے امتناع عفو پر آیات وعید سے تمسک کیا، اس پر ان علما نے جواب دیا کہ خلف جائز ہے، تو لاجرم جواز خلف کو امتناع عفو کا ردّ مانا اور زنہار جواز عم امتناع اخص کا نافی نہیں ہوسکتا، تو ان کا یہ جواب دلیل ساطع کہ وہ خلف کو مغفرت سے عام نہیں مانتے، رہا تباین وہ بالبداہۃ اور خود اسی ردّ و اثبات سے بیّن البطلان پس تساوی متعین اور مراد متبیّن یعنی ظاہر ہوگیا کہ وہ صرف عدم وقوع وعید بوجہ عفو کو خلف سے تعبیر فرماتے اور جائز ٹھہراتے ہیں کہ یہی مغفرت سے مساوی ہے نہ کہ معاذ اللہ تبدیل قول و تکذیب خبر کہ عفو سے عموم و خصوص دونوں رکھتی ہے، مثلاً درگزر بربنائے تخصیص نصوص و تقیید وعید واقع ہوئی تو عفو موجود اور تبدیل مفقود اور کسی جرم پر ایک سزائے شدید کی وعید حتمی اور ایقاع کے وقت اس میں کمی کی، تو عفو[1] مفقود اور تبدیل موجود، اور اگر عفو تخفیف کو شامل لیجئے، تو عام مطلقاً سہی، بہر حال خلف کہ اس کا مساوی ہے، کذب سے قطعاً عام مطلقاً یا من وجہٍ، اب تو اپنی جہالت فاحشہ پر متنبہ ہوئے کہ جواز اعم کو امکان اخص کا مستلزم مان رہے ہو فالحمد للہ علی اتمام الحجۃ و ایضاح المحجۃ حجت تاسعہ قاہرہ قالعہ قاتلہ قادعہ بازعۃ التہیین دامغۃ الکذابین، اقول وباللہ التوفیق۔ ایہا المسلمون ذرا قلب حاضر در کار اس مدعی جدید غیر مہتدی ورشید نے کذب باری عز و جل کا صرف امکان عقلی ہی ائمہ دین کی طرف نسبت نہ کیا بلکہ معاذ اللہ انہیں کفر صریح کا قائل قرار دیا، پھر بحمد اللہ ان کا دامن سنّت دامن تو کفر و ضلالت کے ناپاک دھبوں سے پاک و منزہ، مگر حضرت خود ہی اپنے ایمان کی خیر منائیں، یوں نہ مانیں، تو مفصل جانیں۔ اصل امر یہ ہے کہ خلف بایں معنے کہ متکلم ایک بات کہکر پلٹ جائے اور جو خبر دی تھی، اس کے خلاف عمل میں لائے، بلاشبہ اقسام کذب سے ہے کہ کذب نہیں مگر خلاف واقع خبر دینا تو اس معنے پر خلف کو ممکن یا سائغ یا واقع یا واجب جو کچھ مانئے بعینہٖ وہی حکم کذب کے ثابت ہوگا کہ یہ جانب وجود ہے، اور جانب وجود میں قسم مقسم کو مستلزم اور عقل احکام قسم سے

دہلوی نے ائمہ دین کو کفر صریح کا قائل ٹھہرا دیا۔

[1] المعتقد المنتقد وقایۃ شر الذنوب بالکلیۃ ۱۵ حلیہ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مقسم پر حاکم کہ اس کا وجود بے اُس کے محال و ناممکن، تو لاجرم اُس کا امکان اُس کے جواز اور اُس کا وجود اس کے وقوع اور اُس کا وجوب اس کی ضرورت کو لازم، حضرت مدعی جدید نے اپنی جہالت وضلالت سے کلام علماء میں خلف کے یہی معنے سمجھے کہ باری تعالٰے عیاذاً باللہ بات کہہ کر پلٹ جائے، خبر دے کر غلط کر دے لہٰذا جواز خلف پر امکانِ کذب کو متفرع کیا، حالانکہ حاشا للہ عالم میں کوئی عالم اس کا قائل نہیں بلکہ وہ صراحۃً اس معنے مردود مخترع عنود کا ردّ بلیغ فرماتے اور جوازِ خلف کو تخصیص نصوص وتقیید وعید وغیرہما ایسے امور پر بنا کرتے ہیں جن کے بعد نہ معاذ اللہ کہکر پلٹنا، نہ بات کا بدلنا، اس امر پر دلائل قاہرہ وتصریحات باہرہ سُن ہی چکے، مگر ان حضرات کو یہ مسلم نہیں خواہی نخواہی خلف کو اُسی معنے پر ڈھلتے ہیں جو ایک قسم کذب ہے تاکہ اُس کے جواز سے امکانِ کذب کی راہ نکالیں، بہت اچھا اگر یہی معنے مراد ہوں، تو اب نظر کیجئے کہ جواز خلف کے کیا معنے ہیں، اور وہ اپنے کس معنے پر ائمہ میں مختلف فیہ، حاشا جواز صرف بمعنی امکان عقلی محل خلاف نہیں، بلکہ قطعاً[1] جواز شرعی وامکان وقوعی میں نزاع ہے جس کے بعد

---

[1] اقول هل عسيت ان تتفطن مما القينا ونلقى عليك من الابحاث ونقلنا وننقل لك من كلمات العلماء ان الكلام فى مطلق الخلف فى حق العصاة لا الخلف المطلق فيهم ولا الخلف فى الكفار لوفاق اهل السنة الوعيدية على استحالته شرعًا اما الثانى فظاهر واضح وقد نص عليه القرآن العزيز واجمعت عليه الامة جميعًا واما الاول فنقل عليه ايضًا غير واحد الاجماع وهو الصواب من حيث النظر وان نقل العلامة ش فى حاشية العلائى خلافه ففى هذين ان كان الخلاف فلا يكون الا فى الامكان العقلى ولذا احمل عليه العلامة ش بيد انى لا اعلم خلافا بين اهل السنة فى جواز الاول عقلًا والثانى وان وقع فيه خلاف ولكن المحققين ههنا على الجواز ولم يخالف فيه الا اقل قليل كما سيأتى فالذى وقع عن العلامة ش اشتباه يجب التنبه له وقد اوضحناه على هامشه ولولا ان عرضنا فى المقام لا يتعلق بتفد ذلك لاتينا بالتحقيق فيما هنالك ثم من البديهى ان امكان عدم التعذيب عقلًا مع استحالته شرعًا ادخل فى الرد على هؤلاء الجهلة كما لا يخفى على عاقل فضلًا (باقی صفحہ ۸۰ پر)

امتناع بالغیر بھی نہیں رہتا، دلائل شیئ اولاً اہلِ سُنّت بالاجماع اور معتزلہ کا ایک فرقہ مغفرت عاصیانِ کبائر کردگان وبے توبہ مردگان کے امکان عقلی پر متفق ہیں یعنی کچھ عقل محال نہیں جانتی کہ اللہ تعالےٰ اُن سے مواخذہ نہ فرمائے، مگر امکان شرعی میں اختلاف پڑا، اہلِ سُنّت بالاجماع شرعاً بھی جائز بلکہ واقع اور یہ فرقۂ وعیدیہ سمعاً ناجائز اور عذاب واجب مانتے ہیں، اُنہوں نے آیات وعید سے استناد کیا، اس کے جواب میں جوازِ خلف کا مسئلہ پیش ہوا یعنی اے معتزلہ! تمہارا استدلال تو جب تمام ہو کہ ہم وقوعِ وعید شرعاً واجب مانیں، وہ خود ہمارے نزدیک جائز الخلف ہے تو عفو پھر جائز کا جائز ہی رہا، اور شرعاً وجوب عذاب کو تمہارا دعوےٰ ثابت نہ ہوا امام علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں البحث الثانی عشر اتفقت الامۃ ونطق الکتاب والسنۃ بان اللہ تعالیٰ عفو غفور یعفو عن الصغائر مطلقاً وعن الکبائر بعد التوبۃ ولا یعفو عن الکفر قطعاً واختلفوا فی العفو عن الکبائر بدون التوبۃ فجوزہ الاصحاب بل اثبتوہ خلافاً للمعتزلۃ تمسک القائلون بجواز العفو عقلاً وامتناعہ سمعاً وھم البصریون من المعتزلۃ وبعض البغدادیۃ بالنصوص الواردۃ فی وعید الفساق واصحاب الکبائر واجیب بانھم داخلون فی عمومات الوعد بالثواب ودخول الجنۃ علی ما مر والخلف فی الوعد لؤم لا یلیق بالکرم وفاقا بخلاف الخلف فی الوعید

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۷۹) عن فاضل وسنلقی علیک تحقیقہ فیما سیأتی فی رد الوہابیۃ الدیوبندیۃ فانتظر واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۱۲ منہ قدس سرہ۔ عـــہ قولہ فالذی وقع حیث نقل النزاع المشہور وکون المحققین علی المنع فی کلامہ علی ھذین الخلفین وزعم تبعا للحلیۃ ان الاشبہ ترجح جواز الاول عقلاً فاوھم ان جوازہ العقلی مختلف فیہ واوھم ایہاماً اشد واعظم ان المحققین علی انکارہ وان کان الاشبہ عندہ ترجح الجواز مع انا لا نعلم فیہ نزاعاً اصلاً ولا نظنہ محل نزاع وان کان فلا شک ان عامۃ الائمۃ علی جوازہ ثم اوھم بل صرح اخراً ان الصحیح عند المحققین منع الثانی عقلاً مع ان الامر بالعکس فالحق ان محل النزاع المشہور ھو الجواز الشرعی وکلامھم انما ھو فی مطلق الخلف وتحقیق الحق فی محصلہ ما سنلقی علیک واللہ الھادی ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فانہ ربما یعد کرما۔ اھ ملتقطا دیکھو علماء اِس جواز خلف سے عذاب کے وجوب شرعی کو دفع فرماتے ہیں، اور وجوب شرعی کا مقال نہیں، مگر جواز شرعی اگر صرف امکان عقلی مراد ہو تو وہ ان معتزلہ کے مذہب سے کیا منافی اور اُن کی دلیل کا کیونکر نافی ہوگا، وہ کب کہتے تھے، کہ واجب عقلی ہے، جو تم امکان عقلی کا قصہ پیش کرو۔ تو ثابت ہُوا کہ یہ علماء بالیقین خلف وعید کو شرعاً جائز مانتے ہیں۔ ثانیاً محققین کہ جواز خلف نہیں مانتے آیۂ کریمہ مایبدل القول لدیّ سے استدلال کرتے ہیں کما فی شرح عقائد النسفی وشرح الفقہ الاکبر وغیرہما اور ظاہر کہ آیت میں نفی وقوع صرف استحالۂ شرعی پر دلیل ہوگی نہ امتناع عقلی پر تو لازم کہ وہ علما جواز شرعی مانتے ہوں ورنہ محققین کی دلیل محل نزاع سے محض اجنبی اور امر نزاعی کی نافہمی پر مبنی ہوگی وہ نہ کہدیں گے کہ اس سے صرف استحالۂ شرعی ثابت ہُوا نہ وہ امکان عقلی کے کذب خلاف ہے جس کے ہم قائل ہیں ثالثاً واحدی نے بسیط میں آیۂ کریمہ انک لاتخلف المیعاد سے صرف وعد مراد لیا اور وعید پر حمل کرنے سے انکار کیا کہ اُس میں تو خلف جائز ہے۔ تفسیر کبیر میں فرمایا احتج الجبائی بہٰذہ الایۃ علی القطع بوعید الفساق (ثم ذکر احتجاجہ والاجوبۃ عنہ الی ان قال) وذکر الواحدی فی البسیط طریقۃ اخری فقال لم لایجوز ان یحمل ہٰذا علی میعاد الاولیاء دون وعید الاعداء لان خلف الوعید کرم عند العرب الخ ظاہر ہے کہ علمائے مجوزین اگر صرف امکان عقلی مانتے تو آیت میں اس حمل کی نہیں کیا حاجت تھی کہ انتفائے شرعی جواز عقلی کے کچھ منافی نہیں۔ رابعاً قائلان جواز کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ خلف وعید صرف بحق مسلمین جائز ہے نہ بحق کفار عبارت حلیہ الاشبہ ترجح القول بجواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین خاصۃ دون الکفار۔ ابھی بحوالہ رد المحتار گذری، آئیں اُس کی جگہ اور تیجھے پیش کروں۔ مختصر العقائد میں ہے الملک للہ والناس عبیدہ ولہ ان یفعل بہم مایرید ولٰکن وعدان لایعذب احداً بغیر ذنب وان لایخلد المومن المذنب فی النار ویستحیل ان یخلف فی میعادہ وکذا اوعدان یعذب المومن المذنب زماناً والکافر مؤبداً ولٰکن قد یعفوعن المومن المذنب ولایعذبہ لانہ تکرم وتفضل فیہ ابطال الوعید اما فی حق الکفار فلایکون العفووان کان تکرما وتفضلا قال اللہ تعالٰی ونو

شئنا لاٰتینا کل نفس ھدٰھا ولکن حق القول منی الاٰیۃ اخبر انہ لا یفعل مع الکفار الا بطریق العدل۔ روح البیان میں ہے اللہ تعالیٰ لا یغفر ان یشرک بہ فینجز وعیدہ فی حق المشرکین ویغفر مادون ذالک لمن یشاء فیجوزون یخلف وعیدہ فی حق المومنین سبحان اللہ اگر صرف امکان عقلی میں کلام ہوتا تو وہ تو باجماع اشاعرہ بلکہ جماہیر اہل سنت حق کفار میں بھی حاصل وھو التحقیق۔ یفعل اللہ مایشاء ویحکم مایرید۔ شرح مقاصد الطالبین فی علم اصول الدین میں ہے اتفقت الامۃ ان اللہ تعالیٰ لا یعفو عن الکفر قطعاً و ان جاز عقلاً ومنع بعضھم الجواز العقلی ایضاً لانہ مخالف لحکمۃ التفرقۃ بین من احسن غایۃ الاحسان ومن اساء غایۃ الاساءۃ وضعفہ ظاھر اھ ملخصاً اسی میں ہے شرذمۃ لا یجوزون العفو عنھم فی الحکمۃ لاجرم بدلائل قاطعہ ثابت ہوا کہ قائلین جواز، جواز شرعی لیتے اور خلف کے امتناع بالغیر سے بھی انکار رکھتے، اب تم نے خلف کے وہ معنے لئے جو ایک قسم کذب ہے، تو قطعاً لازم کہ تمہارے زعم باطل میں ان علماء کے نزدیک کذب الٰہی نہ صرف عقلاً بلکہ شرعاً بھی جائز ہو، جسے امتناع بالغیر سے بھی بہرہ نہیں، یہ صریح کفر ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہٗ شفا شریف میں فرماتے ہیں من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ بنبوۃ نبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولکن جوز علے الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذالک المصلحۃ بزعمہ ام لم یدعھا فھو کافر باجماع جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبوت کی حقانیت اور ہمارے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر اُن باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اُس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاجماع کافر ہے ؛ سبحٰن اللہ حضرات انبیاء علیہم افضل الصلاۃ والثنا پر کذب جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا جناب باری عزوجل کا جواز کذب ماننے والا کیونکر بالاجماع کافر و مرتد نہ ہوگا ؟ اب تو جانا کہ تم نے اپنی جہالت و وقاحت سے کفر و اسلام میں تمیز نہ کی، اور کفر خالص پر معاذ اللہ ائمہ دین میں نزاع ٹھہرا دی۔ سبحٰن اللہ یہ فہم و فقاہت، یہ دین و دیانت اور اس پر عالم رشید بلکہ شیخ مرید بننے کی ہمت ع آومیان گم شدند ملک خرافت گرفت ؛ ذرا یہ مقام یاد رکھیئے کہ آپ کو خاتمہ میں اس سے کام پڑنا ہے واللہ

المستعان علی ماتصفون : ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ **حجت عاشرہ ظاہرہ باہرہ نماہرہ قاہرہ** ۔ **اَمَّر وادھی من قرینتھا الاولٰی** ۔ **اقول** و باللہ التوفیق
ہنوز بس نہیں اگرچہ علماء مسئلہ خلف میں بلفظ جواز تعبیر کر رہے ہیں مگر عقل صافی و نظر وافی نصیب ہو تو کھل جائے کہ وہ جس معنے پر خلف جائز کہتے ہیں، اُس معنے پر نہ صرف جائز بلکہ بالیقین واقع مانتے ہیں، تو تمہارے زعم خبیث پر قطعاً لازم کہ ائمہ دین کذب الٰہی کو یقیناً واقع و موجود بالفعل جانتے ہیں، اس سے بڑھ کر کفر جلی اور کیا ہوگا، دلائل لیجئے **اولاً** ہم ثابت کر آئے کہ خلف و عفو اُن کے نزدیک متساوی ہیں۔ اور ایک مساوی کا وقوع، وقوع مساوی دیگر کو قطعاً مستلزم، خواہ تساوی فی التحقیق ہو یا فی الصدق کہ اول کا تو عین منطوق تلازم فی الوجود، اور ثانی اُس سے بھی زیادہ ادخل فی المقصود فلن الانفکاک فی الوجود انفکاک فی الصدق مع شیٔ زائد لیکن عفو بالیقین واقع، ابھی شرح مقاصد سے گزرا جوزہ الاصحاب بل اثبتوہ تو ثابت ہوا۔ کہ وہ علماء جسے خلف وعید کہتے ہیں یقیناً واقع، اب تم خلف کو اُس معنے ناپاک پر حمل کرتے ہو، تو معاذ اللہ کذب الٰہی کے بالیقین واقع و موجود ہونے میں کیا کلام رہا صدق اللہ تعالٰی فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور : بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں + العیاذ باللہ سبحٰنہ و تعالٰی **ثانیاً** تعیین تساوی سے قطع نظر بھی کیجئے، تاہم آیہ کریمہ ویغفر مادون ذٰلک سے اُن کا استدلال دلیل قاطع، کہ خلف عفو سے خاص یا مباین نہیں لاجرم مساوی نہ سہی تو عام ہوگا، بہر حال وقوع مغفرت وقوع خلف اور تمہارے طور پر وقوع خلف وقوع کذب کو مستلزم ہو کر کذب الٰہی یقینی الوقوع ٹھہرے گا اور کیا گمراہوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ **ثالثاً** مختصر العقائد کی عبارت گزرے کچھ دیر نہ ہوئی۔ جس میں خلف وعد کو محال لکھ کر وعید مسلمین کے بارے میں دیکھ لیجئے کیا لفظ لکھا یجوز ان یترک الوعید نہ کہا بلکہ صاف صاف یترک الوعید مرقوم کیا، پھر ثبوت مدعا میں کیا کلام رہا۔ **رابعاً** اُن دلائل قاطعۂ عقلیہ کے بعد تمہاری سمجھ کے لائق قاطع نزاع و دافع شغب یہ ہے، کہ امام محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی رحمہ اللہ تعالٰی اُسی حلیہ میں جو اسی رد المحتار کی جس سے آپ ناقل اس مقام میں ماخذ ہے صاف بتا دیا کہ خلف وعید صرف عفو سے عبارت ہے۔ اب آپ ہی بولیئے، آپ کے

دستگیری درادل نے خدا کو بالفعل جھوٹا مان کر اسلام و دین پر کردیا۔

مذہب ہیں عفو بالیقین واقع ہے یا نہیں، اگر ہے تو وہی خلف ہے، اور تم خلف کو اصل کذب سمجھے تو اپنے خدا کو یقیناً کاذب کہہ چکے یا نہیں، حلیہ کی وہ عبارت یہ ہے الدعاء المذکور یستلزم انه یجوز الخلف فی الوعید وظاهر المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلة بدلانه لا یعد نقصا بل جوداً وکرماً ولهٰذا امدح به کعب بن زهیر رضی اللہ تعالیٰ عنه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم حیث قال ؎

نبئت ان رسول اللہ اوعدنی ❊ والعفو عند رسول اللہ مأمول

دیکھو صراحۃً صرح بالعفو کو مدح بخلف وعید قرار دیا۔ اسی طرح ختم بحث میں قول ابن نباتہ مصری الحمد للہ الذی اذا وعد وفا واذا اوعد عفا کو اسی باب سے ٹھہرایا، اب بھی وضوح حق میں کچھ باقی رہا۔ یہ دوسرا مقام یاد رکھنے کا ہے کہ تم نے صراحۃً وقوع و وجود کذب الٰہی کو ائمہ اہل سنت کا مذہب جانا اور ایسے کفر شنیع وارتداد فظیع کو اہل حق کا ایک اختلافی مسئلہ مانا کذٰلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار : ولاحول ولاقوۃ الا باللہ الواحد القہار بالجملہ بحمداللہ بحجج قاہرہ دینیات باہرہ شمس وامس سے زیادہ روشن دابین ہوگیا کہ علماء جس معنے پر خلف جائز مانتے ہیں حاشا للہ اُسے امکان کذب سے اصلا علاقہ نہیں، اُن کے نزدیک خلف بمعنی عدم ایقاع وعید بوجہ تجاوز وکرم ہے، کہ عین عفو یا عفو کا مساوی وطلازم، اور یہ معنے نہ صرف جائز بلکہ باجماع اہل سنت بلاشبہ واقع، رہا خلف بمعنے تبدیل قول وتکذیب خبر جس کے جواز پر امکان کذب متفرع ہوسکے، ہرگز اُن علماء کی مردانہ عالم میں کوئی عالم اُس کا قائل نہیں، بلکہ وہ بالاتفاق یک زبان ویک دل اُس سے تبری وتحاشی کامل کرتے، اور کذب الٰہی کے استحالۂ قطعی و امتناع عقلی پر اجماع تام رکھتے ہیں، اوّل سے آخر تک اُن کے تمام کلمات ومحاورات ووجوہ مناظرہ وطرق ردّ واثبات ہزار در ہزار طور سے اس امر پر شاہد عدل و ناطق فصل کما قد ظہر علیٰ کل ذی عقل اور امام ابن امیر الحاج نے تو بحمد اللہ یہ امر باتم وجوہ منجلی کر دیا کہ خود جواز خلف کو راجح مان کر اس معنی ناپاک تراشیدۂ مدعی بے باک کی وہ بیخ کنی فرمائی جس کی غرب سے شرق تک خبر آئی، یُوہیں امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں باآنکہ کلام امام ابو عمرو ابن العلاء قائل جواز خلف کی وہ کچھ تائید کی جو اوپر گزر چکی، جب معنی تبدیل کی نوبت آئی، جس پر ان حضرت

نے تفریع کی ٹھہرائی۔ اس پر وہ شدید وعظیم نکیر فرمائی، کہ کج فہمی جاہل پہ قیامت ڈھائی۔ اسی تفسیر میں فرماتے ہیں الخبر اذا جوز علی اللہ الخلف فیہ فقد جوز الکذب علی اللہ تعالے وھذا خطأ عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالی منزہ عن الکذب ومعلوم ان فتح ھذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن وکل الشریعۃ اھ ملخصاً یعنی جب خبر میں خلف اللہ تعالیٰ پر جائز رکھا جائے، تو بے شک کذب الٰہی کو جائز ماننا ہوگا، اور یہ سخت خطا ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو جائے، اس لئے کہ تمام عقلاء (یعنی نہ صرف اہل اسلام بلکہ سمجھ وال کافر بھی) اتفاق کئے ہوئے ہیں، کہ باری تعالیٰ کذب سے منزّہ ہے اور معلوم ہے کہ اس دروازے کا کھولنا قرآن مجید اور تمام شریعت میں طعن تک لے جائیگا۔ بس خدا کی شان ہی شان نظر آتی ہے کہ واضح روشن ایمانی اجماعی مسائل میں مدعیان علم ودیانت ورشد ومشیخیت اغوائے عوام وتلبیس مرام کو یوں دیدہ ودانستہ کورمقری بن جاتے اور خوف خالق وشرم خلائق سب کو یک دست سلام کر کے ائمۂ دین پر یوں کھلے بہتان جیسے طوفان اٹھاتے ہیں ؎

چشم باز وگوش باز وایں ذکا ٭ خیرہ ام در چشم بندے خدا

فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ ٭ وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

بس زیادہ کیا کہوں سوا اس کے کہ اللہ ہدایت دے آمین۔ **تنبیہ نبیہ** الحمد للہ تحقیق ذروۂ علیا کو پہنچی، اور عیاروں طراروں کی افترا بندی اپنی سزا کو اب صرف یہ امر قابل تنقیح رہا، کہ جب خلف بمعنے تبدیل کے استحالہ پر اجماع قطعی قائم اور بمعنے مساوی عفو بالاجماع جائز بلکہ واقع، تو علمائے مجوزین ومحققین مانعین میں نزاع کس امر پر ہے **اقول** وباللہ التوفیق وبہ العروج علی اوج التحقیق علی الخبیر سقطت اں منشاء نزاع اس اطلاق خُلف کی تجویز ہے مجوزین نے خیال کیا کہ خلف وعید معاذ اللہ کسی عیب ومنقصت کا نشان نہیں دیتا بلکہ عفو وکرم پر دلیل ہوتا اور محل مدح وستائش میں بولا جاتا ہے۔ ولہذا جابجا عرف عرب سے اس پر استناد کرتے ہیں قال قائلھم ؎

وانی وان اوعدتہ او وعدتہ ٭ لمخلف ایعادی ومنجز موعدی

تحقیق نفیس کہ مسئلہ خلف وعید میں محل نزاع کیا امر ہے

وقال آخر ؎

اذا وعد السّراء انجز وعده ؛ وان اوعد الضّراء فالعفو مانعه

بنابر ان خلف وعید کی تجویز کی، محققین نے دیکھا کہ لفظ معنے محال یعنی تبدیل مقال کو موہم اور یہاں ایہام محال بھی منع میں کافی کما نصوا علیہ فی مسئلۃ معتقد العز اور اُس کے ساتھ وقوع تمدح صرف مخلوق میں ہے، خالق عزوجل کا اُن پر قیاس صحیح نہیں، لاجرم اس تجویز سے تحاشی کی خلاصہ یہ کہ آیات وعید میں بنظر ظاہر عموم عدم وقوع ایک صورت خلف میں ہے۔ اگرچہ بنظر تخصیص وتقیید حقیقت خلف سے قطعاً منزّہ، مجوزین اسی خلف صوری کو خلف وعید سے تعبیر کرتے اور اُسے جائز رکھتے ہیں کہ مفید مدح ہے، اور محققین منع فرماتے ہیں، کہ موہم نقص وقدح ہے، ورنہ اگر خیال معنے کیجئے تو بلاشبہ وہ جس امر کو خلف کہتے ہیں قطعاً بالاجماع جائز وواقع، ولہذا علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نے نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں مسئلۂ خلف کو اہل سنت کا اتفاقی قرار دیا، اور اُس میں خلاف صرف معتزلہ کی طرف نسبت کیا حیث قال الوعید لا یجوز تخلفہ عند المعتزلۃ لقولھم بانہ یجب علی اللہ تعالیٰ تعذیب العاصی پر ظاہر کہ اس نسبت کا منشا وہی نظر معنی ہے کہ معنی مقصود مجوزین کے جواز میں واقعی اشقیائے معتزلہ ہی کو خلاف ہے، اہل سُنّت میں کوئی اُس کا منکر نہیں، جس طرح معنے کذب وتبدیل کے بطلان وامتناع پر اہل سُنّت بلکہ اہل اسلام بلکہ اہل ملل بلکہ اہل عقل کا اجماع ہے، جس میں کسی فرقہ کا خلاف معلوم وظاہر نہیں یہ ہے بحمد اللہ محل نزاع کی تحریر انیق وتقریر رشیق والحمد للہ ولی التوفیق علی الھمام التحقیق وارشاد الطریق امام محقق مدقق علامہ حلبی نے اُسی حلیہ میں جواز خلف مان کر معنی کذب و تبدیل سے وہ تحاشی عظیم فرمائی جس کی نقل بحث سابعہ میں گزری، پھر تصریح مراد کی یوں ارشاد کی المراد بالوعید صورۃ العموم بالوعید من ارید بالخطاب مسئلہ جواز خلف میں وعید سے صورت عموم مراد ہے کہ بظاہر حکم سب مخاطبوں کو شامل نظر آتا ہے۔ یعنی انہا الفاظ وعید پر نظر کیجئے تو صاف یہی حکم معلوم ہوتا ہے، کہ جو ایسا کریں گے سب سزا پائیں گے، پھر جبکہ بدلائل قاطعہ ثابت ہوا کہ بعض کو نہ ہوگی تو بظاہر وعید متخلف ہوئی، حالانکہ وہ عموم صرف

صوری تھا، نہ حقیقی، کہ حقیقت میں عمومات وعید آیات مشیت سے مکتسب تقیید جن کا حاصل یہ کہ ہم معاف نہ فرمائیں تو سزا ہوگی، بس اس قدر محصل خلف ہے جسے معاذ اللہ کذب وتبدیل سے کچھ علاقہ نہیں، پھر اس مراد ومقصود کی تحقیق فرما کر ارشاد کرتے ہیں ثم حیث کان المراد ھٰذا فالوجہ ترك اطلاق جواز الخلف فی الوعد والوعید دفعاً لایھام ان یکون المراد منہ ھٰذا المحال یعنی جب معلوم ہو لیا کہ جواز خلف سے صرف اس قدر مراد ہے نہ وہ کہ معاذ اللہ امکانِ کذب کو راہ دے کہ کذب وتبدیل تو یقیناً اللہ تعالیٰ پر مستحیل تو مناسب یہی ہے کہ وعدہ یا وعید کسی میں جواز خلف کا لفظ نہ بولیں کہ اس سے کسی کو اس معنے محال کا وہم نہ گذرے ۔ واقعی امام ممدوح کا گمان بجا تھا، آخر دیکھئے نہ کہ اس چودھویں صدی میں جہال سفہا کو وہ وہم آہی آیا والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ ۔ پھر فرماتے ہیں دانما وافقنا ھم علی الاطلاق لشھرۃ المسئلۃ بینھم بھٰذہ الترجمۃ ونستغفر اللہ العظیم من کل مالیس فیہ رضاہ ہم نے جو اس لفظ کے اطلاق میں علمائے سابقین کا ساتھ دیا اس پر باعث یہ تھا کہ مسئلہ ان میں اسی نام سے شہرت رکھتا ہے اور ہم عزوجل سے مغفرت چاہتے ہیں ہر اس بات کی جو اسے پسندیدہ نہیں ۔ سفیہ جاہل دیکھے کہ اس کے امکانِ کذب کے شوشے کدھر گئے قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً ،

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے بتوفیق المولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ اس مقام کی زیادہ تحقیق حواشی شرح عقائد وشرح مقاصد وشرح مواقف پر ذکر کی، اگر مخافت تطویل نہ ہوتی ان نفائس جلیلہ کو زیور گوش سامعین کرتا وفیما ذکرنا کفایۃ والحمد للہ ولی الھدایۃ غرض اس مقدار سے زائد کسی امر کو محل نزاع ٹھہرانا خود ان کے مقتضائے کلام ومقال وتمسک واستدلال سے جدا پڑنا اور توجیہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ کرنا اور ان کے اجماعیات قاطعہ سے منکر ہونا اور ان مہالک شنیعہ وقبائح فظیعہ کا ان کے ذمے باندھنا ہے جن سے وہ ہزار جگہ بتصریح صریح تبری کرتے ہیں، اور واقعی بحمد اللہ بارہا دیکھا ہے کہ ائمہ اہل سنت میں جو مسئلہ اصول مختلف فیہ رہا ہے، اگرچہ بعض ناظرین ظواہر الفاظ سے دھوکا کھائیں مگر عند التحقیق اس کا حاصل نزاع لفظی یا ایسی ہی کسی ہلکی بات کی طرف راجع ہوا ہے، پھر ایک فریق کے

فائدہ جلیلہ: مسائل اصول میں اختلافات اکثر نزاع لفظی وغیرہ ہو کر معنی کی طرف راجع ہوسکتے ہیں الزامات متناظرہ کو مختلف فیہ جاننا جہالت ہے

دوسرے پر الزامات حقیقۃً اپنے معنے مراد پر الزام ہیں، جس سے دوسرے کا ذہن خالی، نہ اُس کی مراد سے اُنہیں تعلق، نہ اسے دیکھ کر کوئی عاقل یہ وہم کرسکتا ہے، کہ امر جس کا الزام دیا گیا، فریقین میں مختلف فیہ ہے، بلکہ یہ تو عامۂ نزاعات حقیقیہ معنویہ میں بھی نہیں ہوتا، چہ جائے صوریہ و لفظیہ الزام اُسی امر سے دیتے ہیں، جس کا بطلان متفق علیہ ہو، مختلف فیہ سے مختلف فیہ پر احتجاج یعنی چہ خصوصاً جبکہ ایک امر میں اختلاف دوسرے میں تنازع کی فرع ہو کہ اس تقدیر پر فرع سے الزام مصادرہ علے المطلوب ہے، یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل کہ طرف مقابل سخت ابلہ و جاہل، خیر بات دُور پہنچی نظائر لیجیے مثلاً ایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق امام عارف باللہ حارث محاسبی و جعفر بن حرب و عبد اللہ بن کلاب و امام المتکلمین عبد العزیز مکی و ائمہ سمرقند اول کے قائل اور اسی طرف امام ہمام ابوالحسن اشعری قدس سرہٗ مائل، بلکہ اسی پر امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ کا نص شریف دلیل کامل اور امام عماد السنہ احمد بن حنبل وغیرہ جماعت محدثین سے قول ثانی منقول، اور یہی ائمہ بخارا و من افقہم کے نزدیک مختار و منصور و معتمد و مقبول، اس پر ائمہ سمرقند و بخارا میں نزاع کو جو طول ہوا مخفی نہیں انہوں نے اُن پر مخلوقیت قرآن کا الزام رکھا، اُنہوں نے ان پر نامخلوقیت افعال عباد کا طعن کیا اور حقیقت دیکھیے تو بات کچھ بھی نہیں، اپنی اپنی مراد پر دونوں سچ فرماتے ہیں، ایمانِ مخلوق بے شک مخلوق، کہ مخلوق و صفاتِ مخلوق سب مخلوق، اور ایمان کہ صفت خالق عزوجل ہے جس پر اسمائے حسنیٰ سے اسم پاک مؤمن دلیل یعنی اُس ملک جلیل جل جلالہ کا ازل میں اپنے کلام کی تصدیق فرمانا، وہ قطعاً غیر مخلوق کہ خالق و صفاتِ خالق مخلوقیت سے منزہ ھکذا قررہ الفاضل العلامۃ کمال الدین ابی شریف القدسی فی المسامرۃ شرح المسایرۃ اب کیا کوئی احمق جاہل اس نزاع کو دیکھ کر یہ گمان کرے گا کہ بعض صفات خالق کا مخلوق یا بعض افعال مخلوق کا نامخلوق ہونا ائمہ اہل سنت میں مختلف فیہ ہے حاشا وکلا۔ یُونہیں مسئلۂ زیادت و نقصان ایمان کہ قدیم سے مختلف فیہا، امام رازی وغیرہ بہت محققین اسے بھی نزاع لفظی پر اُتارتے ہیں، منح الروض میں ہے ذھب الامام الرازی وکثیر من المتکلمین الی ان ھذا الخلاف لفظی راجع الی تفسیر الایمان پھر کہا ھذا

هو التحقیق الذی یجب ان یعول علیه اسی طرح اور مسائل پایئے گا، اگر اس پر حمل کیجئے جب تو امر نہایت الیسر مجوزین بمعنے مساوی عفو لیتے ہیں اور مانعین بمعنے تبدیل. قول دونوں سچ کہتے ہیں، اور دونوں اجماعی باتیں، مگر فقیر نے بحمد اللہ جو تنقیح مناط کردی، اُس پر نزاع بھی معنوی رہی، اور قول مانعین کا محقق و راجح ہونا بھی کھل گیا، اور جہالت جاہلین کا علاج بھی بحمد اللہ بروجہ کافی ہولیا ذالک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون:

اللہم لک الشکر الابدی والمن السرمدی والحمد للہ رب العلمین تسجیل جلیل وتکمیل جمیل۔ اقول وباللہ التوفیق مدعی جدید بیچارے کی حالت نہایت قابل رحم۔ غریب نے امام الطائفہ کی بات بنانے کو عقل و دیانت کو پان رخصت دیا، اپنے رب کو جیسے بنے لائق کذب کر دینے کا ذمہ لیا، ائمہ امت و سادات ملت پر کھلی آنکھوں جیتا بہتان کیا، غرض لاکھ جتن کر چھوڑے مگر کال نہ کٹا، یعنی امام کی پیشانی سے داغ ضلالت مٹنا تھا نہ مٹا، آپ کو یاد ہو کہ اصل بات کا ہے پر چھڑی تھی، ذکر یہ تھا کہ حضور پر نور سید المرسلین خاتم النبیین اکرم الاولین والآخرین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مثل وہمسر حضور کی جملہ صفات کمالیہ میں شریک برابر محال ہے کہ اللہ تعالےٰ حضور کو خاتم النبیین فرماتا ہے۔ اور ختم نبوت ناقابل شرکت تو امکان مثل مستلزم کذب الٰہی اور کذب الٰہی محال عقلی ؎

منزہ عن شریک فی محاسنہ ٭ فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

اس پر اس سفیہ نے جواب دیا کہ کذب الٰہی محال نہیں ممکن ہے کہ خدا کی بات جھوٹی ہو جاتے، اور اس پر جو ہذیانات بکے اُن کی خدمت گذاری تو آپ سن ہی چکے۔ اب یہ حضرت اُس کی حمایت میں خلف وعید کا مسئلہ پیش کرتے ہیں یعنی اُن کے امام نے نئی نہ کہی بلکہ اُس کا قول ایک گروہ ائمہ کے موافق ہے اے سبحان اللہ ؎

امامے چنیں مقتدیے چناں ٭ جہاں چوں نہ بیند بدیے چناں

اے حضرت سب کچھ جانے دیجئے۔ مگر یہ آیۂ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین بھی معاذ اللہ کوئی وعید ہے جس کے امکان کذب کو جواز خلف پر متفرع کیجئے گا یہ تو وعدہ ہے، یعنی حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بشارت عظیمہ کہ تمہیں اس فضل جلیل سے مشرف کیا

تمہاری شریعت مطہرہ کو شرف افضلیت بخشا، تم ناسخ ادیان ہوئے، تمہارے دین متین کا ناسخ کوئی نہ آسکے گا، تم سب سے بلند و برتر رہے، تم سے بالا کوئی ہوا نہ ہوگا۔ اس میں خلف تو ہر طرح بالاجماع محال ہے۔ پھر تمہارے امام کا کیا کام نکلا، اور مخالفت اجماع مسلمین واحداث بدعت ضالہ فی الدین کا داغ کیونکر مٹا؟ ہاں یہ اس کی اور ساتھ لگے تمہاری عقل و دیانت کا کام تمام ہوا، اسے کام نکلنا سمجھ لیجئے چاہے کام ہو جانا قسمت کا بدا کہ دین و دیانت سے یوں کٹی چھنی، اور امام بے چارے کی بات بھی نہ بنی، نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم! حبك الشئ يعمی ويصم ؎

ذلیل و خوار و خراب و خستہ نہ اس سے ملتے نہ ایسے ہوتے

بہک گئے دین حق کا رستہ نہ اس سے ملتے نہ ایسے ہوتے

صدق القائل ؎

اذا كان الغراب دليل قوم ٭ سيهديهم طريق الهالكينا

الحمدللہ یہ بظاہر دس حجج باہرہ اور حقیقۃً اکیس دلائل قاہرہ ہیں کہ حجت رابعہ میں وجہ ۲ و وجہ ۳، حجت سادسہ میں ثانیاً، حجت تاسعہ و عاشرہ دونوں میں ثانیاً ثالثاً رابعاً بالجملہ کے بعد عبارت امام رازی تنبیہ نبیہ میں کلام امام علبی یہ گیارہ مستقل حجتیں تھیں، انہیں مدعی جدید پر اکیس کوڑے سمجھئے تو بائیسواں تازیانہ یہ تسجیل جلیل کا ہوا، اوپر کے سو ملا کر ایک سو بائیس کوڑے انہیں جمع رکھیے اور آگے چلئے کہ سائل کے بقیہ سوال کو اظہار جواب و تحقیق صواب کا انتظار کرتے دیر گزری۔ اب وقت وہ آیا کہ ادھر عطف عنان کردن اور بیان حکم قائل کے لئے میدان بدیع تحقیق رفیع میں قدم رکھوں واللہ الهادی وولی الایادی والصلاة علی حبيبه سراج النادی ٭

خاتمہ، تحقیق حکم قائل میں

اقول وباللہ التوفیق اللهم غفرانا الضلال والکفر! اجاں برادر یہ پوچھتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ کیسا، اور ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ یہ پوچھ کہ ان امام و ماموم پر ایک جماعت ائمہ کے نزدیک کتنی وجہ سے کفر آتا ہے حاش للہ حاش للہ ہزار ہزار بار حاش للہ!

خاتمہ نصیحت آمیز

مَیں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی[1] تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ[عہ] کے کفر پہ بھی حکم نہیں کرتا ہیں ہمارے نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اہل لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن وجلی نہ ہوجائے، اور حکم اسلام کے لئے اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف محل بھی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلٰے مگر یہ کہتا ہوں اور بیشک کہتا ہوں کہ بلاریب ان تابع ومتبوع سب پہ ایک گروہ علما کے مذہب میں بوجوہ کثیرہ کفر لازم والعیاذ باللہ ذی الفضل الدائم میرا مقصود اس بیان سے یہ ہے کہ ان عزیزوں کو خواب غفلت سے جگاؤں اور ان کے اقوال باطلہ کی شناعت بتا کہ انہیں جتاؤں کہ او بے پرواہ بکریو کس نیند سو رہی ہو گلا دُور پہنچا، سورج ڈھلنے پہ آیا، گرگ خونخوار بظاہر دوست بن کر تمہارے کان تھپک رہا ہے کہ ذرا جھٹ پٹا ہو اور اپنا کام کرے جو پاؤں میں تمہاری بے جا ہرٹ کے باعث اختلاف پڑچکا ہے بہت حکم لگا چکے، کہ یہ بکریاں ہمارے گلّے سے خارج ہیں بھیڑیا کھائے، شیر لے جائے، ہمیں کچھ کام نہیں، اور جنہیں ابھی تک تم پہ ترس باقی ہے وہ بھی تمہاری ناشائستہ حرکتوں سے ناراض ہو کر اپنے خاص گلّے میں تمہارا آنا نہیں چاہتے، ہیہات ہیہات اس بیہوشی کی نیند اندھیری رات میں جسے[عہ] چوپاں سمجھ رہے ہو واللہ وہ چوپان نہیں خود بھیڑیا ہے کہ ذیابٌ فی ثیاب کے کپڑے پہن کر تمہیں دھوکا دے رہا ہے، پہلے وہ بھی تمہاری طرح اس گلّے کی بکری تھا، حقیقی بھیڑیے[عہ] نے جب سے اُسے شکار کیا اپنے مطلب کا دیکھ کر دھوکے

---

[1] ابھی تک کی قید بحمد اللہ تعالٰے کس قدر مفید و با معنے واقع ہوئی، ان مدعی جدید یعنی جناب مولوی گنگوہی و مُلّا انبیٹھی صاحبان مع ذریات کے وہ اقوال ظاہر ہوئے کہ جناب اسمٰعیل دہلوی کو بھی ان کے آگے کفریات بکنے کا موقع نہ رہا، اُس پر تو کفر لازم ہی ہُوا تھا ان صاحبوں نے دل کھول کر مونھ بھر کر وہ صریح یقینی قطعی کفر بکے جن پر تمام اکابر علمائے حرمین شریفین نے فتوے دیا کہ جو شخص ان کے کافر ہونے میں شک کرے عہ بھی کافر ہے اس کا بیان کتاب مبارک حسام الحرمین وکتاب مبارک تمہید ایمان بآیات قرآن میں مع مواہیر علمائے حرمین شریفین ملاحظہ ہو، ان دونوں کتابوں کا مجموعہ قدری کتب خانہ لاہور سے طلب فرمایئے ۰ ۱۱۲۰ اعجاز الحق قدوسی مصحح

عہ یعنی امام الوہابیہ ۱۲ عہ یعنی شیطان ۱۲

کی ٹٹی بنا لیا، اب وہ بھی اسکے ڈُکّے کی خیر مناتا اور بھولی بھیڑیوں کو لگا کرلے جاتا ہے، للہ اپنی حالت پر رحم کرو، اور جہاں تک دم رکھتے ہو، ان گرگ و نائب گرگ سے بھاگو جیسے بنے اس مبارک گلّے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں آکر ملو کہ امن چین کا رستہ چلو، اور مرغ زار جنت میں بے خوف چرو، اے رب میرے ہدایت فرما آمین **تفصیل** اس اجمال کی یہ ہے کہ سید العٰلمین محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس لائے، ان سب میں اُن کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے اُن کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے ادامہ اللہ لنا حتّٰی نلقاہ بہ یوم القیام وندخل بہ بفضل رحمتہ دار السلام آمین اور معاذ اللہ ان میں کسی بات کا جھٹلانا اور اس میں ادنیٰ شک لانا کفر عاذنا اللہ منہ بحفظہ العظیم ورحم عجزنا وضعفنا بلطفہ الفخیم انہ ھو الغفور الرحیم آمین آمین الٰہ الحق آمین پھر یہ انکار جس سے خدا بچائے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے، دو طرح ہوتا ہے، لزومی و التزامی، التزامی یہ کہ ضروریات دین سے کسی شے کا تصریحاً خلاف کرے، یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے اگرچہ نام کفر سے چڑے اور کمال اسلام کا دعوےٰ کرے کفر التزامی کے یہی معنے نہیں کہ صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہو، جیساکہ بعض جہال سمجھتے ہیں، یہ اقرار تو بہت طوائف کفار میں بھی نہ پایا جائے گا ہم نے دیکھا ہے بہتیرے ہندو کافر کہنے سے چڑتے ہیں بلکہ اس کے یہ معنے کہ جو انکار اس سے صادر ہوا یا جس بات کا اس نے دعوےٰ کیا، وہ بعینہٖ کفر و مخالف ضروریات دین ہو، جیسے طائفہ تالفہ نیاچرہ کا وجود ملک و جن و شیطان و آسمان و نار و جنان و معجزات انبیاء علیہم افضل الصلاۃ والسلام سے اُن معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے متواتر ہیں انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ و توہمات عاطلہ کو بے مزا نہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انہیں کفر سے بچاتیں گے، نہ محبت اسلام و ہمدردی قوم کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے قاتلہم اللہ انی یوفکون ۰ اور لزومی یہ کہ جو بات اُس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر ہوتی ہے یعنی مآل سخن ولازم حکم کو ترتیب مقدمات و تتمیم تقریبات کرتے لے چلیئے، تو انجام کار اس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے جیسے روافض

کا خلافتِ حقہ راشدہ خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حضرت جناب صدیق اکبر و امیر المومنین حضرت جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے انکار کرنا کہ تضلیل جمیع صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی طرف مؤدی اور وہ قطعاً کفر، مگر انہوں نے صراحتہً اس لازم کا اقرار نہ کیا تھا بلکہ اُس سے صاف تحاشی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہل بیت عظام وغیرہم چند اکابر کرام علےٰ مولٰیہم وعلیہم الصلاۃ والسلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بتاتے اور خلافت صدیقی و فاروقی پر اُن کے توافق باطنی سے انکار رکھتے ہیں، اِس قسم کے کفر میں علمائے اہل سنت مختلف ہوگئے جنہوں نے مآل مقال ولازم سخن کی طرف نظر کی حکم کفر فرمایا، اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بدعت و بدمذہبی وضلالت وگمراہی ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ شفا شریف میں فرماتے ہیں قال بالمآل لما یؤدی الیہ قولہ ویسوقہ الیہ مذھبہ کفرہ لانھم صرحوا عندہ بما ادی الیہ قولھم ومن لم یراخذھم بمآل قولھم ولا الزمھم بموجب مذھبھم لم یر اکفارھم قال لانھم اذا وقعوا علیٰ ھذا قالوا انا نقول بالمآل الذی الزمتموہ لنا ونعتقد نحن وانتم انہ کفر بل نقول ان قولنا لا یؤل الیہ علے ما اصلناہ فعلی ھٰذین الماخذین اختلف الناس فی اکفار اھل التاویل والصواب ترک اکفارھم اھ ملخصاً جب یہ امر ممہد ہولیا تو اب ان امام و ماموم کے کفریات لزومیہ گنیئے، امام کے کفروں کا تو شمار ہی نہیں، اُس نے تو صرف انہیں چند سطروں میں جو تنزیہ سوم میں اُس سے منقول ہوئیں کفر لزومی کی سات اصلیں طیار کیں، جن میں ہر اصل صدہا کفر کی طرف منجر اور اُس کا مذہب مان کر ہرگز ہرگز ان سے نجات نہ سفر والعیاذ باللہ العلی الاکبر **اصل اوّل** جو کچھ انسان کرسکے خدا اپنی ذاتِ کریم کے لئے کرسکتا ہے ورنہ قدرت انسانی بڑھ جائے گی (دیکھو ہذیان اول) اس اصل کے کفروں کی گنتی نہیں مگر اسی قدر شمار کردوں جو اوپر گن آیا ہوں یقیناً قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے مذہب پر (۱) اُس کا معبود کھانا کھا سکتا ہے (۲) پانی پی سکتا ہے (۳) پاخانہ پھر سکتا ہے (۴) پیشاب کرسکتا ہے (۵) اپنا سمع روک سکتا ہے (۶) بصر روک سکتا ہے (۷) دریا میں ڈوب سکتا ہے (۸) آگ میں جل سکتا ہے (۹) خاک پر لیٹ سکتا ہے (۱۰) کانٹوں پر لیٹ سکتا ہے (۱۱) وہابی ہو سکتا

ہے (۱۲) رافضی بن سکتا ہے (۱۳) اپنا نکاح کر سکتا ہے (۱۴) جماع کر سکتا ہے (۱۵) عورت کے رحم میں اپنا نطفہ پہنچا سکتا ہے (۱۶) اپنا بچہ جنا سکتا ہے (۱۷) نیز اس اصل پہ لازم کہ خدا خدا نہیں (۱۸) ہزاروں کروڑوں خدا ممکن ہیں (۱۹) آیۂ کریمہ واللہ خلقکم وما تعملون ٥ حق نہیں ان سب امور کا ثبوت ہذیان مذکور کے ردوں میں ہدیہ ناظرین ہوا **اصل دوم** خدا کے لئے عیوب و نقائص محال نہیں بلکہ مصلحت کے لئے اُن سے قصداً بچتا ہے (ہذیان دوم) اس اصل کے کفر اصل اول سے صد ہا درجے فزوں جس سے لازم کہ اس بے باک کے مذہب ناپاک پہ ۲۰ اہل اسلام کے عامہ عقائد تنزیہ و تقدیس کہ اُن کے نزدیک ضروریات دین سے ہیں سب باطل و بے دلیل (۲۱) اس نامسعود کا وہمی معبود عاجز (۲۲) جاہل (۲۳) احمق (۲۴) کاہل (۲۵) اندھا (۲۶) بہرا (۲۷) ہکلا (۲۸) گونگا سب کچھ ہو سکتا ہے (۲۹) کھانا کھائے (۳۰) پانی پیئے (۳۱) پاخانہ پھرے (۳۲) پیشاب کرے (۳۳) بیمار پڑے (۳۴) بچہ جنے (۳۵) اونگھے (۳۶) سوئے (۳۷) مرجائے (۳۸) مر کر پھر پیدا ہو، سب کچھ روا ہے۔ (۳۹) اللہ کے علم (۴۰) قدرت (۴۱) سمع (۴۲) بصر (۴۳) کلام (۴۴) مشیت وغیرہا صفات کمال کے ازلی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۴۵ تا ۵۰) ان کے ابدی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۵۱) اُس کی الوہیت قابل زوال ان سب لزوموں کا بیان تازیانہ اوّل میں گزرا بلکہ (۵۲) خود اس اصل کا ماننا درحقیقت بالفعل اللہ عزوجل کو ناقص جاننا ہے (دیکھو تازیانہ ۲) اور بے شک جو اللہ عزوجل کی طرف نقص کی نسبت کرے قطعاً کافر اعلام بقواطع الاسلام میں ہے من نفیٰ او اثبت ماھو صریح فی النقص کفر الخ **اصل سوم** جن باتوں کی نفی سے خدا کی مدح کی گئی وہ سب خدا کے لئے ممکن ہیں (ہذیان ۲) اس کے کفر بھی بکثرت ہیں قطعاً لازم کہ اس سفیہ کے طور پہ (۵۳) اُس کے معبود کی جورو ہو سکتی ہے (۵۴) بیٹا ہو سکتا ہے (۵۵) بھول سکتا ہے (۵۶) بہک سکتا ہے (۵۷) بعض اشیاء اُس کی ملک سے خارج ہیں الیٰ غیر ذالک من الکفریات (دیکھو تازیانہ ۵ تا ۸) **اصل چہارم** صدق الٰہی اختیاری ہے (ھ) اس سے لازم کہ سفیہ کے مذہب پہ (۵۸) قرآن مجید مخلوق ہے جس کے کفر پہ ۳۲ فتوے گزرے (۵۹) اُس کا معبود ازل میں کاذب تھا (۶۰) اب بھی

کاذب ہے (۶۱) کبھی صادق نہیں ہو سکتا (۶۲) قرآن مجید کا جملہ جملہ غلط ہے (۶۳) اللہ مخلوق ہے (۶۴) بلکہ محال ہے الیٰ غیر ذالک وہ کفریات کثیرہ کہ مواضع متعددہ میں جن کا التزام گزرا **اصل پنجم** علم الٰہی اختیاری ہے (تنبیہ بعد تازیانہ ۳) اس پر لازم کہ جاہل کے نزدیک (۶۵) علم الٰہی مخلوق وحادث ہے جس کے کفر پر فتوائے امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ گزرا (۶۶) اللہ تعالےٰ ازل میں جاہل تھا (۶۷) جب چاہے جاہل بن جائے (۶۸) اللہ حادث ہے (۶۹) قابلِ فنا ہے. الیٰ غیر ذالک **اصل ششم** کذب الٰہی ممکن ہے، اور ہم ثابت کر آئے کہ اُس کا کلام نہ صرف امکان عقلی بلکہ امکان وقوعی بلکہ عدم استبعاد عادی میں نص صریح ہے، اور (۷۰) یہ خود کفر ہے پھر اس تقدیر پر قطعاً یقیناً (۷۱) شریعت سے یکسر امان مرتفع (۷۲) خدا کی خبر سے یقین مندفع (۷۳) اسلام پر وہ مطاعن جن سے جواب ناممکن **اصل ہفتم** (۷۴) اللہ تعالےٰ بندوں سے چُرا چھپا کر بُھلا بُھلا کر آیات قرآنیہ جھوٹی کر دے تو کچھ حرج نہیں (تازیانہ ۳۱) ہیہات یہ تو اُس نے صاف صریح کہا تھا میں متحیر ہوں اسے لزوم میں داخل کروں یا التزام میں پھر اس پر (۷۵) حشر نشر حساب کتاب جنت نار عذاب ثواب کسی چیز پر ایمان نہ رہا کہ ہر خبر میں صاف صریح احتمال نقص باقی، تو یقین کیسا؟ تو ایمان کہاں والعیاذ باللہ رب العلمین. ہماری تقریرات سابقہ وتحریرات لاسفہ دیکھنے والا اس امام نجدیہ کے کفریات لزومیہ کو صدہا تک پہنچا سکتا ہے بلکہ جس قدر اوپر مذکور ہوئے وہ بھی یہاں پورے نہ گنے گئے پھر بھی معاذ اللہ چھہتر کفر کیا کم ہیں، پھر یہ تو صرف ایک ہی قول پر ہیں، باقی کفریات تقویۃ الایمان وصراط نامستقیم کی گنتی ہی کیا ہے، پھر وہ اقبالی کفر علاوہ رہے. جو ایمان تفویت الایمان پر صراط نامستقیم میں اپنے کھلے پھر رہے ہیں، غرض حضرت کے کفریات لزومیہ واقبالیہ کی تفصیل کرتے فی کفر ایک نقطہ اُن کی قبر پر دیتے جائیے، تو غالباً دم بھر میں ساری قبر کا موتھ کالا ہو جائے، یہ اس کی سزا ہے کہ کفر وشرک دھڑی دھڑی کر کے بیچا، محض بلا وجہ سچے مسلمانوں کو کافر مشرک کہا، یہاں تک کہ ان کے طور پر صحابہ تابعین سے لے کر شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز صاحب تک کوئی کفر وشرک سے نہ بچا، گویا حضرت کے نزدیک کفر اموعام

سے لکھا، پھر یہ خود اُس سے بچکر کہاں جاتے کہ کرد نیافت کما تدین تدان ؎

دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را ٭ چنداں امان نداد کہ شب را سحر کند

کذالک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ٥ اللھم احفظ لنا الایمان واعصمنا من شر الشیطٰن بجاہ حبیبک محمد سید الانس والجان صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم وعلےٰ اٰلہٖ وصحبہٖ وشرف وکرم اٰمین والحمد للہ رب العٰلمین ٥ ان امام صاحب پر چالیس بلکہ سو تازیانے اوپر گزرے تھے چھتر یہ ہوئے کہ ایک جماعت ائمہ کے نزدیک تم چھتر وجہ سے کافر ہو امام الطائفہ پر ایک ہی قول میں پونے دو سو کوڑے یاد رکھیئے اب مقتدی صاحبوں کی طرف چلیئے، ان میں دیوبندی[1] تقلید نے تو دیوبندگی یعنی اُس عوام مغوی امام کی پیروی سے قدم آگے نہ بڑھایا یعنی کوئی ایسی نئی بات پیش نہ کی جس پر الزام کفر سے جدید حصہ پاتا، صرف انہیں احکام امام کا ترکہ پایا اور اُس کی باقی خرافات بشدت اہمال قابل التفات اہل علم نہیں، تاہم معرض بیان میں سکوت نامحمود، لہٰذا بطور اجمال تعرض مقصود قولہ ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ بولے اقول یہ زبانی اظہار محض بے بنیاد و ناپائیدار کہ جب کذب ممکن بلکہ جائز و قوعی ہوا جیسا کہ تمہارے امام کا مشرب تو ہرگز اس اعتقاد کی طرف کوئی راہ نہیں بلکہ صراحۃً ام تقولون علی اللہ ما لا تعلمون ٥ میں داخل ہوتا ہے، وہ تقریریں کہ فقیر نے دلیل دوم تنزیہ دوم میں حاضر کیں یہاں بنہایت وضوح وانجلا جاری، جنہیں بحمد اللہ اس اظہار باطل کی ذلت و خواری کی

---

[1] تنبیہ ضروری۔ واقف منصب افتا جانتا ہے کہ مفتی سے جس کلام باطل وضلال کی نسبت سوال سائل ہو اُس پر اُس کلام کی شناعتوں کا اظہار قباحتوں کا ایضاح واجب اگرچہ قائل محض عامی و جاہل ہو کہ اتمام جواب واحکام صواب اس پر موقوف، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قائل قابل مخاطبہ ٹھہرا، پس اگر حضرت دیوبندی مثل مدعیان جدید کوئی اکابر ومتبوعین طائفہ سے ہیں جب تو اس رد وتبلیغ کا ہدیہ مبارک یا اگر مثل صاحب نسبت براہین قاطعہ نقاب عارض امامت کا بنہ ہیں تو خطاب متعدد اور مخاطب واحد، ورنہ کلام فقیر بضرورت افتا محض جانب کلام من حیث ہو کلام معطوف اور خصوص متکلم سے نظر موصوف ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

پوری ذمہ داری، سچا ہے تو کذب الٰہی جائز رکھ کر اپنے اعتقاد پر دلیل تو قائم کرے۔ اور جب نہ قائم کر سکے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ زبانی استمالت بھی صرف خاطر داری عوام کے لئے تھی، آخر اس کا امام صراحۃً لکھ ہی چکا کہ چھپا چھپا کر خدا جھوٹ بول لے تو کچھ حرج نہیں اللّٰھم انی اعوذ بك من اضلال الشیٰطین: والعیاذ باللہ رب العٰلمین **قولہ** مگر بول سکتا ہے **اقول** انظر کیف یفترون علی اللہ الکذب وکفٰی بہ اثما مبینا **قولہ** بہشتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیجدے **اقول** قطع نظر اس سے کہ مومن مطیع کی تعذیب ہمارے ائمہ کرام ماتریدیۂ اعلام قدست اسرارھم کے نزدیک محال عقلی، مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت میں ہے امتناع تعذیب الطائع مذھبنا معشر الماتریدیۃ فانہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ وتعالٰی عقلا اھ ملخصًا اور امام نسفی وغیرہ[۱] بعض علمائے عفو کافر کو بھی عقلاً ناممکن جانا امام ابن الہمام مسایرہ میں فرماتے ہیں صاحب العمدۃ اختار ان العفو عن الکفر لایجوز عقلا اس قائل سے پوچھئے انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جنہوں نے کبھی طاعت کے سوا کچھ گناہ نہ کیا معاذ اللہ دوزخ میں جانا اور کافروں مشرکوں کا جنت میں آنا محال شرعی بھی جانتا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اپنے ایمان کی فکر کرے اور علما سے اپنا حکم پوچھ دیکھے۔ اور اگر ہاں تو ممتنع بالغیر ہوا، اور ممتنع بالغیر[۲] وہی جس کا وقوع ماننا کسی ممتنع بالذات کی طرف منجر ہو ورنہ لزوم ممکن سے استحالہ ممکن محض ناممکن اب وہ غیر کیا ہے یہی لزوم کذب باری عزوجل تو آپ ہی کی دلیل سے ثابت ہوا کہ کذب

---

[۱] طرفہ یہ کہ وہ ردالمحتار جس سے مدعیان جدید اس مسئلہ میں جہلا متمسک اس میں بھی یہی قول اختیار کیا اور اسی کو صحیح ومعتمد قرار دیا حیث قال لکنہ مبنی علی جواز العفو عن الشرك عقلا وعلیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد علمت ان الصحیح خلافہ فتنبہ اھ بہ کفی ان یم جوازہ عقلا ولا شرعا اور اسی طرف اسکے اخذ حلیہ کا کلام ناظر کما لایخفی علی من طالعہ بامعان النظر واللہ الموفق ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

[۲] فان قلت لم لایجوز ان یکون ھذا ایضا محالا لغیرہ وذالك الغیر المستحیل بالذات شیئا اخر قلت لم لایجوز ان یکون ھذا ھو ذالك الغیر المحال بالذات ولاجل معارضتہ معہ محالا بالغیر فان شئت باحتمال تشبثنا باخر وکنا مصیبین وکنت من الغالطین لانك مستدل بھذا الدلیل علی امکان الکذب اما مدعیا واما غاصبا فکیف یکفیك عسی ولعل ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

باری محال ذاتی ہے، اے ذی ہوش ورودنص کے سبب خلاف منصوص کو محال شرعی اسی لئے کہتے ہیں کہ اُس کا وقوع محال عقلی یعنی کذب الٰہی کو مستلزم ۔ شرح عقائد میں ہے لو وقع لزم کذب کلام اللّٰہ تعالیٰ وھو محال ۔ شرح فقہ اکبر میں ہے قال اللّٰہ تعالیٰ لایکلف اللّٰہ نفسًا الا وسعھا وعن ھذا النص ذھب المحققون ممن جوزہ عقلا من الاشاعرۃ الی امتناعہ سمعًا وان جاز عقلًا ای والالزم وقوع خلاف خبرہ سبحانہ سبحان اللّٰہ یہ تو عقل وفہم اور الٰہیات میں بحث کا دہم **قولہ** توکسی کا اجارہ نہیں **اقول** یوں تو تم اپنے امام کی طرف سے یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ اگر باری تعالےٰ اپنے آپ کو ناقص وملوث وعیبی بنالے توکسی کا اجارہ نہیں، اپنی ذات یا قدرت یا علم یا الوہیت کو فنا کردے، توکسی کا اجارہ نہیں، ظاہر ہے کہ ان محالات کے فرض پر بھی اُس پر کسی کا اجارہ ثابت نہ ہوگا، کہ بے علاقہ ملازمت معقول نہیں پھر اس نفی اجارہ سے ثبوت امکان کیونکر ہو، اور اگر یہ مقصود کہ ایسا کرے، توکچھ حرج نہیں، اور بے شک عرف میں یہ کلام اسی معنے کو مفید ہوتا ہے، تو محض غلط و باطل، اور اجماع امت و نصوص قاطعہ کے خلاف، بے شک کتنا بڑا حرج ہے کہ سارے جہان کا سچا مالک معاذ اللّٰہ جھوٹا ٹھہرے، جس کے استحالہ پر نصوص بے شمار سُنتے آئے، اور حلیہ کا کلام تازہ گزرا اور شرح عقائد وشرح فقہ اکبر کی آوازیں تو ابھی تمہارے کان میں گونجتی ہوں گی، مگر ہاں تمہارے نزدیک اللّٰہ عزوجل کے جھوٹے ہونے میں کیا حرج ہوتا، تمہارا امام تو صاف کہہ چکا کہ اُس پاک بے عیب میں دنیا بھر کے عیب آسکتے ہیں، پھر انہیں بہ علم اللّٰہ ایمان وحیا بخشے **قولہ** "اور یہی امکانِ کذب ہے" **اقول** محض تمہارا کذب ہے ہر ممتنع بالغیر محال بالذات کو مستلزم

لہ واقول ایضاً بلکہ او جاہل اگر یہ تیری دلیل جہالت تام ہو تو باری عزوجل کا معاذ اللّٰہ جہل بھی ممکن ٹھہرے کہ اُس نے بہشتیوں کے بہشت، دوزخیوں کے دوزخ جانے کی صرف ہم کو خبر ہی نہ دی بلکہ اُس کے علم میں بھی ایسا ہی ہے باایں ہمہ وہ خلاف پر قادر اس تقدیر پر اُس کا علم غلط پڑے گا اور یہی امکانِ جہل ہے تعالیٰ عن ذالک علوا کبیرا۔ ہاں اے جاہل! اب تو یا تو امکانِ جہل بھی مان یا امکانِ کذب پر ان جھوٹے شوشوں سے درگزر، اللّٰہ تعالےٰ ہدایت بخشے آمین ۱۲ منہ رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ

اور باوجود اس کے خود ممکن بالذات ہوتا ہے اُس کا امکان ذاتی، اُس محال بالذات کے امکان ذاتی کو مستلزم ہوتا محال بالذات، لِم یہ کہ ان میں استلزام ہی عارضی تھا، نہ ذاتی، ورنہ محال بالذات ہوتا نہ بالغیر، یوں تو لازم کہ باری تعالےٰ وتقدس واجب الوجود نہ رہے، یا تمام موجودات واجب بالذات ہو جائیں، وجہ ملازمت سُنیئے: زید آج موجود ہوا، اُس کا اس وقت وجود علم الٰہی سبحانہ وتعالےٰ میں تھا یا نہیں، اگر نہیں تو علم محیط باری جل وعلا منتفی ہوا، اور انتفائے علم کہ مقتضائے ذات ہے انتفائے مقتضی کو مقتضی، تو باری عز وجل معاذ اللہ معدوم ہوا، اور اگر تھا تو اس وقت اس کا عدم بھی ممکن ذاتی تھا یا نہیں، اگر نہیں تو زید واجب بالذات ہوا اور ہاں تو اُس کا اس وقت عدم کہ ممکن بالذات ہے، عدم علم اور عدم علم عدم عالم کو مستلزم تو تمہارے طور پر عدم ذات ممکن، تو باری جل وجلالہ واجب الوجود نہ ہوا۔ اب تو آپ کو اپنی جہالت پر یقین آیا واقعی تم بے چارے معذور ہو، کہ حقائق علوم ودقائق فہوم میں بے چاری گنگوہی تعلیم کا حصہ رکھا ہی نہ گیا، ذرا کلمات علماء پر نظر کیجئے، تو آپ کو اپنی دانش مندی پر یقین کامل آئے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں ان اللہ تعالیٰ لما اوجد العالم بقدرته واختیاره فعدمه ممکن فی نفسه مع انه یلزم من فرض وقوعه تخلف المعلول عن علته التامة وهو محال والحاصل ان الممکن لا یلزم من فرض وقوعه محال بالنظر الی ذاته واما بالنظر الی امر زائد علی نفسه فلا نسلم انه لا یستلزم المحال۔ شرح مقاصد میں فرماتے ہیں ان قیل ما علم اللہ او اخبر بوقوعه یلزم من فرض وقوعه محال وهو جهله او کذبه تعالیٰ عن ذالک وکلما یلزم من فرض وقوعه محال فهو محال ضرورة امتناع وجود الملزوم بدون اللازم فجوابه منع الکبریٰ وانما تصدق لو کان لزوم المحال لذاته اما لو کان لعارض کالعلم او الخبر فیما نحن فیه فلا لجواز ان یکون هو ممکنا فی نفسه ومنشؤ لزوم المحال هو ذالک العارض غرض استحالہ ناشیہ عن نفس الذات وعن خارج میں فرق نہ کرکے بعض نے استلزام عارضی میں بھی استحالہ لازم بالذات سے استحالہ ملزوم بالذات کا حکم نو کیا جس کا محققین نے یوں حل کر دیا، مگر ایسی جگہ امکان مستلزم سے امکان لازم مستحیل بالذات

بحکم آپ ہی کی عقل شریف کا حصۂ خاصہ تھا کہ اُس کے رد میں بھی علماء کا دہ حل کافی و دافی ہوا
سبحن اللہ ہیں اپنے علماء سے کیوں استناد کروں، آپ اپنے ہی امام کا قول نہ سُنیئے اسی مبحث
کذب والی یکروزی میں کیا کہتاہے، اگر مقصود این ست کہ وقوع مذکور بالفعل" (جیسے یہاں
اپنی بحث میں وقوع تعذیب مطیع و مغفرت کا فرض کیجئے) "مستلزم کذب ست پس آن مسلم
ست و کسے دعوے وقوع مذکور بالفعل نہ کردہ واگر مقصود این ست کہ امکانِ وقوع مذکور مستلزم
کذب نصی ست از نصوص قرآنیہ پس آن نص را تلاوت باید کرد تا واضح گردد کہ کدام نص بر نفی
امکان وجود مذکور دلالت میکند واگر مقصود این ست کہ امکان وجود مذکور مستلزم امکان کذب
ست پس ملازمت ممنوع ست زیرا کہ عدم وجود مذکور معلول صدق نص ست پس تحقق عدم مذکور
البتہ مستلزم تحقق امکانِ صدق نص مذکور ست و زوال عدم مذکور بالفعل مستلزم کذب ست
واما امکان زوال عدم مذکور پس مستلزم امکان زوال صدق نیست یعنی امکان وجود مذکور مستلزم
امکان کذب نیست چہ امکان زوال معلول مستلزم امکانِ زوال علت نیست والا لازم آید کہ
امکان زوال عقل اول مستلزم امکان زوال واجب باشد پس امکان زوال عقل اول ممتنع باشد
پس عقل اول واجب لذاتہ باشد حاصلش آنکہ تلازم درمیان علت و معلول در فعلیت وجود
وعدم ست نہ در امکان ذاتی والا لازم آید کہ واجب لذاتہ ممکن لذاتہ گردد چہ معلولات او ہمہ
ممکنات اند اھ ملخصاً۔ اگر اُس کی یہ تقریر پریشان طویل الذیل جس میں اُس نے خواہی نخواہی
ذراسی بات کو بکھیوں میں پھیلایا ہے، تمہاری مقدس سمجھ میں نہ آسکے، تو اُسی کا دوسرا بیان
مختصر سنو، اسی یکروزی میں لکھتاہے:" اگر مقصود این است کہ از وقوع ممکن ہیچگونہ محال
ناشی نمے گردد لا بالنظر الی ذاتہ ولا بالنظر الی الامور الخارجیۃ پس این مقدمہ ممنوع
ست چہ بریں تقدیر لازم مے آید کہ وجود ہر معدوم و عدم موجود محال باشد زیرا کہ مستلزم محال
ست یعنی کذب علم ازلی"۔ دیکھو باوجود امکانِ ملزوم لازم کو محال مانتاہے پھر تمہاری جہالت
کہ تعذیب مطیع و عفو کافر کے امکان سے امکان کذب پر استدلال کرتے ہو۔ غرض حق یہ ہے
کہ یہ نفیس استدلال کسی ایسے ہی مقدس آدمی کا کام ہے، جسے دیو جہالت کی بند و قید میں کبھی
علم و فہم کی ہوا نہ لگی ہو واللہ الہادی۔ خیر یہ تو وہ تھے جنہوں نے تقلید امام سے تجاوز نہ

فتویٰ گنگوہی کے تین کفریات تازہ

نہ کیا تھا، رہے امام عنید کے مرید رشید انہوں نے بے شک ہمت فرما کر وہ طرفہ ابکار افکار بدیعہ انظار فحول نظار کیں یعنے یہی جواز خلعت کی تقریر نازنین جس کے باعث اُن پر لزوم کفر کی تین (۳) وجہیں اور بڑھیں اولاً وہ وجہ ہائل کہ تمام معتقدانِ امام الطائفہ کو عموماً شامل یعنے یہ اُس کے قول مذکور وجمیع اقوال کفریہ میں مقلد اور بے شک جو کفریات میں تقلید کرے قطعاً لزوم کفر سے حصہ پائے ثانیاً ان حضرت نے جوازِ خلعت بمعنی کذب ائمۂ دین کی طرف نسبت کیا اور ہم بدلائل قاطعہ مبرہن کر آئے کہ وہ جس معنے پر خلف جائز فرماتے ہیں اُسے قطعاً جائز دنوعی بلکہ واقع ٹھہراتے ہیں تو ان حضرت نے مولیٰ سبحانہ و تعالےٰ کا کاذب بالفعل ہونا کہ قطعاً اجماعاً کفر خالص ہے، ایک جماعت ائمۂ دین کا مذہب جانا اور اُسے اس قدر ہلکا سمجھا کہ ائمہ اہل سنت کا اختلافی مسئلہ مانا اور اس پر طعن کو بے جا بتایا اور اس سے تعجب کارِ جہلا ٹھہرایا اور بے شک جو شخص کسی عقیدۂ کفر کو ایسا سمجھے خود کافر ہے، اعلام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے اعلام سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول اوصدق کلام اہل الاھواء او قال عندی کلامہم کلام معنوی او معناہ صحیح الخ فقیر نے اس مسئلہ کی قدرے تفصیل اپنے رسالہ مبارکہ مقامع الحدید علے خد المنطق الجدید میں ذکر کی والله الموفق ثالثاً الحمد لله کہ علمائے سنت ان نئے جہلا کی جہالت فاحشہ سے پاک نرالے اور اُن کے بہتانی خیالوں شیطانی ضلالوں پر سب سے پہلے تبرا کرنے والے مگر ان کی قوت واہمہ نے جو انہیں امام الطائفہ کے ترکہ میں ملی، آئمہ متقدمین میں کچھ علماء ایسے تراشے جو کذب الٰہی کے جواز و قوعی بلکہ وقوع بالفعل کے قائل ہوئے۔ تو وہ تراشیدہ علماء ساختہ ائمہ جن کا ان جہال کے وہم وخیال کے سوا کہیں وجود نہیں، قطعاً اجماعاً کافر مرتد تھے، اب انہوں نے اُن وہمی موجودوں یقینی مرتدوں کو کافر نہ جانا، بلکہ مشائخ دین و علمائے معتمدین مانا تو خود اُن پر کفر

؎ حل العلامۃ ابن حجر اهل الاهواء علی الذین نکفرهم ببدعتهم قلت وهو کما افاد لا یستقیم التخریج علے قول من اطلق الاکفار بکل بدعۃ فان الکلام فی الکفر المتفق علیہ فلیتنبہ ”مقامع الحدید علے خد المنطق الجدید“ من مصنفات المصنف رضی الله تعالیٰ عنہ

وارد ند او لازم آنے میں کیا کلام رہا کہ جو کسی منکر ضروریات دین کو کافر نہ کہے آپ کافر ہے امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہٗ شفا شریف میں فرماتے ہیں الاجماع علی کفر من لم یکفر احدا من النصاریٰ والیھود وکل من فارق دین المسلمین او وقف فی تکفیرھم او شک قال القاضی ابوبکر لان التوقیف والاجماع اتفقا علی کفرھم فمن وقف فی ذالک فقد کذب النص والتوقیف او شک فیه والتکذیب والشک فیه لا یقع الا من کافر، یعنی اجماع ہے اس کے کفر پر جو کسی نصرانی یہودی خواہ کسی ایسے شخص کو جو دین اسلام سے جدا ہو گیا کافر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے میں توقف کرے یا شک لائے امام قاضی ابوبکر باقلانی نے اس کی وجہ یہ فرمائی، کہ نصوص شرعیہ واجماع امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں۔ توجو ان کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص و شریعت کی تکذیب کرتا یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے ۔ اسی میں ہے یکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة الاسلام او وقف فیھم او شک او صحح مذھبھم وان اظھر الاسلام واعتقدہ و اعتقد ابطال کل مذھب سواہ فھو کافر باظھارہ ما اظھر من خلاف ذالک اھ ملخصاً یعنی کافر ہے جو کافر نہ کہے ان لوگوں کو کہ غیر ملت اسلام کا اعتقاد رکھتے ہیں یا ان کے کفر میں شک لائے یا ان کے مذہب کو ٹھیک بتائے اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور مذہب اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا سب مذہبوں کے بطلان کا اعتقاد ظاہر کرتا ہو۔ کہ اس نے بعض منکر ضروریات دین کو جبکہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف اظہار کر چکا۔ آپ کو یاد ہو کہ ان مدعیان جدید ناھتدی ورشید پر ایک سو بائیس کوڑے اوپر جوٹے اور ان کے امام کا وبال انہیں کب چھوٹے کہ آخر یہ اسی کے مقلد اور اس کے اقوال کے پورے معتقد معہذا اجب ضرب الغلام اھانة المولیٰ تو ضرب المولیٰ اھانة الغلام بدرجۂ اولیٰ بہر حال یہ پچھتر کوڑے جو امام الطائفہ پر تازے پڑے۔ ان کے حصے میں بھی یقیناً جڑے، ایک سو ستانوے ۱۹۷ ہوتے اور تین خاص ان کے دم پر سوار، تو اس مختصر رسالے موجز عجالے میں مدعیان جدید پر پورے دو سو کوڑوں کی کامل بوچھاڑ کذٰلک العذاب ولعذاب الاٰخرة اکبر لو کانوا یعلمون ہ

میں نے جس طرح اس رسالہ کا تاریخی نام سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح رکھا، یوہیں ان تازیانوں کا عدد درخواست کرتا ہے۔ کہ اس تاریخی لقب دو صد تازیانہ بر فرق جہول زمانہ رکھوں، بالجملہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ ایک مذہب علمائے دین پر یہ امام و مقتدی سب کے سب نہ ایک دو کفر بلکہ صدہا کفر سراپا کفر میں ڈوبے ہوئے ہیں وفی ذالک اقول ؎

فکفر فوق کفر فوق کفر ٭ کان الکفر من کثر ودقر

کماء أسن فی نتن دفر ٭ تتابع قطرہا من ثقب کفر

معاذ اللہ اس قدر ان کے خسار و بوار کو کیا کم ہے، اگرچہ ائمہ محققین و علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں اور یہی صواب ہے وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتوی وھو المذھب وعلیہ الاعتماد فیہ السلامۃ وفیہ السداد۔ امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی اعلام میں فرماتے ہیں انہ یصیر مرتدا علی قول جماعۃ وکفی بھذا خسارا وہ ایک جماعت علماء کے قول پر مرتد ہوگیا اور اس قدر خسران وزیان میں بس ہیں ٭ والعیاذ باللہ خیر الحافظین، پھر جبکہ ائمہ دین ان کے کفر میں مختلف ہوگئے، تو راہ یہ ہے کہ اگر اپنا بھلا چاہیں جلد از سر نو کلمۂ اسلام پڑھیں، اور اپنے مذہب نامہذب کی تکذیب صریح اور اُس کے ردّ و تقبیح کی صاف تصریح کریں، ورنہ بطور عادت کلمۂ شہادت کافی نہیں کہ یہ تو وہ اب بھی پڑھتے ہیں اور اسے اپنے مذہب کا ردّ نہیں سمجھتے، بحرالرائق میں بزازیہ و جامع الفصولین سے ہے لو اتی بالشہادتین علی وجہ العادۃ لم ینفعہ مالم یرجع عما قال، اور جس طرح اس مذہب خبیث کا اعلان کیا ہے ویسے ہی توبہ و رجوع کا صاف اعلان کریں کہ توبہ نہاں کی نہاں ہے اور عیاں کی عیاں، حضور پر نور سید یوم النشور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر، پوشیدہ کی پوشیدہ اور ظاہر کی ظاہر رواہ الامام احمد فی کتاب الزھد والطبرانی فی المعجم الکبیر بسند حسن علی اصولنا عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ اس سب کے بعد اپنی عورتوں سے تجدید نکاح کریں کہ کفر خلافی کا حکم یہی ہے، علامہ حسن شرنبلالی شرح وہبانیہ، پھر علامہ علائی

شرح تنویر میں فرماتے ہیں مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنی ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح پس اگر مولےٰ سبحانہٗ و تعالےٰ ہدایت فرمائے، اور اس کے کرم سے کچھ دور نہیں، یعنی یہ حضرات اپنے مذہب مردود سے باز آئیں، اور علانیہ رب العلمین کی طرف توبہ لائیں فاخوانکم فی الدین تمہارے دینی بھائی ہیں، ورنہ اہل سنت پر لازم کہ ان سے الگ ہو جائیں، ان کی صحبت کو آگ سمجھیں، ان کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں، اگر ناواقستہ پڑھ لی ہو اعادہ کرلیں، کہ نماز اعظم عبادات رب بے نیاز ہے اور تقدیم و امامت ایک اعلےٰ اعزاز اور فاسق مجاہر واجب التوہین نہ کہ بدعتی گمراہ فاسق فی الدین والعیاذ باللہ رب العلمین، فقیر غفراللہ تعالےٰ لہٗ نے ان مسائل کی قدرے تحقیق و تفصیل اپنے رسالہ النھی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید میں ذکر کی، علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں یکرہ تقدیم الفاسق کراھۃ تحریم وکذا المبتدع اھ ملخصًا یعنی فاسق و بد مذہب کی امامت مکروہ تحریمی قریب بحرام ہے، جس کے سبب نماز کا پھیرنا واجب، یہ ہے حکم و للہ الحکم والیہ ترجعون؛ والحمد للہ رب العالمین ۰

التماس ہدایت اساس: میں جانتا ہوں کہ فقیر کے اس رسالے پر حسب معمول سخن پروری، و بحکم دستور تعصب و خودسری، اگر بعض سلیم خاطرین شرمائیں گی قبول و انصاف کو کام فرمائیں گی۔ تو بہت عنادی طبیعتیں گرمائیں گی، جبلی نزاکتیں غصہ لائیں گی، جاہلی حمیتیں جوش دکھائیں گی، تعصبی حائتیں ہمت پہ آئیں گی حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم الکفیل یہ سب کچھ قبول، کھسیانا عاجزوں کا قدیمی معمول، مگر انما اعظکم بواحدۃ حق اسلام یاد دلا کر اتنا مامول، کہ چند ساعت کے لئے تعصب و نفسانیت کو راہ بتائیں مثنی وفرادی تنہا یا دو دو صاحب بیٹھ کر غور فرمائیں، اگر کلام خصم حق وصواب ہو، تو للہ حق سے کیوں اجتناب ہو، کیا قرآن نے نہ سنایا کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا سیذکر من یخشی ۰ ویتجنبھا الاشقی: اے میرے پیارے بھائیو! کلمۂ اسلام کے ہمراہیو! اگرچہ نفس امارہ، رہزن عیارہ، اور شیطان لعین، اس کا معین

ولہٰذا خطا کا اقرار آدمی کو ناگوار مگر واﷲ واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم کی آفت سخت شدید الیس منکم رجل رشید : خدارا ذرا انصاف کو کام فرماؤ ، خلق کا کیا پاس خالق سے شرماؤ ، کچھ دیکھا بھی ، کس پر امکانِ کذب کی تہمت دھرتے ہو ؟ کس پاک بے عیب میں عیب آنے کا احتمال کرتے ہو ؟ العظمۃ ﷲ . ارے وہ خدا ہے سب خوبیوں والا ، ہر عیب ونقصان سے پاک نرالا ، ذرا تو گریبان میں موںھ ڈالو ، جس نے زبان عطا فرمائی ، اس کے بارے میں تو زبان سنبھالو وائے بے انصافی ! تمہیں کوئی جھوٹا کہے تو آپے میں رہو ، اور ملکِ جبار واحد قہار کا جھوٹا ہونا ، یوں ممکن کہو ، یہ کون دیانت ہے . کیا انصاف ہے ؟ اس پر یہ قہر اصرار یہ بلا اعتساف ہے ، اے طائفۂ عائفہ ، اے قوم مفتون ! مانو تو ایک سہل تدبیر تمہیں بتاؤں ؟ میرا رسالہ تنہائی میں بیٹھ کر بغور دیکھو ، ان دو سو دلائل و اعتراضات کو ایک ایک کرکے انصاف سے پرکھو ! فرض کردم کہ دو سو میں استحالۂ کذب الٰہی پر صرف ایک دلیل اور تمہارے خیال اور تمہارے امام کے ہذیانی اقوال پر فقط ایک ایک اعتراض قاطع ہر قال وقیل باقی رہ گیا ، باقی سب سے تم نے جواب دے لیا ، تو جانِ برادر احقاقِ حق کو ایک دلیل کافی ، ابطال باطل کو ایک اعتراض وافی نہ کہ دلائل باہرہ ، اعتراضات قاہرہ صدہا سنو اور ایک نہ گنو ، دل میں جانتے جاؤ ، کہ دلائل باصواب اور اعتراض لاجواب ، مگر ماننے کی قسم توبہ کی آن بلکہ اُلٹے تائید باطل کی فکرسامان ، یہ تو حق پرستی نہ ہوئی بادبدستی ہوئی ، نشہ تعصب میں سیاہ مستی ہوئی ، پھر قیامت تو نہ آئے گی ، حساب تو نہ ہوگا ، خدا کے حضور سوال وجواب تو نہ ہوگا ، اے رب میرے ہدایت فرما ، اور ان بھیلی آنکھوں کو کچھ تو شرما ے

می توانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول ، اے کہ دُر ساختہ قطرۂ بارانی را

اور یہیں سے ظاہر کہ جو صاحب قصدِ جواب کی ہمت رکھیں ، ایک ایک دلیل ایک ایک اعتراض کا تفصیلی جواب سمجھ کر لکھیں ، یہ نہ ہو کہ ابقائے مشیخیت رفع ندامت . فریب عوام جواب کے نام کو کہیں کچھ اعتراض باقی سے اعراض ، یہ کلام خصم کا رد نہ کرے گا . اُلٹا تمہیں پر صاعقہ بن کر گرے گا . کہ جب حجت خصم مٹا نہ سکے ، مذہب سے اعتراض ہٹا نہ سکے ، تو ناحق تکلیف خامہ اٹھائی ، مصیبت سیاہی نامہ اٹھائی ، اپنے ہی عجز کا اظہار کیا ، بطلان مذہب کا

اقرار کیا، للہ کچھ دیر تو حق و انصاف کی قدر سمجھو، زنجیر تعصب کی قید سے سلجھو، خار زار تکبر میں اتنا نہ اُلجھو، افسوس کہ حق کا چاند جلوہ نما، اور تمہارے نصیب کی وہی کالی گھٹا، ہما ئے ہمایوں سایہ افگن، اور تمہارا تاج وہی بال زغن، اے سچے خدا سچ سے موصوف، جھوٹ سے نرالے سچے رسول پر سچی کتاب اتارنے والے، اپنے سچے حبیب کی سچی وجاہت کا صدقہ، اُمت مصطفےٰ کو سچی ہدایت عنایت فرما صلے اللہ تعالیٰ علے حبیب وسلم وعلے اٰلہ وصحبہ وشرف وکرم ما نجی الصادق وھلك الکاذب ونھی الصدق عن تعاطی الکواذب قولك الحق ووعدك الصدق ولك الحمد والیك المصیر انك علے کل شیٔ قدیر وصلے اللہ تعالیٰ علے سید الصادقین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین اٰمین اٰلہ الحق اٰمین

الحمد للہ کہ یہ مبارک رسالہ موجزہ عجالہ باوجود کثرت اشغالِ تحریر مسائل وترتیب رسائل تیرہ دن کے متفرق جلسوں میں مسودہ، اور تیئیس دن میں صاف ومبیضہ ہوکر دوازدہم ماہ مبارک وفاخر شہر ربیع الآخر روز ہمایوں جمعہ ۱۳۰۷ھ علے صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ کو بہمہ وجوہ بدر سمائے تمام وشمع بزم ہدایت اتمام ہوا۔

للہ الحمد والمنہ کہ آج اس مبارک رسالے سنت قبالے رنگ صدق جمانے والے زنگ کذب گمانے والے سے علوم دینیہ میں تصانیف فقیر نے سو کا عدد کامل پایا والحمد للہ وھّاب العطایا۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم ؛ والحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علے سید المرسلین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین سبحٰن ربك رب العزۃ عما یصفون ، وسلام علے المرسلین : والحمد للہ رب العٰلمین تمت وبالخیر عمت بعون من قال وقولہ الحق تمت کلمت ربك صدقا وعدلا ط لا مبدل لکلمتہ ج وھو السمیع العلیم ، الحمد للہ الذی بنعمتہ وجلالہ تتم الصالحات والصلاۃ والسلام علے سیدنا ومولانا محمد سید الکائنات واٰلہ وصحبہ وامتہ وحزبہ اجمعین والحمد للہ رب العٰلمین ٥

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ النبی الامی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۲۹۴ھ
عبد المصطفےٰ احمد رضا خاں

تحریر جناب مولٰنا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ من ربنا القادر القدیر بر رسالہ مبارکہ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح، فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ لہ جمادی الاول ۱۳۰۸ھ میں بریلی میں وارد ہوا، اور اس مبارک رسالہ کے دیکھنے کا اتفاق پڑا چونکہ مدت دراز کے بعد یہاں آنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور ملاقات احباب اور نیز مشورۂ امر دینی کے سبب جلد کلاء سے کرنا تھا اس قدر کم فرصتی ہوئی، کہ معمولی وظائف جو کبھی سفر و حضر میں ترک نہیں ہوتے تھے ان چار روز میں وہ بھی پورے نہ ہو سکے۔ اس کشاکش میں اس رسالہ سلالہ کو نفیر بالاستیعاب کیا کچھ حصہ معتد بہا بھی نہ دیکھ سکا، مگر ابتدا اور درمیان اور انتہا سے جو دیکھا، تو مسئلۂ امکانِ کذب باری تعالیٰ کا رد پایا، اور اس کو آنکھوں سے لگایا الحمد للہ تعالیٰ حمداً کثیراً کہ اس کے مؤلف علامہ فہامہ نے جو ایک علم اور فضل کے خاندان سے عمدۃ الخلف وبقیۃ السلف ہیں اس بارے میں بھی اپنے عزیز اوقات کو جو ہمیشہ کار خیر اشاعت علوم دینیہ میں مصروف ہیں صرف فرمایا جزاہ اللہ الشکور عنی وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء واوصلہ الیٰ غایۃ ما یحب ویرضی اللّٰھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم، وصلے اللہ تعالیٰ علے خیر خلقہ مظہر لطفہ واحسانہ سیدنا محمد وعترتہ اجمعین: اللّٰھم ارحمنا معھم برحمتک یا ارحم الراحمین

۱۵ جمادی اول روز روانگی وطن یہ چند حروف لکھے گئے واللہ ھو المسیر للصعاب۔

---

(۲)

۷۸۹
۹۲

مزق تلبیس ادعائے تقدیس

۱۳ ھ ۹
سنہ

دیوبندیوں کے رسالہ تقدیس القدیر کی جہالتوں ضلالتوں کی فہرست



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ اولی الفضل والجاہ

فقیر سید عبدالکریم[1] قادری غفرلہٗ برادرانِ دین ومصدقان کلام رب العٰلمین کو گردن زنی بدعت وبطالت وتکبر تسکنی اہل ضلالت کا مژدہ تازہ سناتا اور قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذٰلک فلیفرحوا کے جلوۂ بکر کا منتظر بناتا ہے، حضرت عالم محقق فاضل مدقق حامی السنن ماحی الفتن فخر الاکابر وارث العلم کابرا عن کابر، استاذ استاذی وملاذ ملاذی بالمحمد[2] والرضا ایدہ اللہ وبالنقی[3] والعلی ایدہ اللہ نے یہ رسالہ رابعہ دجالہ بارعہ بجعل وقوت اللہ الصمد مطابق عدد اسم پاک احد صرف تیرہ روز میں تصنیف فرمایا، اور دوازدہم ربیع الآخر شریف ۱۳۰۱ھ کو ماہِ تمام سمائے اتمام

---

[1] یعنی مولوی حاجی حافظ سید محمد عبدالکریم صاحب قادری محشی رسالہ مستطابہ رحمہم اللہ تعالیٰ ۱۲ [2] اشارہ بنام نامی حضرت مصنف علام رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا الی یوم القیام ۱۲ [3] ایہام باسم اقدس حضرت افضل المحققین اشل المدققین بقیۃ السلف حجۃ الخلف اعلیحضرت جناب مستطاب مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب محمدی سنی حنفی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وجعل اعلیٰ غرف الجنان مثواہ والد ماجد حضرت مصنف علام رضی اللہ عنہم الی یوم القیام ۱۲

بنایا ازانجا کہ رسالہ حقیقۃً ایک فتوٰیؒ تھا کہ بجواب سوال مولٰنا مداح مکمل ہوا، لہٰذا میرٹھ میں اُن کے پاس مرسل ہوا، اس کے بعد بھی مدت تک براہین دیگر وزی کے سوا جنہیں اس رسالہ میں برا تھیں دن روزی ہوا، نہ کوئی تحریر مخالف یہاں آئی، نہ تبدیلِ بحثؔ کی خبر پائی، مداح ممدوح نے بنظر نفع ہر بزرگ و خورد ع کہ حلوا بہ تنہا نبایست خورد ، طبع رسالہ میں کلفت سعی سہی، کہ بوجہ عوائق ناکام رہی، سوا برس بعد وہ نافع برایا باستدعائے طبع واپس آیا، ذیقعدہ ۱۳۰۸ھ سے انوار محمدی میں چھپنا شروع ہوا۔ انوار محمدی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا چاند طلوع ہوا۔ ادھر بذریعۂ بعض احباب سلمہم الوہاب رسالہ تلبیس الکبیر بغلط مسمی تقدیس القدیر نام زنگی کافور کی سچی تصویر زیر نظر انور حضرت مولٰنا آیا، بنگاہِ اولین ارشاد فرمایا، یہ متہافت تحریر متناقض تقریر بشدت اضطراب و تقلّب و انقلاب، آپ ہی اپنا ردّ و جواب اور باکثارِ مکابرات و انکارِ بدیہات و کمالِ سفاہات و جمالِ بلاہات کیا لائق توجہ و قابلِ خطاب حضرت مولٰنا نے ساعت واحدہ میں اس رسالہ عجیبہ کے کمالات غریبہ وہ ظاہر فرمائے، جن کے مشاہدہ دل نے یقین دلائے کہ مؤلف صاحب دمِ تحریر کاذب ہوش سے دُور تھے یا نشہ میں چور یا ہوائے انبہٹہؔ کے زور میں معذور یا ماموںؔ الٰہ بخش گنگوہی کے منظور ایک سہل سی بات یہی کافی اثبات وکاشفِ حالات کہ ذی ہوش بے چارے گھبراہٹ مارے ہیبت اہل حق سے گورکنارے صفحہ ۵۴ پر یوں انکھی پکارے، کہ جس کے امکان میں یہاں گفتگو ہے یہ کذب ہرگز نہیں اور صفحہ ۷۷ پر یوں تصریح مبین کہ سینوہم پر ناحق نزغہ ہے، کذب باری کو ممکن ہی کون کہتا ہے۔ چلیئے

[illegible]

لہ مسائل نزاعیۂ وہابیہ کے متعلق حضرت مولٰنا رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر فتاوے ایسی ہی مبسوط و حافل ہیں کہ بجائے خود رسالہ مستقل ہیں ۱۲ ؎۲ یعنی یہی تخصیص حادث لفظی حادث ۱۲ ؎۳ سرزمین انبہٹہ حماقت میں مشہور وضرب المثل ہے خود بنت کا فقیر کہ ان کا ہم مشرب ہے اپنے ایک مسدس میں یوں مظہر غضب ہے :-
یہی بس ہے کہ وطن آپ کا انبہٹا ہے ۱۲ ؎۴ یہ شخص جہال گنگوہ و دیوبند کے زعم میں مثل شیخ سدد و زین خاں ارواح موذیہ سے ہے وہاں کے لوگ اس کی بیٹھکیں دیتے اور خوشش آمد کے مارے ماموں کہتے ہیں، پھر بھی اس ماموں کی نظر سے مامون نہیں ۱۲

نیم جھانولی میں سب گاڈ خورد سارا دفتر ہی دریا برد سے

نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے ٭ پسینہ پوچھئے اپنی جبیں سے

انصاف کیجئے ایسے زبون ناتوان عاجز پریشان سراسیمہ وحیران ترس کے مستحق یا حملۂ شیرانہ ونعرۂ دلیرانہ سے قتل کے لائق، پھر لطف یہ کہ خود اسی رسالہ میں انہیں لفظوں کے جابجا مُتعلِق، کہ ان کے نزدیک کذب باری ممکن صفحہ ۷: سائل نے سوال کیا کذب الباری کیسا ہے؟ بعض کملا (یعنی میاں رشید) نے فرمایا موجود بالامکان صفحہ ۳۱ ارہا قول آپ[ا] کا امکان کذب باری تعالٰے بالاجماع محال ہے، اس میں کس کو کلام ہے، گفتگو بالغیر و بالذات میں ہے، دیکھیئے امتناع بالغیر میں امکان ذاتی کذب باری انہیں لفظوں کی تصریح وافی، نیز مبلغ علم دیکھنے کو دیگ حضرات کا یہی چاول کافی، جن عزیزوں کو اتنی تمیز نہ ہو کہ امکانِ کذب محال مان کر کذب محال بالغیر جاننا کھلا قول بالمتناقضین وہ مقدس صورتیں کیا قابل کلام وخطاب عقلا ہیں، پھر یہ تقدسیا تو ادنیٰ درجہ کی اس سے اونچی چوٹی کی رسالہ شریفہ میں جابجا مرثیہ خواں دانش والا ہیں سے

زفرق تابقدم ہر کجا کہ ـــ مے نگرم ٭ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

ستم وقاحت یہ کہ سر سے پاؤں تک سارا رسالہ اس تازہ عجوبہ نوخیز کا پالا کہ کلام نفسی میں ہم بھی کذب محال بالذات جانتے ہیں حالانکہ کل تک کلام یقیناً عام طرّہ یہ کہ اب بھی عام ملتے ہیں۔ اس رسالہ میں بخوفِ اہل حق استحالۂ ذاتی کذب نفسی کے بے شمار اقرار، اور پردہ اٹھا کر دیکھیئے تو وہی مینا بازار جو دلیل جلوہ دکھاتی آئی نفسی ہی میں امکان سناتی آئی، مذہب حق پر جو اعتراض ڈھلا نفسی ہی میں امتناع رد کر چلا، مزہ یہ کہ براہ تقیہ کہتے یوں جائیں کہ کذب لفظی ممتنع بالغیر اور ایک نہیں، دس نہیں، بیسیوں جگہ صاف جھلک دکھا جائیں کہ وہ بھی بخیر سے

عیار ہو طرار ہو جو آج ہو تم ہو ٭ بندے ہو مگر خوف خدا کا نہیں رکھتے

ف لطف یہ کہ اصل مجیب ادعائے مذہب سے بے خبری اور پھر گری بھی ف دیوبندی کی کمال جہالت

ف دیوبندی کمال بے حیائی

[ا] یعنی مصنف رسالہ تنزیہ الرحمٰن جس کے جواب کا نام یہ رسالہ تلبیس مسمّٰے بہ تقدیس سیاہ کیا گیا ۱۲

قسمت کی بدی قسمت میں بدی کہ جا بیجا اپنی موت اپنے ہی مُوتھ لکھ دی، سبحن السبوح میں حاجت[۱] اقامت دلائل ہوئی تھی، کہ مجوزان خلف کا مذہب جواز وقوعی تو اُن کے کلام میں خلف بمعنی کذب بے کرا ُسے سند بنانا، اور اُس پر طعن بے جا بتانا رشید وخلیل پر لزوم کفر آنا، اب حضرات نے سب وقت اٹھا دی۔ صفحہ ۱۲[۲] پر قول مجوزین میں خلف نوع کذب بتا کر صفحہ ۲۴ پر تصریح فرمادی کہ "بعض (یعنی مجوزان خلف) جواز وقوعی کا اثبات کرتے ہیں"۔ اور صفحہ ۸۰[۳] پر شرح مقاصد سے اس مقصد پر سند بھی سنادی، غرض کفر ضلیل رشید وخلیل کی نیو جمادی پردہ حمایت میں اچھی سزادی، سچ ہے ؎

اگر خصم جاں تو عاقل بود ٭ بہ از دوستداری کہ پاگل بود

مگر قیامت ادا دل چھیننے والی یہی صفحہ ۲۴ کی نئی نرالی کہ "خلف وعید میں دو احتمال مقدوریت وجواز وقوعی جواز وقوعی کا بعض اثبات کرتے ہیں پس سند زید (یعنی رشید وخلیل) کی مقدوریت ہے نہ جواز واقعی"۔ کیا کہنا ہے اس آپ کی پس کا، جھٹ نقیض کو نقیض پر دے پٹکا، بیان تو یہ کہ زید بیچارے کا جس قول سے استناد، اس میں جواز وقوعی مراد، اور اُس پر یہ پھڑکتی چمکتی تفریع نازنین کہ پس سند زید کی جواز وقوعی نہیں، سچ ہے آدمی میں ہے کیا حواس ہی تو ہیں، سارا رسالہ ایسی ہی سفاہتوں بلاہتوں سے جوش زن، رسالہ نہ کہئے بلاد بلادت کی منچلی پلٹن تناقض وہ نہیں کہ گنتی میں آئیں، ہزار ہزار جگہ فرمائیں شرمائیں، آپ ہی ٹھنڈے ہوں، آپ ہی گرمائیں پھر یہ نہیں کہ تناقض کرکے اُسی پر جم جائیں، نہیں موقعہ پائیں تو اُس سے بھی رم جائیں ؎

تناقض کے پیچھے تعارض کا شور ٭ تعارض کی دُم میں تناقض کی ڈور

---

[۱] دیکھو صفحہ ۶۹ تا ۷۴، وصفحہ ۷۹ و ۸۰ ٭ [۲] عبارت صفحہ ۱۲ یہ ہے "کذب جنس اور خلف وعید ایک نوع اس کی ہے پس جواز جنس جواز ہوگا اور یہ میزان منطق دان بھی جانتا ہے کہ ثبوت نوع سے ثبوت جنس واجب کیا پہلے علمائے متکلمین کو کوئی گمان کرسکتا ہے کہ نوع کے وجود کے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل ہوں پس بدیہی ہے کہ وہ لوگ جواز کذب کے قائل اور یہ وہی مضمون ہے کہ براہین میں تحریر فرمایا [۳] وہاں فرماتے ہیں قولہ (یعنی قول امام تفتازانی) والمذھب جواز الخلف فی الوعید بان لا یقع العذاب صریح دال ہے ورنہ قید بان لا یقع کی کیا ضرورت تھی"

ہاں گنگوہ کی فوج میں تمنا کہاں، گنگا کی موج میں جمنا کہاں افترا کی شدت وہ گندہ بہار کہ ایک ایک سطر میں چار چار کی بوچھار، مانا کہ تنزیہ الرحمٰن پہ افترا سہی کہ ائمہ ذیشان پہ افترا یہ کیسا ظلم کہ قرآن پہ افترا، ملک جبار دیان پہ افترا نہ اختلافی ہی مسائل میں اجماع کے دعوے کہ اختلافی نزاکتوں میں اس ادعا کے جلوے، تحکم کا وہ جوش کہ ایک ہی قاعدہ خود وضع فرمائیں، جب خصم کا داؤں آئے آنکھیں دکھائیں، خود محض مضر کو سند بنائیں، مفید خصم کو نامفید بتائیں تحریف کی حرفت، وہ حرافہ خصلت کہ جس کتاب کا جواب، اُسی کی عبارت میں قطع برید کا داب کج فہمی اور آپ کیا سمجھے کیسی کج فہمی، ایں نہ آں باشد کہ تو می فہمی، وہ کج فہمی کہ بقوت وہمی کہئے کہ وہ تو سئیں گنگوہ، سئیں گنگوہ تو سمجھیں اندوہ سمجھیں، اندوہ تو کہیں انبوہ کہیں، انبوہ تو لکھیں کنبوہ لکھیں کنبوہ تو پڑھیں کنکوا، پڑھیں کنکوا تو یاد کوا، میرے قلم سے حاشا وکلا کوئی کلمہ ہنسی سے نہ نکلا، ایک ایک بات دلیل سے کہی ثابت ہو جائے جب تو سہی، بعنایت الٰہی نہ اپنا کہا سمجھیں نہ خصم کا لکھا نہ اپنی دلیل نہ خصم کا مدعا، نہ اپنے امام بے چارے کا کلام، اور بحث الٰہیات کا شوق مدام، اس قطع مبارک پہ علاقہ بندی کام، یہ صورت اور اتنے جھنگے وام ؎

ترا کہ گفت کہ اے نازنیں زیرہ دہ بر آ ✤ بغمزہ بر صفِ مردانِ شیر افگن زن

اور شوخی و عیاری تو رگ رگ میں ساری، کہکہ بدل جائیں، مچل کر چل جائیں، دقت پر تسبول، موقع پر عدول، کہیں دلیل میں پیوند لگا گئے، کہیں دعوے میں رفو فرما گئے، بات بنانے کو بدیہیات سے مکر گئے، موت ابن پڑا تو چوکڑی بھر گئے، جو ڈھتی دیکھی اس سے آنکھیں بند، ایک ایک فن میں سو سو فند، اعتراض خصم سے طرز جواب نرالی، عجائب انوکھی، لاجواب صاف اعتراض قبول فرمائیں، قبول صریح کو جواب ٹھہرائیں جوش مکابرہ گذارش ہو چکا کہ مطلب کا پہیا جب دلدل میں رُکا، انکار بدیہیات کے ہاں چڑھے، عقل کے بیل فی الحال بڑھے کفریات کا جوشش غارت گرِ ہوش، ایک ایک قول میں دس دس کفر، قطار در قطار کجمالۃ صفر صریح گستاخیوں سے نہ چھوڑا قرآن کو، نہ جبار قہار شدید السلطان کو، نہ عرب کے چاند ملک دیان

؎ معذرت بعض کلمات ظرافت۔ مسلمانو حضرات کا یہ ظلم شدید قابل دید صاحب تنزیہ پہ اتنی بات غصہ دبانی علی

ف دیوبندی تناقضوں کی کثرت
ف دیوبندی افتراؤں کا جوش اللہ و رسول پر بھی افترا
ف دیوبندی ہٹ دھرمی
ف دیوبندی تحریفات
ف دیوبندی شدید وحشی کج فہمیاں
ف دیوبندی شوخیاں عیاریاں
ف دیوبندی مکابرے
ف دیوبندی کفریات

کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ علیے کہ صحیح عبد کہ ذکر ہو چکا ہے تو مجموعہ شرح [illegible]
مثل عزیز و عقل و تمیز و دین و دیانت و صدق و ضیائت . سب سے بھی بڑھ کر تھی [illegible]
تو خوب ہی ہی۔ اگر نہ خوف ضلالت بے زیاں ہوتا . تو نیسوں سے کوئی [illegible]
میری وہ نفسی پر غصہ نہ کیجئے . جو کچھ کہنا ہے . ایک ایک حرف کا ثبوت دے لیجئے . [illegible]
ہاں وہ جلد ثانی سبحٰن السبوح میں رد ثانی تقدیس منورہ ہے جس کے بحمد اللہ [illegible]
جلد کام میں آپ صاحبوں کو مژدہ رسا . اس میں یکم ان حضرت [illegible] کے [illegible]
سے ثبوت دیا ہے کہ اب تک کلام [illegible] رہا ہے . تخصیص حادث لفظی [illegible] پڑے برقول
مردہ کی واشت دوم بدلائل ساطعہ ثابت کیا ہے کہ اب بھی حضرت کا وہی مذہب ہے سوم بحجج نیرہ
اثبات و اظہار کہ امتناع بالغیر بھی نہیں مانتے ان کے مذہب پر لفظی و نفسی دونوں [illegible] کذب
باری . نہ صرف ممکن ذاتی بلکہ وقوعی بلکہ واقع بلکہ دائم بلکہ واجب قطعی [illegible]
کاذب چہارم واضح کیا ہے کہ ان کے مذہب پر کذب لفظی کا وقوع . وقوع کذب نفسی کو مستلزم
ہونا ممنوع . دعوے استلزام بمغالطہ عوام . نری عیاری . ثبوت سے عاری پنجم [illegible] کے

(بقیہ صفحہ ۱۰۲) میں فرماتے ہیں کہ تقریظ مولوی عبداللہ صاحب کی کیوں چھاپی جس میں رشید احمد [illegible]
ان دو لفظوں پر کہ تعلیٰ حق سے جامے سے باہر ہو کر دیا؟ اس کے جواب میں اس طرف سے جو کچھ [illegible]
کھا کر صبر کیا، لعدا اپنی یہ حالت کہ معاذ اللہ اس سے سخت تر باتیں خود حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان
ارفع و اعلیٰ میں لکھیں، جلد دوم بعونہ تعالیٰ چھپنے دیجئے ان شاء اللہ العزیز عنقریب اس رشد ربانی کی قلعی کھل جاتی ہے ہاں
کی کہئے تو ہم کو یہ کہنا زیبا تھا کہ جس فرقۂ بے باک طائفۂ ناپاک نے ہمارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیں ہم
اس کی نسبت جو لکھتے بجا تھا، مگر ہم نے صبر جمیل کیا، صرف بعض کلمات لطف خیز، ظرافت آمیز سے کام لیا، حضرت
اگر انصاف فرمائیں، اپنے گریبان میں منہ ڈال کر شرمائیں، ہمارے کلمات پر غصہ نہ لائیں کہ محض لطیفہ و ظریف ہیں
نہ معاذ اللہ تمہاری طرح دشنام سخیف، پھر العزۃ للہ فرق مراتب تو دیکھئے کہاں ان کے گھر کا کوئی رشید و خلیل کہاں
ملک جبار کا رسول جلیل، پھر رسول بھی کون رسولوں کی جان نبیوں کا ایمان صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بارک و مجد و شرف
وکرم . نسأل اللہ العفو والعافیۃ آمین ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عہ باقی مصدری ۱۲

اقراروں سے ثبوت دیا ہے کہ کذب لفظی محال ہو یا ممکن مگر ان کے طور پر کلام اللہ نفسی کا صدق ہر طرح ناممکن ششم چالیس دلیلوں سے اس نزاکت تازہ کا ردِ مبین کہ معانی قائم بنفس باری نہیں ہفتم اکیس حجتوں سے اس زعم شنیع کا ابطال متین کہ صدق و کذب لفظی کا نفسی پر مدار نہیں سارے رسالۂ حضرات کا بنائے خرافات یہی دو مقدمے تھے کہ اکسٹھ دلیلوں سے اٹ سٹ ہوئے ہشتم بینات مبینہ سے مبین کیا کہ امکان کذب لفظی مان کر نفسی میں استحالہ محال، نہم بینات بینہ سے مبین کیا کہ امتناع کذب نفسی جان کر لفظی میں امکان کی کیا مجال[1] - دہم امکان پر ان صاحبوں نے جو نئی برہان دی، خلیلی رشیدی قدیمی جدیدی، ایک ایک پر اتنے تازیانے جڑے کہ محاسب کو گننے مشکل پڑے یازدہم ابکارِ افکار سرکار پر کار مذہب حق پر جو اعتراض لے کر آئیں، ان کی صد فہمائے سوال قطرات زلال رد و ابطال سے چھلکتی لوٹائیں دوازدہم ان حضرات نے بکمال حیا امکان پر جو ادعائے اتفاق کیا، اس کی وہ گت بنائی کہ رد رد دیا۔ سیزدہم پھر خود استحالۂ ذاتی کذب لفظی پر اجماع بتایا اور اسے قاہر تقریروں ناہر تنویروں سے ظاہر کر دکھایا چاردہم خاص امتناع ذاتی کذب لفظی پر بکثرت دلائل ساطعہ دیئے اور اجماعی

(تنبیہ ضروری)

[1] تنبیہ تنبیہ تنبیہ۔ ہاں ہاں، جس نے جانا، اس نے جانا، اور جس نے نہ جانا وہ اب جانے کہ بیانات یکم و دوم و ششم و ہفتم و ہشتم و نہم خاص اس امر واضح کے ایضاح کو ہیں کہ ان حضرات کی یہ نئی فیشن کی ڈھال (کہ فلاں نص یا دلیل یا تقریر کلام نفسی سے متعلق ہے اس میں ہمیں بھی نزاع نہیں، نزاع کلام لفظی حادث میں ہے اس میں یہ بیان جاری نہیں) محض مکڑی کا جال اور ان اوھن البیوت لبیت العنکبوت کی پوری مثال ہے اولاً محض جھوٹ کہ کلام کلام نفسی میں نہیں قطعاً اسی میں کلام تھا اور اسی میں ہے ثانیاً نرا مکابرہ کہ یہ بیان کلام لفظی میں جاری نہیں حاشا بلکہ جو کچھ نفسی میں جاری قطعاً یقیناً بے دقت و دشواری لفظی میں بھی جاری انہیں امور کا ثبوت روشن دندان شکن اس سطوت قاہرہ و شوکت باہرہ سے ان بیانات جلد دوم میں لامع ہوا ہے جس کی تابش خداداد کے حضور خفاشانِ بے نور کی آنکھیں چندھیائیں گی، پُر غرور گردنیں زانو تک جھک جائیں گی ان شاء اللہ تعالیٰ ہر موافق و مخالف پر کھل جائے گا کہ یہ عیار مکار کتنے پانی میں تھے فانتظروا انی معکم من المنتظرین ولتعلمن نباہ بعد حین ان شاء اللہ رب العلمین ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحقیقی التامی تین قسموں پر منقسم کئے پانز دہم ہر جگہ تحقیقات جلیلہ و تدقیقات جمیلہ و افادات عالیہ و ارشادات غالیہ کا وفورِ نور و وفورِ نور ایسا نہیں کہ بیان میں سما سکے یا سُننے سے اُس کا لطف آسکے ع ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نچشی ۔ بالجملہ بحول وقوت باری دعوٰے کیا جاتا ہے کہ طوائف وہابیہ خصوصاً طائفہ مکذبہ کے ردمبین میں اس رنگ کی کتاب نفیس لاجواب دوسری نظر نہ آئے گی، مگر آئینے یا چشم دوربین میں ع گر مثل توہست ہم تو باشی ۔ اللہ اللہ جو بیان اٹھانا نہایت کو پہنچانا، جو نعرہ ہو جگر گداز، جو حملہ ہو کوہ انداز، مخالف بے چارے کی وہ حالت کرنی جیسے شیر ژیان کے حضور ہاری ہرنی نہ شاخ و ناب کہ سامنا کرے نہ توان و تاب کہ چوکڑی بھرے ؎

رحم اُس ساعدِ نازک پہ جسے اُسکے نصیب ۔ لائے ہوں پنجۂ مرداں میں لچکنے کے لئے

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم : والحمد للہ رب العٰلمین ۔

قصد یہ تھا کہ ردّ نفیس رسالۂ تقدیس سبحٰن السبوح کا ذیل نافع اور اُسی کے ساتھ چھپ کر شائع ہو، جب بحرِ زخارِ قلم موج خیز ہوا، اور ابرِ دریا بار قدم گہر ریز رسالہ پندرہ جز سے تجاوز کر چلا، اور ہنوز لہر کو بس کا حکم نہ ملا، نہ ابرِ محیط برس کر کھلا، اُدھر طالبانِ حق و محبانِ اسلام، خواص و عوام و علمائے کرام سبحٰن السبوح کے مشتاقِ قدوم، نزدیک و دور سے تقاضوں کی دھوم، لہٰذا رائے یہ ہوئی کہ اس رسالہ کو جلد اول کیجئے، اور جلد دوم کا مژدہ دیجئے، الٰہی جلد انتظار کو اذن رفع دے، اور دونوں جلد سے مومنین کو نفع آمین آمین الٰہ العٰلمین : وصلے اللہ تعالےٰ علے سید المرسلین محمد و آلہ وصحبہ اجمعین ۔

التماس آخرین بخدمت مخالفین

حضرات اگر جواب جلد اول کی جلد ہمت فرمائیں، مکابرات تقدیس کو رخصت فرمائیں، تخصیص

لہ تنبیہ حضرات کی طرز جواب و نہایت سعی مع اشارۂ رد حاشیۂ سابقہ میں عرض ہو چکی احسانات الٰہیہ سے یہ کہ باآنکہ تصنیف سبحٰن السبوح بلکہ مدتوں اُس کے بعد تک حضرات کی اس تخصیص محدث (باقی صہ ۱۱۶ پر)

حادث سے رجعت فرمائیں، ملت ہوش سے ملت فرمائیں، شیر شرزہ سے شکار چھینتے ڈریں، پارہ شدہ نزاکتیں پھر نہ پیش کریں، ورنہ کیا لطف ہوا کہ آپ نے محنت بھی جھیلی، خرچ بھی کیا، اور مضمون وہی کہ جلد دوم میں قتل ہو لیا، مانا کہ تقدیس بے چاری اکیلی نہ رہی، اس کی دوسری بہن تلبیس بھی سہی، جب بعون المولی سبحانہ وتعالیٰ یہ اسد اغبر گونجتا آئے گا، جب اس کا نعرہ جگر سے ہلائے گا، یک گز و دو فاختہ کا مضمون دکھائے گا، اب ایک شکار ہے جب دو پائے گا، یا ابناء الابہتہ یا اہل الگنگوہ اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ انشاء اللہ جلد دوم کا عہد بھی جلد آتا ہے، بچھڑے شیر کو دیر ہی کیا ہے، آگاہ کر دینا ہمارا کام آگے تم جانو تمہارا کام ۔

ومن انذر فقد اعذر والحمد للہ العلی الاکبر وصلی اللہ تعالیٰ علی

السید الاطہر نبینا الکریم الطیب الاطہر محمد

وآلہ وصحبہ الغر امین امین والحمد

رب العلمین

سلخ محرم الحرام

۱۳۰۹ھ

قدیہ

(بقیہ صفحہ ۱۱۵) وتبدیل اخبث پر اطلاع نہ تھی، پھر بھی بالہام الٰہی تنزیہ دوم میں سات دلیلیں ایسی ارشاد ہوئیں، کہ اس تخصیص حادث کی بھی گردن شکنی کو کافی مبین، افادات خاصہ حضرت مولٰنا رحمۃ اللہ علیہ سے پانچ دلائل، دو پہلے اور تین اخیر کے کہ خاص کلام لفظی سے روشن علاقہ رکھتے ہیں اور ارشادات علما سے دو دلیلیں، دلیل دوم بظہور واضح اور دلیل اول اس تقریر ساطع پر کہ مسلم الثبوت اور اس کے شرح میں مشروح ہوئی، یوہیں تنزیہ اول میں آٹھ نص بلکہ زیادہ خاص کلام حادث سے متعلق نص ۴ و ۱۴ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۷ و ۲۸ وغیرہا اور جریان دلیل نقص میں جو ناقص ومنقوص کلام رسالہ تلبیس میں لکھا یا نصوص میں احتمال استحالہ بالغیر پیش کر کے کلمات کفریہ تک بکے ان کی کامل خدمت گذاری جلد دوم میں ملاحظہ کیجئے گا انشاء اللہ تعالیٰ واللہ یقرب البعید اذا شاء انہ علی مایشاء قدیر والحمد للہ رب العلمین ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

۸۶/۹۲

(۳)

الہیبۃ الجباریۃ علیٰ جہالۃ الاخباریہ

ضمیمہ ذمیمہ اخبار نظام الملک میں دیوبندی دانبہٹی جہالتوں کی خبرگیری

دیوبندیوں نے ایک تحریر ضمیمہ کہ اس سے بھی بدتر ذمیمہ تھی چھاپ کر چھپالی ہر چند مانگی نہ دی اس کے بدلے میں دوسری بھیجی، یہ اس کا مختصر ردّ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بندہ محمد کریم بخش[۱] قادری برکاتی علیگڑھی غفرلہ المولےٰ القوی نے ۸ محرم الحرام کو ایک خط بطلب ضمیمۂ اخبار نظام الملک مراد آباد مطبوعہ ۱۲۔ اگست ۱۸۸۹ء مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی کو لکھا، پرسوں ۱۲ صفر ۱۳۰۹ھ کو ڈیڑھ مہینے کے تقاضوں میں پرچہ مطبوعہ ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء آیا، اس میں جو اکاذیب مبطلانہ وخرافات جاہلانہ ہیں کیا قابل التفات عقلا اور بنام عقائد

---

[۱] تلمیذ حضرت افضل العلما جناب مصنف سبحٰن السبوح واستاذ العلماء جناب مولوی محمد لطف اللہ صاحب علیگڈھی رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ [۲] طرفہ تماشا اس عجیب تحالف پر فقیر نے حضرت کو پھر خط لکھا کہ پرچہ ۱۲ منگایا مطبوعہ ۲۵ آیا یہ کایا پلٹ کیا معنے اگر واقع میں ۱۲ کو کوئی تحریر نہ چھپی تو صاف انکار کر دیجیے ورنہ میں نے ہر خط میں بالتصریح وہی مانگی اور وہی مانگتا ہوں وہی بھیجیے، اس پر بعد تقاضائے مکرر تیئیسویں دن جواب آیا کہ بندہ کو اس پرچہ کا پتا نہ چلا، نہ میرے پاس موجود، اگر بعد استفسار دستیاب ہوا روانہ کردوں گا، فقیر نے اس مدت میں مطبع نظام الملک کو بھی لکھا کہ ضمیمہ ۲۵ میرے پاس ہے ضمیمہ ۱۲ ہو تو قیمت بتائیے؟ جواب آیا پرچہ مطلوبہ آنجناب بہت تلاش کیا دستیاب نہ ہوا، دوسرے خط پر جواب دیا ضمیمہ مطلوبہ اب نہیں مل سکتا، بار بار آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں یہ سب خطوط گواہ ہیں کہ فی الواقع ۱۲۔ اگست کو ضمیمہ چھپا اور وہ وہی تھا جس سے رسالہ تنزیہ الرحمٰن میں نقل (باقی ص۱۱۸ پر)

ودلائل میاں خلیل احمد صاحب جو چند سطور سیاہ کیں، وہ وہی مادۂ فاسدۂ تقدیس تھیں، جن کا بحمد اللہ تعالےٰ کافی معالجہ جلد ثانی سبحٰن السبوح نے کیا، یہاں کہ صرف ایک ورق کی گنجائش، اُن کے باقی نخر وار سے مشتی نمونہ لطیفہ چند کی اجمالی نمائش، عجب نہیں کہ فرصت ہو، تو آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ مفصل خدمت ہو وباللہ التوفیق۔ لطیفہ (۱) قول الطائفہ مولٰنا (یعنی انبیٹھی) نے آیت ولو شئنا لبعثنا پیش کی جس کی تفسیر میں امام رازی[۱] نے کبیر میں خدا تعالےٰ کی قدرت مثل رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر لکھی اقول سبحانك ھذا بھتان عظیم کبیر موجود ہے، اُس میں صرف اس قدر لکھا کہ نذیراً مثل محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یعنی خدا چاہتا تو ہر شہر میں ایک رسول بھیجتا کہ تمہاری طرح اپنی امت کو نذیر اور ڈرسنانے والا ہوتا اسے مثل متنازع فیہ یعنی حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جمیع اوصاف کمالیہ میں حضور کے

(بقیہ صفحہ ۱۱۱) موجود مگر کسی مصلحت سے فوراً اسے تبدیل کر کے ۲۵ اگست کو دوسرا چھپوا دیا اور اُسے چھپایا یہاں تک کہ جو ضمیمہ ۱۱ مانگے اُسے یہی دیتے ہیں گویا یہ اُس کا عین ہے اور لطف یہ کہ نام اخفا پر خفا ہوتے ہیں حضرت نے ڈیڑھ مہینے بعد جو پرچے بھیجے اُن پر لکھا "بعض ضرورمیات سے تاخیر ہوئی آپ اخفا پر محمول کرتے ہیں بھلا چھپکر بھی کوئی کتاب چھپی ہے پانچ پرچے مرسل ہیں اور مطلوب ہوں تو منگا لیجئے" گویا میں نے یہی تحریر مانگی اور یہی مطلوب تھی حضرت اگر اخفائے تبدیل نہ تھا تو یوں تحریر فرمایا جاتا کہ ضمیمہ مطلوبہ موجود نہیں، ہاں ایک اور پرچہ مطبوعہ ۲۵ ہے اگر وہ مطلوب ہو تو بھیجدوں، جناب رشید سے شرعی استفتا ہے کہ زید آم کی طلب میں عمرو کو دام بھیجے، عمرو اُسے املی بھیجدے اور وہ دام (یعنی ٹکٹ ارسال) بے اذن مالک دوسرے کام میں لگادے، شرعاً اُس کا کیا حکم ہوگا؟ بینوا توجروا۔ رہا حضرت کو پتا نہ چلنا، اسے بھی آپ دل میں خوب جانتے ہوں گے، آپ ہی کے یہاں پرچہ چھپے آپ ہی کے پاس تقسیم کو رہے، اور آپ ہی کو اُس کا پتا نہ معلوم خیر فقیر کو تو یہ اشتیاق ہے کہ ہوشیار بہادروں کو وہ کونسی مصلحت پیش آئی، کہ چھپی چھپائی تحریر یوں چھپائی تلاش میں ہوں اگر ملتا ہے تو انشاء اللہ العزیز گُل کھلتا ہے ورنہ سے صبر اُس پر اس ہماری حسرت دیدار کا ٭ بند جس نے کر دیا روزن تیری دیوار کا ٭ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

[۱] تنبیہ حضرات کو خیر سے یہ بھی خبر نہیں کہ یہ آیہ لو شئنا سورۂ فرقان میں ہے اُس کی تفسیر تصنیف امام رازی نہیں اُن کے تلمیذ شمس الدین خوبی کی ہے، تو امام پر یہ افترا در افترا ہوا ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

(حاشیہ:) خلیل احمد انبیٹھی کی صریح گمراہی، دیکھئے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بولا کاذب ذلیل کا نام خلیل

شریک وہمسر سے کیا علاقہ، خود کبیر میں ایسی ہی ترکیب کی نسبت لکھا لایمکن ان یقال المراد حصول المماثلۃ من کل الوجوہ اسی میں ہے یکفی فی صدق حصول المماثلۃ فی بعض الامور امام قسطلانی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں لایلزم من اطلاق المثلیۃ المساواۃ من کل وجہ۔ لطیفہ (۲) اگر ایسی عبارت مماثلت فی جمیع الصفات کو مفید تو کبیر سے کیوں سند لائیے خود آیت ہی نہ پڑھ سنائیے انما انا بشر مثلکم لاجرم اپنی سفاہت کا اقرار کیجئے یا دین و ایمان سب تج دیجئے۔ لطیفہ (۳) اس تقدیر پر بحکم آیت ہر فرد بشر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمسر، پھر تعیۃً امتناع بالغیر کیوں کیئے، لاکھوں کروڑوں موجود مانئے۔ لطیفہ (۴) تمہارے امام قدیم صاحب یکروزی ہ مرشد جدید جناب رشید کو مسلم کہ وقوع مثل مستلزم وقوع کذب، تو کذب الٰہی بھی واقع بالفعل جانئے۔ لطیفہ (۵) خفانہ ہونا قرآن عظیم نے ہرچرند وپرند کو امم امثالکم فرمایا، اگر یہ ترکیب مفید مثلیت متنازع فیہا تو اقرار مرد آزار مرد ہر خرو بوم آپ صاحبوں کا ہمسر شوم حالانکہ اتنا فرق واضح بالیقین کہ وہ تمہاری طرح وہابی نہیں۔ لطیفہ ۶ طرفہ تناقض اسی ضمیمۂ ذمیمہ کے صفحہ ۴ پر بشر مثلکم کے یہ معنے ماننے کہ نفس بشریت میں مماثلت ہے مگر نذیراً مثلہ خواہی نخواہی مساوات کلیہ پر محمول۔ لطیفہ (۷ تا ۱۷) یہ سب درکنار عقل کے انکھیاروں کو اتنا بھی نہ سوجھا کہ وہ ہر قریہ کا نذیر خاتم النبیین وافضل المرسلین ونبی الانبیا واکرم الخلق واول مخلوق واول شافع واول مشفع ومخصوص بالاسراء وبالرویہ فی الدنیا و بالشفاعۃ الکبریٰ وبالوسیلۃ العظمیٰ وغیر ذالک مما لایعد ولایحصیٰ کیونکر ہوسکتا ہے تو یہاں مثل بمعنی متنازع فیہ لینا کیسا کھلا جنون ثمرۂ ختم خدا ہے۔ لطیفہ (۱۸) عجیب تر سنیئے آیت یا کبیر کی عبارت دلیلِ امکانِ مثلیت کجا، بلکہ خود ان میں ان سفہا کے برخلاف یہ تصریح صاف کہ وہ امکانی نذیر ہرگز حضور کی نظیر نہیں، صراحۃً بتایا گیا ہے، کہ ان کی بعثت عام نہ ہوتی اور ہمارے حضور تمام عالم کے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، پھر صریح مخالف سے استدلال، یارب کس درجہ کا جنون بے مثال، مگر انصافاً بے چارے معذور ہیں، کہ وہابیت وبدحواسی سگی بہنیں مشہور ہیں۔ لطیفہ (۱۹) قولہا پھر لکھا ہے کہ خلاف معلوم واخبار مقدور ہے جو مستلزم امکان کذب ہے

ف بھنی صاحب کی کمال حماقت

سلہ یعنی امام رازی رحمہ اللہ تعالےٰ نے ۱۲

اقول بھلے مانس دلیل میں خلاف معلوم وخلاف اخبار دونوں اور نتیجہ میں صرف امکانِ کذب
امکانِ جہل بھی کیوں نہیں مانتا و تمام کلام فی المجلد الثانی۔ لطیفہ (۲۰) لطف یہ کہ عبارت
مذکورۂ کبیر میں صرف خلاف معلوم کا ذکر ہے، خلاف اثر کا نام بھی نہیں، تو اصل منصوص کا نتیجہ
بچا جانا، اور اپنے ضم کئے ٹکڑے پر نتیجہ دینا طرفہ تماشا ہے۔ لطیفہ (۲۱) قولہا سلطان محمود نے
کہا لو فرض کے واسطے ہے اور فرضِ محالات جائز" مولٰنا نے کہا میرا استدلال مشیت سے ہے"
اقول یہ تو انشاء اللہ تعالٰی جلد دوم میں سنیئے گا کہ مقدوریت خلافِ اخبار کو امکانِ کذب سے
اتنا ہی علاقہ ہے جتنا آپ صاحبوں کو عقل وخرد، یا کسی رشید اسمی کو رسم رشد سے، مگر یہاں
اتنا عرض کروں کہ استدلال بتفسیر علما سے آپ خود استناد بآیت کی طرف جھکے، مگر تقدس شریف
پکار رہا ہے کہ آپ نکل مناظرہ آیت سے مقدوریت ضرور ثابت کرے جائیں گے، حاصل شرطیہ
ملازمت ہے نہ امکان مقدم ذرا لوکان فیہما اٰلھۃ دیکھ کر مشرک نہ ہو جانا، تو استدلال
بمشیت سے کیا کارروائی ہوئی، مشیت محال خود محال اور بفرضِ وقوع اُسے مستلزم۔ لطیفہ
(۲۲) ذرا اپنی دلیل کریمۂ لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذنٰہ من لدنا میں جاری کر دیکھئے
وہاں سُنتا تھا، یہاں اردنا دیکھ کر خدا کا کھیلنا[1] کودنا ممکن مانیئے، مفسر تو یہیں ملے گی کہ ارادہ
محال محال اور بر تقدیر وقوع ملازمت ثابت، پھر مقدوریت کب نکلی، ارشاد العقل میں اسی
کے نیچے فرمایا یستحیل ارادتنا لہ لمنافاتہ الحکمۃ فیستحیل اتخاذنا لہ قطعًا لطیفہ
(۲۳) جناب مولوی سلطان محمود صاحب کا بال بیکانہ ہوا، لَو فرض کے لئے ہے، تو مفادِ
آیت فرضِ مشیت اور مفید امکانِ صحت نہ کہ فرض۔ لطیفہ (۲۴) قولہا مفتی کے رسالہ میں
بہت کتب کلامیہ سے نقل کیا، کہ خلاف معلوم مقدور ہے اقول اس میں صرف پانچ[2] چھ کتابوں
کا حوالہ ہے، جن میں شرح ابہری کے سوا ایک بھی کتاب کلام نہیں، جن مقدس مورتوں کو مشہور

---

[1] بلکہ خدا کا بیٹا ممکن گائیے کہ لھو سے مراد اولاد ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ

[2] وہ کتابیں یہ ہیں:۔ تحریر الاصول، تقریر شرح تحریر، مسلم الثبوت، حاشی مختصر الاصول، کہئے ان میں کونسی
کتاب علم کلام میں ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالی

ف محمود الحسن صاحب دیوبندی کا معبود چور شرابی ظالم جاہل

کتابوں میں اتنی بھی تمیز نہ ہو کہ یہ کس فن کی ہیں وہ اور فہم مطالب بقول آپ کے یہ موٹھ اور مسور کی دال۔ لطیفہ (۲۵) فما صبر کیجئے جلد ثانی سے انشاء اللہ تعالیٰ روشن ہوتا ہے کہ خلاف مذکور کو مقدور نامقدور ماننے والے کہ دو گروہ اہل سنت ہیں، دونوں اپنی اپنی مراد پر صادق، اور تمہارے کذب پر یک زبان متفق۔ لطیفہ (۲۶) ان کے امام الطائفہ نے جو امکان کذب الٰہی پر ہذیان اول پیش کیا، کہ انسان کذب پر قادر تو بر تقدیر استحالہ قدرت انسانی ازید ہوگی، اس پر کھلا نقض تھا کہ بشر کے سب شر خدا پر روا ٹھہریں، اس پر طائفہ کا جواب سنئے قولہا چوری شراب خوری جہل ظلم سے معاوضہ کم فہمی معلوم ہوتا ہے، علام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے[1] **اقول** مسلمانو للہ انصاف کیسا ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر صاف اقرار کر دیا کہ وہابیہ کا معبود چوریاں کرے، شرابیں پیئے، جاہل بنے، ظلم میں سنے سب کچھ رہا ہے۔ کہ جو کچھ بندے کریں، خدا وہ سب اپنے لیئے کر سکتا ہے۔ اُف ہزار تُف یہ ملعون کلام اور ادعائے اسلام، اچھے معنے تراشے کلیہ کے، ذرا سبحٰن السبوح شریف صفحہ ۳۴[2] وحاشیہ صفحہ ۴۴ دیکھیئے کہ ایمان ٹھکانے آئے۔ لطیفہ (۲۷) قولہا ہم تحقیقی جواب دیتے خوف سے ترک کرتے **اقول** الکذوب قد یصدق برسات بھر میں ایک سچ بولے ہو، واقعی تمہارا طائفہ ہمیشہ اخفائے مذہب کرتا اور بخوف اہل حق دلی تحقیق ظاہر کرتے ڈرتا ہے، خیر اب سہی ذرا دیر کو جی کڑا کر کے مرد بن جائیے۔ خوف چھوڑ کر وہ جواب تحقیقی ارشاد فرمائیے ہم بھی تو دیکھیں کتنے پلے پر ہو، ورنہ حضرت کا بھید سب پر کھل ہی چکا ہے، کہ اس تسلیم واقرار کفر کے سوا ہذیان امام کا دردِ لادوا۔ لطیفہ (۲۸) بزعم شنیع اس جواب کفری کو معاذ اللہ عقائد اہل سنت[3] پر مبنی بتا کر تحقیقی جواب متروک ٹھہرایا **اقول** اب تو مکرر سچ بولنے

---

[1] الدابب صفحہ ۴۲ و ۴۳ [2] وحاشیہ صفحہ ۴۳ و ۴۴ سے ۱۲ [3] جواب اول میں عبارت طائفہ یہ ہے "حالانکہ یہ کلیہ مسلم اہل کلام ہے جو مقدور العبد ہے وہ مقدور اللہ ہے اگر اس کا انکار کرتے ہو تو خود اہل سنت سے خارج ہو ہم تحقیقی جواب دیتے مگر خوف سے ترک کرتے ہیں" انتہی، دیکھیئے کیسی کھلی تصریح ہے کہ جو جواب کلیہ مسلمہ ائمہ کلام اور اہل سنت کے ایسے عقیدے پر مبنی جس کا منکر اہل سنت سے خارج، وہ اُن کے نزدیک تحقیقی نہیں الناس ہے جواب تحقیقی ہنوز فی بطن القائل ہے جسے بخوفِ اہل حق چھپا گئے۔ الحمد للہ کہ اس زمانہ ضعف وغربت میں بھی مخالفانِ اہل حق یخوفون فی انفسہم ما کالا یبدون لک کے مصداق ہیں ع ہیبتِ حق ست این از خلق نیست ۔ والحمد للہ رب العٰلمین ۱۲ رحمہ اللہ تعالیٰ

لگے، واقعی جب تم دشمن سُنیاں ہو تو جو جواب تمہارے نزدیک عقائد اہل سنت پر مبنی ہو تحقیقی کیونکر ہو سکتا ہے، بلکہ اپنے سُنی خصم پر الزامی ہی پیش کیا ہے۔ لطیفہ (۲۹) کلام معتقد المنتقد شریف قال کبیرھم کذبہ واتصافہ سبحانہ بھٰذہ النقیصۃ لیس محالا بالذات نرے خرافات اور بکنا اور افترا اور کم فہمی، غرض اپنے گھر بھر مغلطات دے کر بولے "ہرگز کوئی اتصاف بالنقیصہ کا قائل نہ ہوا" اقول کہاں انکارِ استحالہ کہاں قول بالاتصاف، اتنے فرق تک کی تمیز مجبور مگر شیرعں کے حضور غرض ضرور، ذرا تعصب کا گھونگھٹ ہٹا کر دیکھیئے کہ وہ طائفہ کا اکبار ی کبیر اپنی یکروزی زفیر میں کتنی جگہ صاف صاف امکانِ اتصاف کی تصریح کر گیا ہے، یوں بھی نہ سوجھی، تو مجلد دوم کا انتظار کیجیئے، سوجھائے سے تو سوجھے گی۔ لطیفہ (۳۰) قولہا "شاید مبتدعین زمانہ کے نزدیک خدا کی تنقیص کچھ بری نہ ہو" اقول تم نے چند ساعت سنیوں کی صحبت اٹھائی تھی اُس کا مبارک نتیجہ دیکھتے جاؤ، یہ تیسرا سچ آپ کے ذہن سے نکلا، واقعی مبتدعین زمانہ یعنی وہابیہ خرد بیگانہ تنقیص الٰہی کو بُرا نہیں جانتے اُن کا امام صاف لکھ چکا کہ خدا میں عیب آنا بالذات محال نہیں، دیکھو۔ سبحٰن السبوح صفحہ ۵۰ و ۵۱ اور جا بجا اسی کی تصریح رسالہ تلبیس میں موجود صریح کما سیاتی فے المجلد الثانی اور تم ابھی ابھی بتا چکے ہو کہ تمہارا معبود چور، شرابی، جاہل، ظالم ہو سکتا ہے، اور تنقیص نام کس چیز کا ہے، اللہ تعالےٰ ہدایت بخشے، آمین آمین

وصلے اللہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقہ

محمد وآلہ وصحبہ

اجمعین

۲۴ صفر المظفر ۱۳۰۹ھ علے صاحبہا الصلاۃ

والتحیۃ

آمین

۴۸۶
۹۲

(۴)

دامانِ باغ سبحٰن السبوح

امام الوہابیہ کے ہذیانِ اول کی عجب صفراشکنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ط

اللہ اللہ ایک حجت عامۃ الظہور لامعۃ النور

جس سے وہابیت کا کوئی قول کوئی عمل کوئی عقیدہ لوسب مردود ومقہور !

رب العرش عزجلالہ نے اعلیحضرت صاحب الحجۃ القاہرہ مجدد المأتۃ الحاضرہ زیدت فیوضہم الباطنۃ والظاہرہ کو وہ قلم عطا فرمایا ہے، جس کے صاعقۂ برق بار نے جدھر توجہ فرمائی خرمنِ ضلال کو وہ خاک سیاہ کیا کہ زرّاع کفارۂ[1] اپنے انبار کی خاک بھی نہ پائی، ظلمتِ ضلالت دھواں بن کر برباد، اُڑتی پریشان پھرتی نظر آئی ذالک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولٰکن اکثر الناس لایشکرون۔ اعلیحضرت کی کتاب مستطاب سبحٰن السبوح کو شائع ہوئے اکیس برس[ع] ہوئے یہ مبارک رسالہ ۱۳۰۹ھ میں طبع ہوتے ہی گنگوہی صاحب کی خدمت میں رسید طلب رجسٹری ہو کر پہنچا، اُن کی دستخطی رسید اب تک محفوظ ہے۔ تین سال غوغا رہا جواب ہوگا ہوگیا چھپے گا چھپتا ہے، مگر وہ چھپنا بالفتح نہ تھا بالکسر تھا یعنی ایک خیالی انڈا پرِ عنقا کے نیچے مستور تھا یہاں تک کہ حضرت گنگوہی صاحب ظاہری آنکھوں کو بھی رو بیٹھے، اور گیارہ سال انتظار کے بعد اعلیحضرت نے المعتمد المستند میں چھاپ دیا کہ الاٰن اذ قد اعمی اللہ سبحٰنہ بصرہ من قد عمیت بصیرتہ من قبل فانی یرجی الجواب وھل یجادل میت من تحت التراب

---

[1] کفار کے لغوی معنے چھپانے والے اور کسان کہ دانہ زمین میں چھپاتے ہیں اور یہی معنے زرّاع میں ۱۲

[ع] اور اب پورے ستر برس ۱۲ رضوی

اللہ عزوجل نے اعلیحضرت کی یہ پیشگوئی بھی سچی فرمائی، کہ جناب گنگوہیت مآب مرکر مٹی میں مل گئے اور اذناب نے وہ چھپا ہوا خیالی جواب اُن کے ساتھ گڑھے میں دبادیا، یا وہ پیری مریدی بھی کرتے تھے، قبر میں شجرہ کی جگہ رکھوا دیا، اب کچھ زمانہ ہوا، کہ بعض دیوبندی شورشوں پر استفتا ہوا، اعلیحضرت نے مختصر جواب ارشاد کیا، اور تفصیل کو سبحٰن السبوح پر محول فرمایا۔ یہ مختصر فتوٰے اپنے کمال ایجاز پر بعونہ تعالےٰ پرتو اعجاز پر واقع ہوا، جس نے ایک کلیۂ امام الوہابیہ کے پُرزے اُڑا کر عجیب فائدہ افادہ کیا کہ امام الوہابیہ کا یہ قول مان کر خود اُس کے اور تمام وہابیوں اور غیر مقلدوں کے جتنے عقائد، مکائد، اقوال، افعال دعاوی، دلائل، رسائل، غرض اُس طائفے کی عمر بھر کی ساری کمائی، اگلی پچھلی آئی لگائی کوئی ہو، کیسی ہو سب کے رد کو صرف ایک حجت قاہرہ کافی، اب یہ بات منجملۂ کرامات ہے یا نہیں کہ تمام مختلف ابواب کے مباحث گوناگون کے رد کو صرف ایک دلیل وافی، ایک ہی وار ہر جگہ حاضر، ایک ہی صاعقہ ہر جگہ قاہر وللہ الحجۃ البالغۃ وہ مبارک فتوٰے یہ ہے:۔

دامانِ باغ سبحٰن السبوح

۱۳۲۶ھ

منقول از مجلد یازدہم العطایا النبویہ فے الفتاوی الرضویہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرح متین اس مسئلہ میں کہ دیوبند کا پڑھا ہوا ایک مولوی کہتا ہے، کہ اللہ تعالےٰ جھوٹا ہو سکتا ہے۔ اور اس پر دلیل پیش کرتا ہے، کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے۔ تو اگر اللہ تعالےٰ نہ بول سکے، تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کلام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکتا ہے۔ اور خدا نہیں کر سکتا، یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتہا ہے، آدمی جس جس بات پر قادر ہے خدا ضرور ان سب باتوں پر قادر ہے اور ان کے سوا بے انتہا چیزوں پر قدرت رکھتا ہے، جن پر آدمی کو قدرت نہیں

انسان کو اپنے کذب پر قدرت ہے، اور خدا کو اپنے کذب پر قدرت نہ ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے اور اس دلیل کو کہتا ہے، یہ ایسی قاطع دلیل ہے، کہ جس کا جواب نہیں ہو سکتا ہے امید کہ اس بارہ میں جو حق ہو تحریر فرمادیں اور مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچاویں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون ۰ اللہ عزوجل مسلمانوں کو شیطانوں کے وسوسوں سے بچائے، دیوبندی نہ دیوبندی کہ دیوبندیوں نہ دیوبندیوں کہ اُن کے امام اسمٰعیل دہلوی کا یہ قول صریح ضلالت وگمراہی وبددینی ہے، جس میں بلا مبالغہ ہزار وجہ سے کفر لزومی ہے جمہور فقہائے کرام کے طور پر ایسی ضلالت کا قائل صریح کافر ہو جاتا ہے، اگرچہ ہم باتباع جمہور متکلمین کرام صرف لزوم پر بے التزام کافر کہنا نہیں چاہتے، اور ضال مضل بددین کہنے پر قناعت کرتے ہیں، اس مسئلہ میں فقیر کا ایک کافی وافی رسالہ مسمّٰی بہ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح مدت ہوئی چھپ کر شائع ہو چکا، اور گنگوہیوں دیوبندیوں وغیرھم وہابیوں کسی سے اُس کا جواب نہ ہو سکا، نہ انشاء اللہ العزیز قیامت تک ہو سکے حقت علیھم کلمۃ العذاب بما کذبوا وبما کانوا یفسقون : اولٰئك اصمھم اللہ واعمٰی ابصارھم فھم فی طغیانھم یعمھون : مَیں نے اُس رسالے میں تیس نصوص اور تیس دلائل قطعیہ سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب محال بالذات ہے، اور یہ کہ اُس کے محال بالذات ہونے پر تمام ائمہ امت کا اجماع ہے، مسلمان جس کے دل میں اُس کے رب کی عظمت اور اُس کے کلام کی تصدیق ہو، اگرچہ کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے، تو اُس کے لئے یہی دو حرف کافی ہیں۔ اول یہ کہ کذب ایسا گندا ناپاک عیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزت والا بھی بچنا چاہتا ہے۔ اور ہر بھنگی چمار بھی اپنی طرف اُس کی نسبت سے عار رکھتا ہے، اگر وہ اللہ جل جلالہ کے لئے ممکن ہوا، تو وہ عیبی، ناقص، ملوث، گندی گھنونی نجاست سے آلودہ ہو سکے گا، کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے، مسلمان تو مسلمان کہ اُس کے لئے اُس کے رب کی امان، ادنٰے سمجھ والا یہودی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارا نہ کریگا پاکی ہے اُسے جس کے سراپردۂ عزت وجلال کے گرد کسی عیب ونقص کا گزر قطعاً محال

بالذات ہے، جس کی عظمت وقدوسیت کو ہر لوث وآلودگی سے بالذات منافات ہے بشرح
مقاصد میں ہے الکذب **محال باجماع العلماء** لان الکذب نقص باتفاق العقلاء
وھو علی اللہ تعالیٰ محال یعنی جھوٹ باجماع علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے اور عیب
اللہ تعالیٰ پر محال، نیز مقصد سادس فصل ثالث مبحث سابع جملہ اہل سنت کے عقائد اجماعیہ
میں فرماتے ہیں طریقۃ اھل السنۃ ان العالم حادث والصانع قدیم متصف بصفات
قدیمۃ ولا یصح علیہ الجھل ولا الکذب ولا النقص اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ تمام
جہان حادث ونو پیدا ہے، اور اس کا بنانے والا قدیم اور صفات قدیمہ سے موصوف ہے نہ
اس کا جہل ممکن ہے، نہ کذب ممکن ہے، نہ اس میں کسی طرح کے عیب ونقص کا امکان ہے۔
دوم یہ کہ جب اس کا کذب ممکن ہوا، تو اس کا صدق ضروری نہ رہا، اور جب اس کا صدق
ضروری نہ رہا، تو اس کی کونسی بات پر اطمینان ہو سکے گا، ہر بات میں احتمال رہیگا کہ شاید
جھوٹ کہدی ہو، جب وہ جھوٹ بول سکتا ہے، تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی
نہ بولا، کیا اسے کسی کا ڈر ہے؟ یا اس پر کوئی حاکم وافسر ہے؟ جو اسے دبائے گا اور جو بات وہ
کرسکتا ہے نہ کرنے دے گا، ہاں ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو، کہ ہمیشہ
سچ بولوں گا، یا اس نے فرمادیا ہے، کہ میری سب باتیں سچی ہیں، مگر جب اس کا جھوٹ ممکن
ٹھہرا، تو سرے سے اس وعدہ وفرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا، ہو سکتا ہے، کہ پہلا
جھوٹ یہی بولا ہو، غرض معاذ اللہ اس کا کذب ممکن مان کر دین وشریعت واسلام وملت
کسی کا اصلا پتا لگا نہیں رہتا، جزا وسزا وجنت ونار وحساب وکتاب وحشر ونشر کسی پہ
ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا تعالیٰ اللہ عما یقول الظّٰلمون علوا کبیرا۔ علامہ سعد الدین
تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ فیہ مفاسد لا تحصی
ومطاعن فی الاسلام لا تخفی منہا مقال الفلاسفۃ فی المعاد ومجال الملاحدۃ فی
العناد وبطلان ما علیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی النار مع صریح اخبار
اللہ تعالیٰ بہ فجواز عدم وقوع مضمون ھذا الخبر محتمل ولما کان ھذا باطلا قطعًا علم
ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ باطل قطعًا رہی دیوبندی کی دلیل ذلیل

ف: امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی پر قاصر ضربیں

ف: وہابیہ اور اُن کا امام خدا کو بالفعل عیبی و ناقص مانتے اور اس کی الوہیت باطل کرتے ہیں خدا کے لئے ماں باپ اور مرجانا جائز ٹھہراتے ہیں

وہ اس کی اپنی ایجاد نہیں امام وہابیہ کی اختراع خبیث ہے، سبحٰن السبوح میں اُس کے ہذیانوں کی پوری خدمت گزاری کر دی ہے، یہاں چند حرف کافی گزارش اوّلاً جب یہ ٹھہرا کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کر سکتا ہے، وہابیہ کا خدا بھی خود اپنے واسطے کر سکتا ہے تو جائز ہوا. کہ اُن کا خدا زنا کرے، شراب پیئے، چوری کرے، بُتوں کو پُوجے، پیشاب کرے، پاخانہ پھرے، اپنے آپ کو آگ میں جلائے، دریا میں ڈُبائے، سر بازار بدمعاشوں کے ساتھ دھول دھکر لڑے، جوتیاں کھائے وغیرہ وغیرہ وہ کونسی ناپاکی، کونسی ذلت، کونسی خواری ہے جو اُن کے خدا سے اُٹھ رہے گی، ثانیاً بے دین اس گھمنڈ میں ہیں کہ انہوں نے خدا کا عیبی ہونا فقط ممکن کہا ہے، کوئی عیب بالفعل تو اُسے نہ لگایا، حالانکہ اول تو یہی اُن کا گدھا پن ہے اُس جلیل جمیل سبوح قدوس کی شان جلال کے لئے فقط امکانِ عیب ہی خود بڑا بھاری عیب ہے. کما بیناہ فی سبحٰن السبوح واوضحناہ للغواۃ مع مالہ من الوضوح خیر یہ تو ایمان والے جانتے ہیں. مَیں وہ بتاؤں جسے یہ عیب لگانے والے بھی سمجھ جائیں کہ بے شک انہوں نے خدا کو بالفعل عیبی مانا، اور کتنا سخت سے سخت عیبی جانا، بلکہ اُس کے حق میں کچھ لگی نہ رکھی، صاف صاف اُس کی الوہیت ہی باطل کر دی، وجہ سُنیئے. جب یہ ٹھہری کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے، خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہے، اور ظاہر ہے کہ آدمی قادر ہے، کہ اپنی ماں کی تواضع وخدمت کے لئے اُس کے تلووں پر اپنی آنکھیں ملے، اپنے باپ کی تعظیم و غلامی کے لئے اُس کے جُوتے اپنے سر پر رکھ کر چلے، تو ضرور ہے، کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ ایسی تعظیم و تواضع و خدمت و غلامی پر قادر ہو، ورنہ انسان کی قدرت جو اُس کی قدرت سے بڑھ جائے گی، کہ ایک کام وہ نکلا جو انسان کر سکا اور خدا سے نہیں ہو سکتا، اگر کہیئے اُسے اُس کام پر اس وجہ سے قدرت نہ ہوئی. کہ اُس کے ماں باپ ہی نہیں، تو اس میں اُس زخم کا کیا علاج ہوا، مطلب تو اتنا تھا کہ ایک کام ایسا نکلا جسے بعض انسان کر رہے ہیں اور خدا سے نہیں ہو سکتا، خواہ نہ ہو سکنے کی کوئی وجہ ہو. لاجرم تمہارے طور پر ضرور ہے، کہ خدا کے ماں باپ ہوں تاکہ وہ بھی ایسی سعادت مندی کر سکے، جیسی انسان کر رہا ہے، اور ظاہر کہ جو ماں باپ سے پیدا ہو وہ حادث ہوگا، اور حادث خدا نہیں ہو سکتا، اُس کا کوئی خالق ہوگا، اور مخلوق خدا

نہیں ہو سکتا۔ اب تو تم سمجھے کہ تم خدا کو بالفعل عیبی مانتے اور سرے سے اُس کی الوہیت ہی باطل کر رہے ہو، ہاں ایک صورت نکل سکتی ہے کہ بالفعل خدا کے ماں باپ نہ ہوں، اور پھر بھی اُسے اُن سعادت مندیوں پر قدرت ہو، کہو تو بتا دیں، وہ یہ کہ وہابیہ کا خدا کسی دن اپنے آپ کو موت دے، اور آواگوں کے ہاتھوں کسی پرش کے بھوگ سے کسی استری کے گربھ میں دوسرا جنم لے، اپنے اُن آئندہ ماں باپوں کی غلامی کرے، مگر الوہیت تو یوں بھی گئی، کہ جو مر سکا وہ خدا کہاں؟ **ثالثاً** احمق بددین نے اگرچہ مسلمانوں کا دل رکھنے کو اپنے رسالہ یکروزی میں جہاں یہ ناپاک دلیل ذلیل لکھی ہے، یہ اظہار کیا کہ خدا کا کذب ممکن بالذات ہونے پر بھی ممتنع بالغیر ضرور ہے، مگر دلیل وہ پیش کی جس نے امتناع بالغیر کو بھی صاف اُڑا دیا، ظاہر ہے کہ انسان کا کذب نہ ممتنع بالذات، نہ ممتنع بالغیر بلکہ ہر روز و شب ہزاروں بار واقع تو کذب پر اُس کی قدرت آزاد ہوئی، جس پر کوئی روک نہیں، اور برابر کام دے رہی ہے۔ مگر خدا کی قدرت بستہ و مسدود ہے کہ واقع کرنے کی مجال نہیں، اور شک نہیں کہ آزاد قدرت مسدود قدرت پر صریح فوقیت رکھتی ہے، تو یوں کیا انسانی قدرت اُس کی قدرت سے فائق نہ رہی، باعتبار مقدورات کمّاً نہ سہی تو باعتبار نفاذ کیفاً سہی، ناچار تمہیں ضرور ہے، کہ امتناع بالغیر بھی نہ مانو، کہ انسانی قدرت سے شرمانا تو نہ پڑے **رابعاً** اس قول خبیث کی خباثتیں کہاں تک گنیں، کہ وہ تو بلا مبالغہ کروڑوں کفریات کا خمیرہ ہے، ہاں وہ پوچ بے حقیقت گرہ کھولیں جو اُس نے اپنا جادو پھونک کر لگائی، اور اپنی حماقت سے بہت کرّی گتھی جانی، یہ چار طور پر ہے **بعضہا فوق بعض**

اوّل ساری بات یہ ہے کہ احمق نے افعال انسانی کو خدا کی قدرت سے علیحدہ سمجھا ہے کہ آدمی اپنے کام اپنی قدرت سے کرتا ہے، یہ رافضیوں معتزلیوں فلسفیوں کا مذہب ہے، اہلسنت کے نزدیک انسان حیوان تمام جہان کے افعال، اقوال، اعمال، احوال سب اللہ عزوجل ہی کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، اوروں کی قدرت ایک ظاہری قدرت ہے جسے تاثیر و ایجاد میں کچھ دخل نہیں، تمام کائنات و ممکنات پر قدرت مؤثرہ خاص اللہ عزوجل کے لئے ہے تو کذب ہو یا صدق، کفر ہو یا ایمان، حسن ہو یا قبیح، طاعت ہو یا عصیاں انسان سے جو کچھ واقع ہوگا وہ اللہ ہی کا مقدور، اللہ ہی کا مخلوق ہوگا، اسی کی قدرت اسی کے ایجاد سے

ف: امام الوہابیہ کا ظاہر کرنا کہ کذبِ الٰہی ممتنع بالغیر ہے اور خود اس کی کتاب سے اس کا عقیدہ
اسی کا قول صاف رد ہے

ف: امام الوہابیہ کے کفریات کا خمیرہ
مذکور چار فصل

ف: امام الوہابیہ رافضی معتزلی ہے
ف: امام الوہابیہ کے نزدیک آدمی اپنے افعال کا خود خالق ہے

پیدا ہوگا ۔ پھر کیونکر ممکن کہ انسان کوئی فعل قدرت الٰہی سے جدا کر سکے جس کے لئے وزن برابر کرنے کو خدا کو خود اپنے لئے بھی کر سکنا پڑے ، اس ضلالت وبد دینی کی کوئی حد ہے مقاصد میں ہے نعل العبد واقع بقدرۃ اللہ تعالیٰ وانما للعبد الکسب والمعتزلۃ بقدرۃ العبد صحۃ والحکماء ایجاباً یعنی بندے کا ہر فعل اللہ ہی کی قدرت سے واقع ہوتا ہے ، بندہ کا فقط کسب ہے اور معتزلہ وفلاسفہ کہتے ہیں کہ بندے کا فعل خود بندے کی قدرت سے ہوتا ہے ، معتزلہ کے نزدیک امکانی طور پر کہ قدرت بندہ سے وقوع فعل ممکن ہے واجب نہیں ، اور فلاسفہ کے نزدیک وجوبی طور پر کہ تخلف ممکن نہیں دوم اندھے سے پوچھو انسان کو کس کے کذب پر قدرت ہے ، اپنے یا خدا کے ، ظاہر ہے کہ انسان قادر ہے تو صرف کذب انسانی پر نہ کہ معاذ اللہ کذب ربانی پر ، اور شک نہیں کہ کذب انسانی ضرور قدرت ربانی میں ہے ، پھر اگر کذب ربانی قدرت ربانی میں نہ ہوا تو قدرت انسانی کیونکر بڑھ گئی وہ کذب ربانی کب تھی ، اور جس پر تھی یعنی کذب انسانی اُسے ضرور کذب ربانی محیط ہے ، مگر خدا جب دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے ، دل کے اندھے نے یہ خیال کیا کہ انسان اپنے کذب پر قادر ہے ، اور یہی لفظ بارگاہِ عزت میں بول کر دیکھا کہ اُسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہیئے ، اور نہ سوجھا کہ وہاں اپنے سے انسان مراد تھا اور اب خدا مراد ہوگیا ، اس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ اسی کی طرح کوئی کور باطن خیال کرے ، کہ انسان اپنے خدا کی تسبیح کر سکتا ہے تو چاہیئے کہ خدا بھی اپنے خدا کی تسبیح کر سکے ، ورنہ قدرت انسانی بڑھ جائے گی ، تو خدا کے لئے اور خدا درکار ہوا وھلم جرا الی غیر نہایۃ وغیر قرار ؛ کذٰلک یطبع اللہ علیٰ کل قلب متکبر جبار ہ سوم ہم پوچھتے ہیں قدرت انسانی بڑھ جانے سے کیا مراد ، آیا یہ کہ انسان کے مقدورات گنتی میں خدا کے مقدورات سے زیادہ ہو جائیں گے ، یہ تو بداہۃً استحالۂ کذب کو لازم نہیں کہ کذب وجملہ نقائص سرکار عزت کے لئے سرکار عزت کی قدرت میں نہ ہونے پر بھی اُس کے مقدورات غیر متناہی ہیں اور انسان کتنی ہی ناپاکیوں پر قادر ہو ، آخر اُس کے مقدورات محدود ہی رہیں گے اور متناہی کو نامتناہی سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی ، ہاں یہ کہیئے کہ ایک چیز بھی ایسی نکلنا جو انسان کے زیر قدرت ہو ، اور رحمٰن کے زیر قدرت نہ ہو محال ہے

(اور بے شک ایسا ہی ہے) اسی کو زیادت قدرت سے تعبیر کیا ہے، تو اب ہم دریافت کرتے ہیں یہ خاص کذب کہ انسان سے واقع ہوا، قدرت خدا سے ہوا یا قدرت خدا سے جدا، برتقدیر اول وہ کونسی چیز نکلی جو انسان کے زیر قدرت تھی، اور رحمٰن کے زیر قدرت نہ تھی کہ یہ جو قدرت انسان سے ہوا خود مانتے ہو کہ قدرت رحمٰن سے ہوا پھر زیادت کہاں، برتقدیر دوم رحمٰن اگرچہ معاذ اللہ اپنے کروڑ کذبوں پر قادر ہو، وہ کذب اس کذب کے عین نہ ہوں گے جو انسان سے واقع ہوا، بلکہ کذب ہونے میں اس کے مثل ہوں گے، اور مثل پر قدرت، شے پر قدرت نہیں وہ خاص کذب انسانی جو قدرت انسانی سے واقع ہوا، اُسے صراحۃً قدرت خدا سے جدا کہہ رہے ہو تو خدا کا کذب ممکن بلکہ اب تازہ ایمان گنگوہی پر معاذ اللہ واقع مان کر بھی وہ کال تو نہ کٹا کہ ایک شے جو زیر قدرت انسانی تھی زیر قدرت رحمانی نہ ہوئی، اُس کی نوع مقدور خدا ہوئی نہ کہ خود وہ فرد تو تو نے خدا و انسان کو دربارۂ کذب برابر کے دو عاجز مانا کہ نوع کذب کے افراد سے جس فرد پر انسان قادر ہے خدا قادر نہیں اور جس فرد پر خدا قادر ہے انسان قادر نہیں دہلوی کے بندو اسی پر اس مسئلہ میں ان اللہ علٰی کل شیٔ قدیر پڑھتے اور کذب الٰہی محال جاننے والے مسلمانوں پر عجز ماننے کی تہمت رکھتے ہو، حالانکہ تم خود ہی وہ ہو کہ خدا کو افراد مقدورۂ عبد پر قادر نہیں مانتے، جب تو وزن برابر کرنے کو امثالِ مقدورات عبد خود اُس کے نفس کریم میں گڑھنا چاہتے ہو قاتلکم اللہ کسی مذہب خبیث کی بھی تقلید چھوڑو گے یا سب میں سے ایک ایک حصہ لو گے، یہ طوائف معتزلہ سے طائفہ جبائیہ کا مذہب ہے کہ اللہ تعالٰی نفس مقدورات عبد پر قادر نہیں، مواقف میں ہے الجبائیۃ قالوا لا یقدر علٰی عین فعل العبد اھ[1] ہم اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالٰی عین مقدورات عبد پر بھی قادر ہے کہ وہ اُسی کی قدرت کاملہ سے واقع ہوتے ہیں، اور اُن کے امثال پر بھی کہ امثال عبد سے امثال فعل صادر کرا سکتا ہے. مگر ایسے امثال پر قدرت کہ خود اپنے نفس کریم سے ویسی ناپاکیاں صادر کر دکھائے، اس سے وہ پاک و متعالی ہے سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ زید و عمرو دونوں اپنی اپنی زوجہ[2] کو طلاق دینے پر قادر ہیں، مگر ایک

---

[1] و [2] حاشیئے صفحہ ۱۳۱ پر پڑھئے۔

ف امام الوہابیہ نے اس دلیل ذلیل سے امکان کذب مان کر خدا اور انسان کو دو برابر کے عاجز ٹھہرا دیا

دوسرے کی زوجہ کو طلاق[1] نہیں دے سکتا، تو ہر ایک دوسرے کے مقدور پہ قادر نہیں، بلکہ اُس کی نظیر پہ قادر ہے، لیکن حق جل مجدہ دونوں پہ قادر ہے، جبکہ اُن میں جو اپنی زوجہ کو طلاق دے گا، وہ طلاق اللہ ہی کی قدرت سے واقع و موجود و مخلوق ہو گی، تو اللہ تعالےٰ زید و عمرو ہر ایک کے عین فعل پہ بھی قادر ہے اور مثل فعل پہ بھی، کہ ایک کا فعل دوسرے کا مثل تھا مگر امام الوہابیہ کی ضلالت نے اسے خدا کی قدرت نہ جانا، بلکہ قدرت کے لئے یہ لازم سمجھا کہ جیسے وہ اپنی اپنی جورو کو طلاق دے سکتے ہیں، خدا خود بھی اپنی جورو مقدسہ کو طلاق دے سکے، اس گدھے پن کی حد ہے، اس بے ایمانی کا ٹھکانا ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم چہارم یہ قضیہ بے شک حق تھا کہ جس پہ انسان قادر ہے، اُس سب اور اُس کے علاوہ نامتناہی اشیاء پہ مولےٰ عز وجل قادر ہے، وہ بقدرت ظاہریہ عطائیہ اور حق بقدرت حقیقیہ ذاتیہ مگر اس حق کو یہ ناحق کوش کس کس طرح باطل محض کی طرف لے گیا، انسان کا کسی فعل کو کرنا کسب کہلاتا ہے، انسان کی قدرت ظاہریہ صرف اسی قدر ہے، قدرت حقیقیہ خلق وایجاد میں اُس کا حصہ نہیں، وہ خاص مولےٰ عز وجل کی قدرت ہے، تو اُس کلمۂ حق کا حاصل یہ تھا کہ انسان جس چیز کے کسب پہ قادر ہے اللہ عز وجل اس کے خلق اور پیدا کرنے پہ قادر ہے کہ وہ کسب نہ ہو گا مگر قدرت خدا، اس دل کے اندھے نے یہ بنا لیا کہ انسان جس چیز کے کسب پہ قادر ہے رحمٰن بھی خود اپنے لئے اُس کے کسب پہ قادر ہے سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون ۰ اندھے نے نہ جانا کہ کسی کا کسی شے پہ قادر ہونا صحۃ الشئ منہ ہے نہ صحۃ الشئ علیہ اور صاف گڑھ لیا کہ مایصح علی العبد یصح علی اللہ جو بندے پہ جاری ہو سکے خدا پہ بھی جاری ہو سکتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا ضلالت وشیطنت بے انتہا ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۰ دیوبندی اُسے قطعی دلیل کہتا ہے۔ ہم ایک فائدہ

[1] یہ فہم امام الوہابیہ کے قابل واضح تغایر رکھا ہے ورنہ مخلوق میں کسی فعل بعینہٖ پر دوسرے کو قدرت نہیں ہو سکتی، کہ فعل فاعل سے تعین پاتا ہے تو وہ فعل مثلاً روٹی کھانا یا پانی پینا یا اُٹھ بیٹھنا وغیرہ وغیرہ جو زید سے صادر ہوا عمرو سے صادر نہیں ہو سکتا اسکی نظیر اُس سے صادر ہو گی ۱۲ منہ [2] یعنی ایسی طلاق جس میں اصیل خود مختار ہو ۱۲ منہ صفحہ ۱۳۱ بمعنی مذکور ۱۲ منہ

عجیبہ بتائیں، مَیں کہتا ہوں، ہاں وہ ضرور قطعی دلیل ہے، مگر کاہے پر، وہابیہ و امام الوہابیہ کے ایک ایک قول، ایک ایک فقرے، ایک ایک حرفِ وہابیت کے ابطالِ صریح پر، اُس حجت عامۃ الظہور لامعۃ النور کی تقریر ایک مقدمہ واضحہ کے بیان سے روشن ومنیر، وہ مقدمہ یہ کہ جس بات کا حق جاننا خدا پر جائز و روا ہے، وہ ضرور فی الواقع حق و بجا ہے۔ ورنہ خدا پر جہل مرکب جائز ہو کہ اپنی غلط فہمی سے ناحق کو حق جان لے، باطل کو صحیح مان لے امام الوہابیہ نے اگرچہ اُس کا کذب ممکن کہا، مگر وہ یوں تھا کہ اُس کے علم میں ٹھیک بات ہے اور دوسروں سے اُس کے خلاف کہے، نہ یہ کہ خود اُس کا علم ہی باطل و خلافِ حق ہو، اُس کے امکان کی اُس نے تصریح نہ کی، دیوبندیوں نے اگرچہ اُس کا امکانِ جہل[1] صراحۃً اوڑھ لیا مگر وہ جہل بسیط تھا۔ کہ ایک بات معلوم نہ ہونا، کہ جہل مرکب کہ باطل کو حق اعتقاد کرنا اُس کا امکان اُن سے بھی مسموع نہیں، رہے ہم اہل اسلام، ہمارے نزدیک تو بحمد اللہ تعالیٰ یہ مقدمہ اجلی بدیہیات و اعلیٰ ضروریات دین سے ہے اگر خدا کا علم جائز الخطا ہو تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار وغیرہا جملہ سمعیات باطل محض ہو جائیں کہ اُن کی طرف عقل کو آپ تو راہ ہی نہیں، کہ کسی دلیل، کسی تعلیل، کسی استقراء، کسی تمثیل سے اُن پر اعتقاد کر سکے، اُن کا اعتقاد محض بر بنائے کلام الٰہی تھا، اب اُس کی جانچ واجب ٹھہری کہ ایک جائز الخطا کی بات ہے، جانچ کاہے سے ہوگی عقل سے، عقل وہاں چل سکتی ہی نہیں، تو محض مہمل اور

---

[1] مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم مصنف تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل وغیرہ نے جو اس ہذیان امام الوہابیہ پر لزوم امکان جہل وغیرہ شناعات سے نقض کیا تھا مولوی محمود الحسن دیوبندی وغیرہ پارٹی دیوبند نے عقائد گنگوہی کے بیان و حمایت میں اُس کا جواب اخبار نظام الملک پرچہ ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء میں یہ چھاپا:۔ "چوری، شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی معلوم ہوتا ہے، غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضرور نہیں، حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔" دیکھو کیسا صاف اقرار ہے کہ وہابیہ کا معبود چوریاں کرے، شراب پیئے، جاہل بنے، ظلم میں سنے سب کچھ روا ہے اعوذ باللہ من الخذلان اس پرچہ کی خرافات ملعونہ کا رد آخر کتاب مستطاب سبحٰن السبوح میں چھپا ہے وہاں ملاحظہ ہو ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

عقیدۂ محمود الحسن دیوبندی کا کھلا کفر

بے ثبوت جاننا اور اُن سب کا چھوڑ دینا لازم ہوا۔ کذب نے تو بات ہی میں شبہ ڈالا تھا جہل مرکب نے جڑ سے لگی نہ رکھی، بلکہ نظر بمذہب وہابیہ اس تقدیر پہ نہ صرف ایمانیاتِ معاد بلکہ خود اصل ایمان یعنی توحید الٰہی پر بھی ایمان ہاتھ سے جائے گا، وجہ سُنیئے وہابیہ کے طور پر خدا کے لئے بیٹا ہونا عقلاً محال نہیں، ان کا امام صاف مان رہا ہے، کہ جو کچھ انسان کر سکتا ہے، خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہے۔ تو واجب ہُوا، کہ خدا عورت سے نکاح، بعدہٗ جماع، بعدہٗ اُس کے رحم میں اپنے نطفے کا ایقاع کر سکے، ورنہ قدرت میں انسان سے گھٹ جو رہیگا، اور جب یہاں تک ہو لیا، تو اب نطفہ ٹھہرانے اور بچہ بنانے اور پیدا کرلانے میں کیا زہر گھُل گیا، کہ ان سے عاجز رہے گا، دنیا بھر کی ماؤں کے ساتھ یہ افعال کر رہا ہے، اپنی زوجہ کے بارے میں کیوں تھک رہیگا، آخر وہابیہ کا ایک پُرانا امام ابن حزم غیر معتمد ظاہری المذہب، مدعی عمل بالحدیث موہنہ بھر کر بک گیا کہ خدا کے بیٹا ہو سکتا ہے، ملل ونحل میں کہتا ہے انہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولدا اذ لولم یقدر لکان عاجزاً اِس کا ردّ سبحٰن السبوح صفحہ ۳۴ و ۳۵ میں ملاحظہ ہو، اور شک نہیں کہ خدا کا بیٹا ہوگا تو ضرور وہ بھی مستحق عبادت ہوگا قال اللہ تعالیٰ قل ان کان للرحمٰن ولدا فانا اول العابدین ٥ تم فرماؤ کہ اگر رحمٰن کے کوئی بچہ ہے، تو سب سے پہلے اُس کا پُوجنے والا میں ہوں۔ تو ثابت ہوا کہ وہابیہ کے نزدیک ہزاروں خدا مستحق عبادت ممکن ہیں۔ عقلی استحالہ تو یوں گیا، رہا شرعی اُس کے کھونے کو امکانِ کذب کیا تھوڑا تھا کہ اب خدا کی بات سچی ہونی ضرور نہیں، جہل مرکب ممکن مانا گیا تو پوری رجسٹری ہو جائے گی کہ ممکن کہ ادعائے توحید و مذمت شرک سے جو تمام قرآن گونج رہا ہے سب بربنائے جہل مرکب و غلط فہمی ہو، اب لا الٰہ الا اللہ بھی ہاتھ سے گیا والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ بالجملہ اللہ عزوجل پر جہل مرکب محال بالذات ہونے میں وہابیہ کو بھی اہل اسلام کا ساتھ دینے سے چارہ نہیں، تو یہ مقدمہ کہ "جس بات کا حق جاننا خدا پر روا ہے وہ ضرور حق وسچا ہے" برہانی ایقانی ایمانی بھی ہے اور مخالف کا تسلیمی اذعانی بھی، اس کا نام مقدمۂ ایمانیہ رکھیئے، اب خلاف وہابیہ و وہابیت جوبات چاہیئے، فرض کر لیجئے، خواہ وہ ہمارے موافق

ف وہابیہ کے طور پر خدا کا بیٹا ممکن ہزاروں خدا ممکن

ہو یا ہمارے احکام سے بھی نا ئد مثلاً (۱) اسمٰعیل دہلوی نرا کافر تھا (۲) گنگوہی، دیوبندی نانوتوی، انبیٹھی، تھانوی وغیرہم وہابی سب کھلے مرتد ہیں (۳) جو کذب الٰہی ممکن کہے ملحد ہے (۴) تقویت الایمان، تنویر العینین، ایضاح الحق، صراط المستقیم تصانیف اسمٰعیل دہلوی، معیار الحق تصنیف نذیر حسین دہلوی، تحذیر الناس تصنیف نانوتوی، براہین قاطعہ تصنیف گنگوہی وغیرہا جملہ نُباحاتِ انہوہی سب کفری بول نجس تر از بول ہیں جو ایسا نہ جانے زندیق ہے (۵) جو باوصف اطلاع اقوال ان میں سے کسی کا معتقد ہو ابلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے (۶) اُن سُفہا اور ان کے نُظَرَاء تمام خُبثا جنھوں نے شانِ اقدس وارفع رب العلمین وحضور پُر نور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تنقیص کی، جو شخص رسول اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ورب العزۃ جل جلالہ کے مقابل ان ملحدوں کی حمایت مروت رعایت کرے، ان کی اُن باتوں کی تصدیق وتحسین وتوجیہ وتاویل کرے، وہ عدو خدا و دشمن مصطفےٰ ہے جل جلالہ وصلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم (۷) غیر مقلدین سب بے دین، پکے شیاطین، پورے ملاعین ہیں۔ سات یہ اور سات ہزار اور۔ جو بات تو کیا انسان اُس کا اعتقاد نہیں کرسکتا۔ ہر شخص بداہۃً جانتا ہے کہ آدمی ضرور ان میں سے ہر بات کے اعتقاد[۱] پر قادر ہے، یہ مقدمہ بدیہیہ عامۃ الورود محفوظ رکھیئے کہ "اس امر کا اعتقاد انسان کرسکتا ہے"۔ مسلمانو! (اس) میں آپ کو اختیار رہا، ردِ وہابیہ کی جس بات کو چاہیئے، اس کا مشار الیہ بنائیے، اب اس مقدمۂ بدیہیہ کو صغریٰ کیجیئے اور مقدمہ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کا وہ دعوئے ذلیل کہ "جو کچھ انسان کرسکتا ہے خدا کرسکتا ہے"۔ اسے کبرےٰ بنائیے شکل اول بدیہی الانتاج سے نتیجہ نکلا کہ "اس امر کا اعتقاد خدا کرسکتا ہے"۔ اب اس نتیجہ کو صغرےٰ کیجیئے، اور مقدمۂ ایمانیہ کو کبرےٰ کہ "ہر وہ امر جس کا اعتقاد خدا کرسکتا ہے قطعاً یقیناً حق ہے"۔ شکل اول کا نتیجہ بدیہیہ ہوگا

---

[۱] ظاہر ہے کہ کوئی خبر بھی ہو حق ہو گی یا باطل اور سب جانتے کہتے مانتے ہیں کہ حق کا اعتقاد فرض یا کم از کم جائز اور باطل کا اعتقاد حرام وممنوع اور فرض وحرام وجائز وممنوع وہی شے ہوگی جس پر انسان کو قدرت ہو یہی یہاں ملحوظ ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کہ یہ امر قطعاً یقیناً حق ہے وہابیہ کو یہاں معارضہ بالقلب کی گنجائش نہیں کہ اپنے عقائد باطلہ کو کہیں انسان ان کا بھی اعتقاد کر سکتا ہے تو خدا بھی کر سکتا ہے، تو یہ بھی حق ہیں، کہ بنائے دلیل مقدمۂ وہابیہ ہے اور وہ ان پر حجت کہ اُن کا اور اُن کے امام کا ایمان ہے۔ ہمارے نزدیک وہ باطل محض ہے، تو کبرائے قیاس اول مردود ہو کر پہلا ہی نتیجہ باطل ہوگا اب کہیئے مفر کدھر؟ تین ہی احتمال ہیں اول مقدمۂ ایمانیہ کا انکار کرو۔ اور اپنے خدا کا جہل مرکب میں گرفتار ہونا بھی جائز جانو، جب تو قیامت وحشر و نشر و جنت و نار جملہ سمعیات اور خود اصل اصول دین لاالٰہ الا اللہ پر ایمان کو استعفا دو۔ اور کھلے کافر بنو دوم اقرار کرو کہ مقدمۂ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کی دلیل ذلیل کا وہ شیطانی کلیہ مردود و ملعون و مطرود تھا، ہیہات اول تو اسے تمہارا دل کب گوارا کرے ؎

انی لکم، الی الھدی تحویل ✽ قد اُشرب فی القلوب اسمٰعیل

اور خدا کا دھرا سر پر براہ ناچاری اُس کے انکار پر آ بھی تو تمہارا خصم کب مانے، وہ کہے گا میرا استدلال اسی مقدمہ کی بنا پر الزامی تھا، اور خصم جب دلیل الزامی قائم کرے، تو فریق کو اپنے مقدمۂ مسلمہ سے پلٹ جانے کی گنجائش نہیں کما صرح بہ العلماء الکرام[1] ورنہ کوئی دلیل الزامی قائم ہی نہ ہو سکے، ہمیشہ مغلوب کے لئے یہ بھاگنے کا رستہ کھلا رہے کہ دلیل جس مقدمۂ مسلمہ پر مبنی ہو اُس سے انحراف کر جائے اور بالفرض وہ بھی درگزر کرے تو کیا یہ اقرار نہ رہے، قول کی ضلالت پر اقتصار ہوگا، نہیں نہیں صاف صاف کہنا پڑے گا کہ امام الوہابیہ باری سبوح قدوس عزوجل کو ایسی شنیع ناپاک گالی کہ کروروں گالیوں پر مشتمل ہے دے کر صریح ضال مضل بے دین ہوا، اور تم اور فلاں و فلانی اُس کے سارے معتقدین بھی اُسی کی طرح گمراہ

---

[1] فی مسلم الثبوت وشرحہ فواتح الرحموت للمولی بحر العلوم لو تم ھذا لم یکن الدلیل الجدلی مفیداً للالزام اصلا اذ یمکن اعترافہ بالخطأ فی تسلیم احدی المسلمات ولم تکن القضایا المسلمۃ من مقاطع البحث والکل باطل علی ما تقرر فی محلہ والحق ان المسلم کالمفروض فی حکم الضرورۃ لا یصح انکارہ فانکارہ اشد من الالزام اھ باقتصار ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

بددین ہو سوم اگر اُن دونوں سے فرار کرو۔ تو اب نہ رہا، مگر یہ تیسرا کہ اُن سب نتائج کو جو تمہارے امام ہی کے گھر سے پیدا ہوئے حق جانو، اور دہلوی اول و دہلوی آخر و گنگوہی و نانوتوی و انبیٹھی و دیوبندی، اور خود اپنے آپ اور جملہ وہابیہ اور سارے غیر مقلدین سب کو کافر مرتد، اور تفویت الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و معیار الحق وغیرہا تمام تصانیف وہابیہ کو کفری قول اور پیشاب سے زیادہ نجس و بدمالو فرمایئے، ان میں کونسا آپ کو پسند ہے، جسے اختیار کیجئے اپنے اور اپنے امام سب کے کفر و نی یا کم از کم گمراہی و بددینی کا اقرار کیجئے۔ کہو کچھ جواب فرماؤ گے؟ یا آج ہی سے مالکم لا تناصرون : بل ھم الیوم مستسلمون کا رنگ دکھاؤ گے؟ کیوں ھل ثوب الفجار ما کانوا یفعلون

والحمد للہ رب العلمین : وصلی اللہ تعالیٰ

علی سیدنا و مولٰنا محمد و آلہ

وصحبہ اجمعین

واللہ

تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
محمدن النبی الامی المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان



۷۸۹
۹۲

(۵)

پیکانِ جانگداز بر جانِ مکذّبانِ بے نیاز

۱۳ ھ ۲۷

یہ رسالہ مولوی سید عبدالرحمٰن صاحب بہتیوی نے مرتضیٰ حسن دربھنگی کے رد میں لکھا اور جبھی سے شائع ہو کر لاجواب رہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

دیوبندی کانچ کی دو پوچ اصلین اور اُن پر حِجَارَۃً مِّنْ سِجِّیْلٍ کی بھاری سلیں

دربھنگی صاحب اپنی پہلی اصل یہ بتاتے ہیں کہ ہم تمام ممکنات کو داخل قدرت مان کر بعض کو ممتنع بالغیر کہتے ہیں اور آپ بے شمار ممکنات کو خارج کہہ کر عجز کا دھبّہ لگانا چاہتے ہیں اقول مگر واحد قہار عز جلالہٗ کے مکذبوں نے عہد کر لیا ہے، کہ کبھی کوئی حرف سچ نہ کہیں گے، اس نجس عہد میں سچے ہیں، تو کبھی اسے بھی جھوٹا کریں، اب ضربات لیجئے (۱) ممکنات سے مراد اگر ممکنات اسلامیہ ہیں یعنی وہ چیزیں کہ اسلامی عقائد سے مقدور ہیں، تو حاشا کہ یہاں ان میں سے کسی کو معاذ اللہ خارج از قدرت مانا ہو ولکن الظّٰلمین بایٰت اللہ یجحدون ۱۰ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت خطبۂ سبحٰن السبوح میں فرماتے ہیں الحمد للہ المتعالی شانہ عن الکذب و الجھل والسفہ والھزل والعجز والبخل وکل مالیس من صفات الکمال المنزہ عظیم قدرتہ بکمال قدوسیتہ وجمال سبوحیتہ عن وصمۃ خروج ممکن اوولوج

۱؎ کانچ کی شیشی کہ ایک کنکری بس ۔ نہ کہ گراں بہا پہاڑ ۱۲ ۲؎ خط شریف میں یوں ہیں ہے ب ھ زبر بہ دھبّہ اردو لکھنے تک کی تمیز نہیں، اور اصول دین میں کلام ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

محال سب خوبیاں اللہ کو جس کی شان کذب وجہل وسفاہت وہزل وعجز اور ہر اس چیز سے جو
صفت کمال نہ ہو برتر ہے جس کی عظیم قدرت اس کے کمال قدوسیت وجمال سبوحیت کے سبب
اس عیب سے منزہ ہے، کہ کوئی ممکن اس سے خارج یا کوئی محال اس میں داخل ہو، اسی میں فرمایا
صفت قدرت کا کمال یہ ہے کہ جو شے اپنی حد ذات میں ہونے کے قابل ہے اس پر قادر ہو کوئی ممکن
احاطۂ قدرت سے جدا رہے، منہیہ میں فرمایا ان مصحح المقدوریۃ ونفس الامکان الذاتی
شے کا ممکن بالذات ہونا ہی اسے زیر قدرت ربانی داخل کرنے کو بس ہے۔ دیکھو کیسی روشن
تصریحیں ہیں کہ کوئی ممکن قدرت الٰہی سے خارج نہیں۔ اور اگر مراد ممکنات دین وہابیہ ہیں کہ
ان کے یہاں ان کے معبود میں سب عیب ونقص ممکن ہیں، تو معاذ اللہ کہ اہل اسلام اسے
تسلیم کریں اور اپنے رب سبوح وقدوس عز جلالہ کو عیاذاً باللہ ملوث وآلودہ وعیبی ہونے کے
قابل مانیں، ائمہ دین وعلمائے مسلمین نے فرمایا تھا الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ
محال جھوٹ عیب ہے اور ہر عیب خدا پر محال، تفسیر کبیر وتفسیر بیضاوی وتفسیر مدارک و
شرح مقاصد وطوالع الانوار وشرح سنوسیہ وشرح عقائد جلالی ومسلم الثبوت وتفسیر عزیزی
وغیرہا کتب عقائد وتفسیر واصول میں اللہ عزوجل کا کذب محال قطعی ہونے پر یہ دلیل
علمائے اسلام نے ذکر فرمائی، اب وہابیہ کا امام اسمٰعیل دہلوی اپنی بدروزی رسالہ یکروزی
میں اس کلام ائمہ اسلام وعلمائے اعلام کا یوں رد کرتا ہے اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است

پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد ضد کذب را از کمالات حضرت حق سبحانہٗ
می شمارند واورا باآں مدح مے کنند بخلاف اخرس وجماد صفت کمال ہمیں است کہ قدرت
دارد وبنابر رعایت مصلحت بتنزہ از شوب کذب تکلم نماید بالجملہ عدم تکلم بکلام کاذب
ترفعا عن عیب الکذب وتنزہا عن التلوث بہ از صفات مدح است اھ ملتقطا۔ دیکھو کیسی
کھلی تصریح ہے کہ خدا عیبی ہوسکتا ہے، ملوث وآلودہ ہونے کی گنجائش رکھتا ہے الائشوں
عیبوں کا اسے لاحق ہونا روا ہے، ہاں مصلحۃً ان سے بچتا ہے، تو نہ فقط کذب بلکہ ہر عیب
سے آلودہ ہونا خدا کے لئے ممکن مان لیا، یعنی نقص ہونے کی وجہ سے کوئی ناپاک سا ناپاک
عیب خدا میں ناممکن نہ رہا، اس بحث کا مفصل بیان کتاب مستطاب سبحٰن السبوح شریف

یں ہے، یہاں یہ حرف مختصر بس ہے کہ علمائے اسلام ائمۂ اعلام کی دلیل میں دو مقدمے تھے.
صغریٰ یہ کہ کذب عیب ہے، اور کبرے یہ کہ اللہ تعالیٰ پر عیب محال، صغریٰ تو اُسے مسلم ہے
کہ خود بھی کذب کو لوث و عیب و آلودگی کہہ رہا ہے، لاجرم کبرے اسے مسلم نہیں اور خدا کا
عیبی ہونا ممکن مانتا ہے، ایسے ممکنات وہابیت ملعونہ کے دین میں ہوں گے، مسلمانوں
کے دین میں اُن کا رب سبوح و قدوس بالذات ہر عیب و آلائش سے وجوباً پاک و منزہ ہے.
اور کسی عیب سے اُس کا تلوث قطعاً یقیناً محال بالذات (۲) تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی
کے مطالعہ سے ظاہر ہے، کہ یہ دلیل ذلیل امام وہابیہ غلام معتزلہ کی اپنی ایجاد نہیں بلکہ اپنے
اُنہیں آقاؤں معتزلیوں سے سیکھ کر لکھی ہے، اُن خبثاء نے لکھا تھا انہ تعالیٰ قادر علی
الظلم لانہ تمدح بترکہ ومن تمدح بترک قبیح لم یصح منہ ذالک التمدح الا اذا
کان قادرا علیہ الا تری ان الزمن لا یصح منہ ان یتمدح بانہ لا یذھب فی اللیالی
الی السرقۃ یعنی خدا ظالم ہوسکتا ہے کہ ظلم نہ کرنے سے اُس نے اپنی مدح فرمائی، اور کسی بُری
بات کے ترک میں تعریف جبھی ہے کہ اُس پر قدرت بھی ہو لنجھے کی کوئی تعریف نہ کرے گا، کہ
راتوں کو چوری کے لئے نہیں جاتا، دیکھو بعینہ وہی تقریر خبیث ہے، فرق اتنا ہے کہ
اُنہوں نے اُس سبوح و قدوس کو بالامکان ظالم بنایا، انہوں نے کاذب. انہوں نے برتقدیر
تنزیہ حقیقی اپنے رب کو لنجھے سے تشبیہ دی، انہوں نے گونگے اور پتھر سے، اس جہالت فاحشہ
پر دو نقض تفسیر کبیر میں ذکر فرماتے، اُن خبیثوں کا وہ کلام نقل کر کے فرماتے ہیں والجواب
انہ تعالیٰ تمدح بانہ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ولم یلزم ان یصح ذالک علیہ وتمدح
بانہ لا تدرکہ الابصار ولم یدل ذالک عند المعتزلۃ علی انہ یصح ان تدرکہ الابصار
یعنی معتزلہ کی اس دلیل علیل سے جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ اونگھنے اور نہ سونے
سے بھی اپنی مدح فرمائی ہے۔ اور اس سے لازم نہ آیا کہ اُس کا اونگھنا سونا ممکن ہو۔ اور یونہی مدح
فرمائی، کہ نگاہیں اُسے نہیں پاتیں۔ اس سے اے معتزلیو! تمہارے نزدیک اس کی رویت
کا امکان نہ ثابت ہوا، اور سبحٰن السبوح والکوکبۃ الشھابیہ وغیرھما تصانیف مجدد دین وملت
میں اور بہت نقض ارشاد ہوئے، کہ کھانا کھانا، بھیک مانگنا، ڈرنا، تھکنا، غفلت کرنا

کسی کو اپنے حکم میں شریک کرنا، ابلیس وشیاطین کو اپنا مددگار بنانا، واقعات عالم سے غائب ہونا، جورو بیٹا وغیرہ وغیرہ ان سب باتوں کی نفی سے قرآن عظیم نے رب عزوجل کی مدح فرمائی، تو وہابیہ ومعتزلہ کے طور پر یہ سب بھی خدا کے لئے ممکن ہوں گے، انتہا یہ کہ نہ مرنے سے اپنی مدح کی فرماتا ہے وتوکل علی الحی الذی لا یموت بھروسا کر اس زندہ پر کہ کبھی نہ مرے گا، تو چاہیئے کہ اُسے اپنی موت پر بھی قدرت ہو، وہابیو! یہ ہیں تمہارے ممکنات جن کو اہل سنت اپنے رب کی تسبیح کرتے ہوئے خارج قدرت مانتے ہیں۔ والحمدللہ

(۳) اسی یکروزی کی اسی بحث میں امام الوہابیہ نے ایک اور ملعون کلیہ گڑھا، کہ جو کچھ انسان اپنے لئے کرسکتا ہے خدا بھی اپنی ذات کے واسطے کرسکے گا، ورنہ قدرت انسانی سے گھٹ رہے گا، اس خبیث کلیہ نے تو وہ بس بویا جس کے کفریات کا شمار دشوار سبحٰن السبوح وکوکبۂ شہابیہ میں اس پر بہت کفر لازم فرمائے، اور ہمارے مکرم دوست مولٰنا ظہیر حسن صاحب قادری رضوی نے چابک لیث میں اُن کا شمار تقریباً ساٹھ تک پہنچایا، اور حقیقۃً ساٹھ ہزار پر بھی بند نہیں، مثلاً کھانا پینا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، ڈوبنا، جلنا، وہابی، رافضی، یہودی بننا، بُت پوجنا، زنا کرنا، گلا گھونٹ کر اپنا دم نکالنا وغیرہ وغیرہ سب باتیں انسان اپنے لئے کرسکتا ہے۔ تو چاہیئے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے لئے کرسکتا ہو، اب کونسی گندگی، نجاست، خباثت، ذلت باقی رہ گئی، جو اُن کے خدا میں نہ آسکے، وہابیو! یہ ہیں تمہارے ممکنات جن کو اہل اسلام اپنے مولیٰ کی تسبیح کرتے ہوئے بیرون قدرت مانتے ہیں، وللہ الحمد۔ اس مغالطۂ ملعونہ کا اعلیٰ رد "دامان باغ سبحٰن السبوح" میں ارشاد ہوا کہ چابک لیث میں چھپا (۴) مسلمانو! وہابیہ کا امام اور اُس کے اذناب لیام جن کو صراحۃً اُس کلیۂ ملعونہ پر اصرار تام حقیقۃً خدا کے نرے منکر، کھلے زندیق دہریے ہیں، وجہ سنیئے، اگر اُن کا معبود جلنے، ڈوبنے، گلا گھونٹ کر مرجانے پر قادر نہ ہوا، تو اُن کے نزدیک عاجز ہوا، اور عاجز خدا نہیں، اور قادر ہوا، تو اُس کی فنا ممکن ہوئی، اور جو فنا ہو سکے، ہرگز خدا نہیں، بہر حال الوہیت سے ہاتھ دھو بیٹھنا لازم، دہریو! پھر کس منہ سے صفات الٰہیہ میں بحث کرتے ہو، تمہارے دھرم میں الٰہ ہی کوئی نہیں، صفات کس کی ہوں گی

وہابیہ اور ان کا امام حقیقۃً دہریے ہیں

تف تف تف (۵) بھلا یہ تو ہندی وہابیت کے جدا علیٰ تھے، در بھنگی صاحب کے خاص
تعلیمی باپ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی اور ان کے اتراب واذناب نے
صاف نام لے لے کر اپنے معبود کا جاہل رہنا، ظالم ہونا، چوری کرنا، شراب پینا ممکن
ٹھہرا دیا، پرچہ نظام الملک ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء میں بے دھڑک چھاپ دیا کہ "چوری

شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے مقدور
اللہ ہے۔" وہابیو! یہ ہیں تمہارے ممکنات، جن سے اہل حق بحمد اللہ تعالیٰ پاک و
بری ہیں (۶) در بھنگی جی! ذرا اپنے تعلیمی ابا جان سے پینے کی تعریف تو کرائیے، کسی
شے رقیق کا حلق کی راہ سے جوف میں داخل کرنا ہی ہے یا کچھ اور ظاہر ہے کہ جوف میں
نہ گئی مثلاً تم پانی یا شراب موئنہ میں لے کر کلی کر دو، تو پینا نہ کہیں گے، اور جوف میں گئی مگر
حلق کی راہ سے نہیں، مثلاً حقنہ کراؤ جب بھی پینا نہ ہوگا، تو ضرور ہے کہ تمہارے معبود کے حلق و جوف
ہوں گے جب تو شراب پی سکے گا، اور جس کے نہیں جوف ہو صمد نہیں، اور جو صمد نہیں خدا نہیں، تو
تمہارے ابا جان یقیناً خدا کے منکر ہیں، کافر کہتے سے گھبراتے ہو نہ سہی اس کا اقرار نہ کرو، اتنا
کہدو کہ ضرور تمہارے وہ باپ چچا سب کے سب منکرانِ خدا ہیں، اس کہنے سے تم تو کیا ہو تمہارا
شرابی خدا بھی اگر لاکھوں من برانڈی پی پی کر زور لگائے، تمہیں مفر نہیں ہو سکتی، ورنہ بتاؤ کہ
جوف دار شراب خور خدا کیسا ہوتا ہے الا لعنۃ اللہ علی الظالمین ۰ (۷) ہم تمہاری مان لیں
کہ پینے کی کوئی ایسی تعریف اپنے جی سے گڑھ سکو جسے حلق و جوف لازم نہ ہو، مگر تمہارے امام
اور تمہارے باپ کا وہ کلیہ کسی طرح تمہاری چلنے نہ دے گا، ضرور تمہاری کانچ کی کلیہ سجیل کے پتھر
سے پھوڑ کر رہے گا، پینا نہ کہئے یوں کہئے کہ انسان قادر ہے کہ اپنے حلق سے اپنے جوف میں کوئی
چیز داخل کرلے، تمہارا بھی معبود بھی اپنے حلق سے اپنے جوف میں کوئی چیز داخل کر سکتا ہے، یا
نہیں، اگر نہیں تو انسان کی قدرت سے گھٹ رہا، عاجز ہوا، اور عاجز خدا نہیں، اور اگر ہاں تو
وہی جوف دار کھکّل ہوا، اور کھکّل خدا نہیں، خدا کے منکرو! تم مسلمانوں سے کس برتے پر
الجھتے ہو، اللہ اکبر واحد قہار کا جھوٹ ممکن بنانے کے لئے کونسی بلا ہے، کہ خبیثوں نے اپنے
ساختہ خدا کے سر نہ ڈالی (۸) جی ہاں نری شراب خوری نہیں، آپ کا وہمی معبود چوری بھی کر سکتا

ہے اور واقعی شرابی نشہ باز کو بدمعاش ہونا لازم، مگر اپنے تعلیمی باپ سے پوچھیے، تو کہ پرائی ملک چرائے گا، یا اپنی؟ کوئی احمق سا احمق اپنی ملک لے لینے کو چوری نہیں کہہ سکتا، تو ضرور ہے کہ کچھ اشیاء تمہارے ساختہ خدا کی ملک سے خارج دوسروں کی مملوک ہوں، اے سچے پکے مشرکو! سچے مسلمانوں پر بعض ممکنات قدرت قدیر مطلق سے خارج ماننے کا جھوٹا الزام نہ دھرو۔ اپنے وہمی معبود کی ملک سے خارج اشیاء اور اُس کے شرکائے ملک کی فکر کرو (۹) لطف یہ کہ ان کے ساختہ خدا نے جب دیکھا کہ بعض نفیس چیزیں دوسروں کے خزانوں میں ہیں، اور اس کا اپنا ناقص خزانہ ان سے خالی ہے، شراب پینے والے موئنہ میں پانی تو بھر آیا کہ کسی طرح ان کو بھی اپنے خزانے میں لے لوں مگر کثرت میخواری سے دماغی کمزوری کہ نہ بیع یا ہبہ کسی جائز طریقے کی طرف طبیعت گئی، نہ قہر وسطوت وجبروت کے ساتھ سلاطین دنیا کی طرح بالجبر چھین لینے کی طاقت پائی، بلکہ بدمعاش بزدل نامردوں کی طرح چوری پر اوقات رہی۔ اور تو کیا کہوں بس تھوک ہے کیسا بے حیا ساختہ خدا اور کیسے گندے بندے، دیکھو ہمارا سچا خدا واحد قہار سبوح قدوس ہر عیب سے وجوباً پاک ان عابد ومعبود سب پر اپنی لعنت اُتارے گا۔ خدا کے دشمنو! اللہ عزوجل سے بھاگ کر نہ تم جا سکتے ہو نہ تمہارا معبود مردود ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (۱۰) بھلا چوری، شراب خوری تو سب کچھ اوڑھی تمہارا وہمی معبود زنا بھی کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو وہ دیکھو تمہارے امام و پدر کے کلیہ میں سجیل کا بھاری پتھر لگا، تمہارا خدا انسان سے قدرت میں گھٹ رہا، اور اگر ہاں تو ذرا اپنے تعلیمی باپ سے تعریف زنا کرایئے، زنائے حقیقی کہ مقدور انسان ہے، آلۂ تناسل پر موقوف، اور اُس کے بغیر زنا کے شرعی لغوی عرفی، کسی معنے کا تحقق یقیناً محال، کہ ایلاج ذکر اُس کا رکن ہے، اور ماہیت بے رکن قطعاً ناممکن تو تمہارے معبود کو آلۂ تناسل سے مفر نہیں، کہیں مہادیو کو تو خدا نہیں مان بیٹھے (۱۱) مہادیو کو مانو نہ مانو، مگر لنگ پوجا قطعاً تمہارے ایمان کا جز ہوئی، کہ لنگ تمہارے بھگوان کا جز ٹھہرا (۱۲) آدمی تو عورت سے بھی ہے، اگر تمہارا ساختہ خدا عورت کی قدرسے گھٹ رہا۔ تو اور بھی گیا گزرا ہوا، عورت قادر ہے کہ زنا کرائے، تو تمہارے امام اور تمہارے پدرِ تعلیم کے کلیہ سے قطعاً واجب کہ تمہارا خدا بھی زنا کرا سکے، ورنہ دیوبندیں چکلہ والی فاحشات اُس پر قہقہے

دیوبندی خدا کی چوری پر اوقات

دیوبندی خدا ایک مخنثے کی شکل ہے

اُٹھائیں گی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہو سکا، پھر کاہے پر خدائی کا دم مارتا ہے؟ اب آپ کے خدا میں فرج بھی ضرور ہوئی، ورنہ زنا کاہے میں کرا سکے گا، خُنثیٰ خدا کے پجاریو! کیوں سبوح قدوس کے بندوں سے اُلجھتے ہو، مورتی پوجن والے ہندوؤ ناحق الگ الگ لنگ اور جلھری بنانے کے سودے میں پڑتے ہو، مقدس مدرسۂ دیوبند میں آؤ، کہ دونوں علامتیں ایک ہی معبود میں پاؤ **لطیفہ** تعجب تھا کہ خدا کے لئے آلۂ مردمی ہو، تو اس کے مقابل عورت کہاں سے آئے گی، اندام زنی ہوا، تو اس کے لائق اُسے مرد کہاں سے ملیگا، کہ اس کی ہر چیز نامحدود و بے انتہا ہو گی۔ یوں تو ایک خدائن ماننی پڑے گی، جو اس کی وسعت رکھے اور ایک بڑا ڈبل خدا ماننا ہوگا جو دوسری ہوس بھر سکے، کیا وہابیہ اب تثلیث[1] کے بھی قائل ہونگے؟ مگر علماء نے ذریت شیطان کی پیدائش میں چار قول ذکر کئے ہیں، ازاں جملہ ایک یہ کہ ابلیس کی ایک ران میں آلت مردمی ہے، دوسری میں علامت زنی، وہ اپنی رانوں کے باہم جماع سے بارور ہوکر ذریت لاتا ہے، اس قول کے ملاحظہ سے وہ تعجب بھی جاتا رہا، اور تثلیث کی بھی حاجت نہ ہوئی، اور معلوم ہوا کہ دیوبندی دیوبند گی تھی یعنی حضرات کا وہ خُنثیٰ معبود کون ہے یہ ابلیس ذو العلامتین ہے۔ اب اعتراض اٹھ گئے، اور اس پر بڑا قرینہ یہ کہ **گنگوھی** صاحب نے براہین قاطعہ میں اُس ملعون کے علم کو علم اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے وسیع تر بتایا، اور یقیناً وہ کہ جس کا علم علم محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے زائد ہو خدا ہی ہے اور اب کاذب بالفعل ماننے کا بھی عقدہ کھل گیا، ابلیس[2] سے بڑھکر کون کاذب بالفعل ہوگا، نیز ان کے امام کا یہ کہنا بھی ٹھیک ہوگیا، کہ اس میں ہر عیب کی گنجائش ہے، اور یہ کلیہ بھی صحیح ہوگیا کہ جو کچھ انسان اپنے لئے کر سکے وہ اپنے لئے کر سکتا ہے، واقعی کلمات علما میں عجب عجب منافع ہوتے ہیں، دیکھیئے ایک ذرا سا پیچ کھلنے

---

[1] جی ہاں دیوبندی وہابیہ تثلیث کو بھی ممکن عقلی مانتے ہیں۔ نمبر ۱۵ ملاحظہ کیجئے ۱۲

[2] مولانا دیوبندی صاحبوں کا خیال رکھیئے اُن کا حق ابلیس کو نہ دینا چاہیئے ابلیس نے کس دن کہا تھا کہ میرا علم علم اقدس سے زیادہ ہے کس دن کہا تھا کہ خدا معاذ اللہ بالفعل جھوٹا ہے تو یہ اُس سے بڑھ کر کذب ہے ۱۲ ... عفی عنہ

سے کتنے عقدے حل ہو گئے، کیوں دیوبندیو! احسان تو نہ مانوگے۔ قاہر اعتراضوں کا کیسا جواب بتادیا کہ ایک ہی سہارے میں بیڑا پار ہے (۱۳) امام الوہابیہ نے اپنی ناقص تحریر جہالت تخمیر افصاح الباطل بنام ایضاح الحق مشہور نام زنگی برعکس کافور میں تصریح فرمائی، کہ "اللہ عزوجل کو زمان و مکان و جہت سے منزہ ماننا اس کا دیدار بے جہت و محاذات جاننا سب بدعت حقیقیہ کے قبیل سے ہے اگر اسے کوئی دینی عقیدہ سمجھا جائے، خدا کی یہ تنزیہیں اور غیر خدا کو قدیم و ازلی کہنا خدا کو مخلوق بنانے میں بے اختیار ماننا سب کا ایک حکم ہے۔" دیکھو اس کی تحریر خبیث صفحہ ۳۵ و ۳۶ اور اس کے رد میں کوکبۂ شہابیہ صفحہ ۱۲ وغیرہ، ظاہر ہے کہ اگر زمان و مکان و جہت کا خدا کو محیط ہونا اس مدہوش کے نزدیک اس کی شانِ قدوسیت و وجوب وجود کے منافی ہوتا، ضرور ان سے خدا کی تنزیہ کو عقیدۂ دینیہ جانتا جیسا کہ تمام اہلسنت کا ایمان ہے، مگر یہ مردود اسے بدعتِ حقیقیہ بتاتا اور اس کے معتقد کو ان دو صریح کفروں کے معتقد سے ملاتا ہے، اگر اس کے زعم ملعون میں اس کا معبود بالفعل زمان و مکان و جہت کے گھروندے میں گھرا ہوا نہیں، تو کم از کم گھر سکتا ہے، اور اپنے آپ کو اس محبس میں مقید کر سکتا ہے، ورنہ اس سے اس کی تنزیہ فرض ہوتی، اور اس کے اس کلیۂ ملعونہ نے اور بھی رجسٹری کر دی، آدمی قادر ہے کہ کسی گز بھر کی گڑھیا میں گر کر اوپر سے پتھر رکھوا کر اپنے آپ کو اس تنگ مکان میں مقید کر لے، ان کا معبود اگر یہ نہ کر سکا، تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہیگا، وہابیو! یہ ہیں تمہارے ممکنات جن پر مسلمان لعنت کرتے ہیں۔ **لطیفہ** وہابیہ کا خدا عجیب ربڑ کی ساخت کا ہے۔ جس میں قیامت کی پھیل سمیٹ ہے۔ انسان تو گز بھر کی گڑھیا میں گھس سکتا ہے، ایک چھوٹی سی چیونٹی سوئی کے ناکے برابر سوراخ میں سما جانے پر قادر ہے۔ ان کا خدا جسے یہ اپنی جھوٹی زبان سے اکبر کہتے ہیں، اس اصغر سے اصغر سوراخ میں الوپ ہو سکے گا، ورنہ آدمی درکنار چیونٹی سے بھی قدرت میں گھٹ رہیگا (۱۴) افسوس وہابیہ کا ساختہ خدا کہاں کہاں آدمی کی ریس کرے گا، امکانِ جہت کی خباثت ان کے معبود کو بے ناچ نچائے نہ چھوڑے گی، ایک رنڈی کہ فاسقوں کی محفل میں رقص کرتی ہے لحظہ لحظہ کس قدر اپنی جہتیں بدلتی ہے، اگر ان کا معبود یوہیں نہ گھوم سکا، تو رنڈی سے بھی گیا

ف — امام الوہابیہ کا خدا گز بھر کی گڑھیا میں قید ہو سکتا ہے

ف — امام الوہابیہ کا خدا ربڑ کی ساخت کا ہے

ف — امام الوہابیہ کے معبود کا ناچ ناچنا [illegible]

گذرا، اور واقعی بقول در بھنگی صاحب کے تعلیمی باپ محمود الحسن دیوبندی صاحب کے جب یہ کلیہ ہے کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کر سکے اُن کا معبود اپنے لئے کرسکتا ہے، تو مشعلچی کی طرح رنڈی کے ساتھ گھومے گا بھی، خود بھی ناچے گا، اور ڈگڈگی بجا کر بندر نچا کر اُسے اپنے پاس گھمائے گا بھی، نٹ کی طرح بانس پر چڑھ کر کلا کھیلے گا، کیا کچھ نہ کر سکے گا۔ ایسے تماشے معبود پر اُف اور اس کے اعجوبہ پرست عابدوں پر تف، مگر سخت عجب یہ ہے، کہ اگر ایک مجلس میں چار رنڈیاں ناچتی ہوں، اور آنِ واحد میں وہ چاروں جہات مختلفہ کو اپنی سمت بدلیں، ان کا خدا اگر اُس وقت ایک ہی سمت بدل سکا، تو تین رنڈیوں کے فعل پر قادر نہ ہؤا، اور اگر آنِ واحد میں چاروں سمت کو بدلا، تو یہ رنڈیاں تو چار تھیں، انہوں نے ایک ایک جہت بانٹ لی، یہ کہ واحد کہلاتا ہے، کدھر سے اپنے چار ٹکڑے کرے گا، ایک آن میں چار جہتیں کیسے بدلے گا؟ (۱۵) ایک دیوبندی نے کہ در بھنگی صاحب کا عالم معتمد اور دیوبندی دھرم کا منادی مستند ہے، اپنی ادلۂ واہیہ صفحہ ۱۴۲ میں خدا کا جورو بیٹا بھی ممکن مان لیا اور اُس پر دلیل یہ کہ عقلاً محال ہوتا، تو نصاریٰ اتنے بڑے عقلمند ایسے حکیم، ایسے صناع ہیں یہ کیوں مانتے؟ اللہ اللہ ؎

چشم باز و گوش باز و ایں ذکا ٭ خیرہ ام در چشم بندے خدا

طرفہ یہ کہ جورو ماننے کا نصاریٰ پر بھی افترا کر دیا وہ تو کوئی بات جھوٹ سے خالی نہ ہو، دیو بندی صاحب نری جورو نہ کہو خصم بھی پکارو کہ تمہارے معبود کا خنثے ہونا تمہارے امام کا مذہب بتا چکا ہے (۱۶) احمق بے دینو! تم نے یہی جانا کہ افعال عباد کا خالق کون ہے؟ وہ کس کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، بندے کو ظاہری قدرت جو ہے وہ کس محل سے طور تعلق فعل ہے، اور کمال کفر پرستی سے اللہ تعالےٰ کا کذب ممکن بنانے کو کل مقدور العبد مقدور الالٰہ کے یہ معنے گڑھ لئے کہ جو کچھ بندہ اپنے لئے کر سکے خدا اپنے لئے کرسکتا ہے۔ اس لعین مغالطہ ابلیسیہ کا پورا حل دامانِ باغ سبحٰن السبوح میں دیکھو۔ اور خدا توفیق دے تو

؎ بعینہٖ اسی ملعون ذلیل دلیل سے تین خدا بھی عقلاً ممکن ہو گئے ورنہ اتنے بڑے کاریگر کیسے اس کے قائل ہوتے تعف تعف تف ۱۲ منہ رحمہ اللہ

اعلٰحضرت مجدد دین وملت کے دستِ حق پرست پر ایمان لاؤ، مسلمان کہلاؤ، الحمدللہ امام الوہابیہ وطائفہ وہابیہ کے اس خبیث عقیدۂ ملعونہ کا ردّ تصانیف آستانۂ عالیہ اعلٰحضرت مجدد دین وملت سے سبحٰن السبوح میں بھی ہے، کوکبۂ شہابیہ میں بھی ہے، دامانِ باغ میں بھی ہے، چابک لیث میں بھی ہے، اور اب اس عجالۂ تازہ میں بھی ہے، بفضلہٖ تعالیٰ ہر جگہ نیا رنگ، نئے اعتراضات پایئے گا، اور سب بعونہٖ تعالےٰ اسی محمدی ضیغم کے اپنے نعرے ہیں، یا اس کے برکات سے اس کے اشبال کے حملے ذٰلك فضل الله علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لایشکرون ہنوز بہت ابحاث جدیدہ قاہرہ اسی کے متعلق ذہن میں اور ہیں، مگر مجھے تو یہاں بھی بیس نمبر پر اقتصار منظور لہٰذا صرف ایک وار دربھنگی صاحب پر اور آثار کر اُن کی اصل دوم کو چھیڑوں (۱۷) ہاں دربھنگی صاحب ہم تمہاری مان لیں کہ "بے شمار ممکنات کو خارج از قدرت کر دیا" پھر تمہارے دھرم پر کیا قہر ہوا، دو ہی باتیں کہوگے، یا تو وہ جو کہہ چکے کہ عجز کا دھبّا لگایا، یا یہ کہ ان الله علٰی کل شیٔ قدیر کا خلاف کیا، دونوں تمہارے یہاں شیر مادر ہیں، اول تو یوں کہ تمہارا امام ہر عیب و نقصان کا امکان مان گیا، اور یہ خود عیب ہے، تو اس کا معبود عیبی بالفعل ہوا، عجز بھی ایک عیب ہی ہے پھر انہم برعلم، اور دوم یوں کہ گنگوھی مت جس پہ ایک اکیلے تم دربھنگی جیوٹ سے پنے سے مصرو مفتر ہوئے، جب اس میں اس کا خدا کاذب بالفعل ہے کہ وقوع کذب کے معنی درست ہوگئے، تو معاذاللہ جھوٹے کی بات سے سند کیا لانی، اس نے یہ بھی جھوٹ ہی لکھ دیا ہوگا الا لعنة الله علی الظّٰلمین ۰ (۱۸) دربھنگی صاحب نے اپنی دوسری اصل یہ بتائی "ہم شرک فی الذات و فی الصفات دونوں کو ناجائز سمجھتے ہیں اور آپ شرک فی الصفات کو جزوِ ایمان جان کر فرق بالذات اور بالعرض کو باعث غفران خیال کرتے ہیں" اقول واقعی دیوبند کمیٹی میں لعنة الله علی الکاذبین کا قرآن مجید سے نکال ڈالنا پاس ہو لیا ہوگا، یا یہ ٹھہری ہوگی، کہ کاذب بالفعل کی بات کا کیا اعتبار، اے مشرکو! اہلسنت کی توحید کا ایک چھینٹا تم پر پڑجائے، تو پاک ہو جاؤ، اعلٰحضرت مجدد دین وملت نے اپنی تصانیف علیہ میں آیات قرآن عظیم سے ثابت فرمایا ہے، کہ مولیٰ عزوجل کا اصلا کوئی شریک نہیں ہوسکتا

تحفۂ اصلاح کے مقابل امام الوہابیہ کی بے مثل سرخ

دربھنگی کا اعلیٰ ... غیبت

نہ اُس کی ذات میں، نہ صفات میں، نہ اسما میں، نہ افعال میں، نہ احکام میں، نہ مُلک میں، نہ
مِلک میں، نہ کسی بات میں، ہاں مشرک کون ہے؟ تمہارا امام، تمہارے تعلیمی باپ، چچا، دادا
اور تم سب، جب تو افعالِ انسانی کو قدرتِ الٰہی سے خارج مان کر خاص قدرتِ انسانی سے واقع
ہونا جانتے، اور وزن برابر کرنے کے لئے کہ اُس کی قدرت انسانی قدرت سے گھٹ نہ جائے
اُن تمام شناعتوں کے امثال خود اپنے خدا میں واقع ہو سکنا بگھارتے ہو، مبارک ہو، ایک یہی
جملہ تھا جو تمہاری دونوں اصلوں کو تباہ کر گیا، معلوم ہُوا، کہ تمہیں مشرک ہو، اور تمہیں نے بیشمار
ممکنات یعنی جملہ افعالِ عباد کو قدرتِ الٰہی سے خارج کر دیا، اُن کی نظیر اپنے میں کر سکا، تو
بے نظیر پہ قدرت ہوئی، نہ اُس عین پہ، مگر ہے یہ کہ خدا جب دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا
ہے (۱۹) تم اللہ عزوجل کو علیم وسمیع وبصیر وحی جانتے ہو یا نہیں، اگر نہیں تو کافر ہو، اور اگر
ہاں تو انسان کو بھی اُس کی عطا سے علم وسمع وبصر وحیات ملنا، اور ان اوصاف سے متصف
ہونا حق وصدق مانتے ہو، یا کذب وباطل، بر تقدیر ثانی، پھر کافر اور صدہا آیاتِ قرآنیہ کے
منکر ہو۔ قال تعالیٰ وبشرہ بغلام علیم وقال تعالیٰ وعلمنٰہ من لدنا علماہ وقال
تعالیٰ وانہ لذو علم لما علمنٰہ وقال تعالیٰ علمک مالم تکن تعلم وقال تعالیٰ علم الانسان
مالم یعلم : وقال تعالیٰ والذین اوتوا العلم درجٰت وقال تعالیٰ ان یعلمہ علمؤ بنی
اسرائیل وقال تعالیٰ وفوق کل ذی علم علیم وقال تعالیٰ ومن عندہ علم الکتب
وقال تعالیٰ وقال الذی عندہ علم من الکتاب وقال تعالیٰ یعلمہم الکتاب والحکمۃ
وقال تعالیٰ وعلمکم مالم تکونوا تعلمون ہ وقال تعالیٰ فجعلنٰہ سمیعًا بصیراہ وقال تعالیٰ
وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ وقال تعالیٰ اسمع بہم وابصر وقال تعالیٰ یخرج
الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحی الارض بعد موتہا وکذٰلک تخرجون ہ
وقال تعالیٰ جعلنا من الماء کل شیء حی وقال تعالیٰ اومن کان میتا فاحیینٰہ وقال
تعالیٰ یحیی من حی عن بینۃ وقال تعالیٰ بل احیاء عند ربہم، آیات میں بھی میں نے انہی پر
اقتصار کر دوں کہ اسی عدد کا التزام ہے، بر تقدیر اول تم مشرک فی الصفات ہوئے یا نہیں
نہ کیوں، حالانکہ خدا کو بھی علیم وسمیع وبصیر وحی مانا اور بندوں کو بھی علیم وسمیع وبصیر وحی جانا

اگر کہئے مثلاً حیاتِ الٰہی بذاتِ خود ازلی ابدی ہے، واجب الثبوت ہے، ممتنع الزوال ہے، حیات بندہ عطائے خدا ہے، حادث متناہی ممکن الثبوت جائز العدم ہے، تو یہ وہی بالذات وبالعرض کا فرق ہوا، اتنے پر تمہارے نزدیک شرک فی الصفات نہیں مٹتا، پھر کیا سبب تم مشرک نہ ہو، ہو اور ضرور ہو، بالذات وبالعرض کا ایک لفظ دیکھ لیا، اور نہ جانا کہ اس کے لئے عرض عریض ہے، یہ تمام تفرقے اور صدہا اور جس قدر اس منشاء جلیل سے ناشی ہوں سب انہیں دو لفظوں میں داخل ہیں یعنی ذاتی وعطائی، یا تمہاری تعبیر میں بالذات وبالعرض (۲۰۱) ذرا سارا دیوبندی کنبا مع ایڈیٹر اے ایچ وغیرہ حمائتیاں جُڑ کر بتاؤ کہ ہر صفت خاص ہے یا بعض، وعلے الاول خصوص خاص من حیث المنشا ہے یا من حیث المتعلق، علے الثانی من حیث الاطلاق یا علے الاطلاق، بہرنہج ثبوت دو کہ تمہارے خصم نے خاص من حیث الخصوص کو شرک کہا فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین ٥ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ٥ صاحب ایڈیٹر اسنہ ایچ تم بھی اصول ومقاصد حسام الحرمین شریف سے جان بچا کر براہ مکاری یہی دو اصلیں لے دوڑے تھے، اب تم نے دیکھا کہ تمہاری اور تمہارے لنگوٹیا یار دربھنگی دونوں کی اصلوں میں خطا ہے، اور نہ ایک خطا دو خطا بلکہ بے شمار خطا، ذرا تم بھی دیوبندی کنبے کے ساتھ کان پھٹپھٹا کر حجارۃ من سجیل کی بارش کھوپڑیات شریفہ پر لینے کے لئے مستعد ہو جاؤ، کیوں اللہ کی ماری جوڑی ضربت مرداں دیدی مزہ

مناظرہ چشیدی ھل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون

وقطع دابر الذین کفروا وقیل بعد اللقوم

الظلمین والحمد للہ

رب العلمین

٭

تصحیح کردہ مفتی اعجاز الرضوی البریلوی

۶۸۷/۹۲

(۶)

القمع المبین لآمال المکذبین

۱۳۲۹ھ

(از افاضات اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ عنہ)

مسایرہ و شرح مواقف و سیالکوٹی کی عبارات میں مکذبوں کی سرشکنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ از نگلہ ارو ہ ڈاکخانہ اچھنیرہ ضلع اکبر آباد مرسلہ محمد صادق علی خاں صاحب شوال ۱۳۲۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں قلت الکذب نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال فلا یکون من الممکنات الخ قولہ والنقص علیہ الخ لا یخفی انہ موقوف علیٰ کونہ ممتنعا بالذات ولانسلم ذالک اذ لو کان ممتنعا لما وقع الکذب من احد فھو ممتنع بواسطہ انہ مناف لکمالہ تعالیٰ فیکون ممتنعا بالغیر والامتناع بالغیر لاینافی الامکان الذاتی حاشیہ عبد الحکیم سیالکوٹی۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الواجب الصدق المستحیل الکذب المحال علیہ بذاتہ لذاتہ کل نقص وشین فمن تقول علیہ بامکان کذبہ وتطرق الیہ بخلف وعیدہ فقد استوجب لعنۃ اللہ علیہ فی الدارین ۔ قل صدق اللہ ومن اصدق من اللہ قیلا ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی

---

[1] یہ قرآن شریف کی پانچ آیتیں ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے (۱) اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی (۲) جو یہاں اندھا ہو آخرت میں اندھا اور زیادہ گمراہ ہے (۳) تمہاری خرابی ہو اللہ پر کذب کی تہمت نہ باندھو کہ تمہیں عذاب سے (پ۱۶ ع۱۵ ایر)

الآخرۃ اعمیٰ و اضل سبیلاہ ویٰلکم لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحتکم بعذاب ان الذین
یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ٥ متاع قلیل ولھم عذاب الیم ٥ ومن اظلم
ممن افتریٰ علی اللہ الکذب اوکذب بایٰتہٖ اولٰئک یعرضون علی ربھم ویقول
الاشھاد ھٰؤلاء الذین کذبوا علی ربھم الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین ٥ ھو الذی ارسل
رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون ٥ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وکرم کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن
ذکرہ الغافلون : والحمد للہ رب العٰلمین ٥ اللہ عزوجل کے غضب سے اُسی کی پناہ مجھے
اُس کے حبیب اکرم رحمت عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ، جب غضب الٰہی کسی قوم
سے دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے۔ کہ عقل سلیم بفضل کریم باطل کو قبول نہیں کرتی، اور
اگر کبھی شیطان نے کچھ دھوکا دینا چاہا تذکروا فاذا ھم مبصرون ٥ جلد اُن کی آنکھیں کھل
جاتی ہیں، مگر جب عقل نہ رہی (یعنی دین متین کی سمجھ اگرچہ دنیا و دیگر علوم و فنون کی کتنی ہی
دانش ہو لا یعقلون شیئا ولا یھتدون ٥) اُس وقت انسان شیطان کا مسخرہ ہو جاتا ہے
کہ صورت میں آدمی اور باطن میں گدھا ہے کمثل الحمار یحمل اسفارا کا نہم حمر مستنفرۃ
اپنی اغراض فاسدہ کے لئے اُس کی کتاب بینی کی مثال بالکل سوؔر اور سیر باغ کی ہوتی ہے
پھول مہکیں، کلیاں چٹکیں، تختے لہکیں، فوارے چھلکیں، بلبلیں چہکیں، اُسے کسی لطف
و سرور سے کام نہیں، وہ اس تلاش میں پھرتا ہے، کہ کہیں نجاست پڑی ہو تو نوش جان
کرے، بعینہ یہی حالت گمراہ بددین کی ہوتی ہے، ہزار ورق کی کتاب میں لاکھ باتیں نفیس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۹) میں ڈالیگا (۴) بیشک جو اللہ پر کذب کی تہمت رکھتے ہیں اُنہیں چھٹکارا نہ ملے گا دنیا میں
برتنا ہے اور آخرت میں اُن کے لئے دردناک عذاب (۵) اُس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر کذب کی رکھے، یا
کی آیتیں جھٹلائے، یہ لوگ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے۔ اور گواہ کہیں گے کہ یہ ہیں جنہوں نے
رب پر جھوٹ بولا تھا سُنتا ہے، اللہ کی لعنت ان ظالموں پر، دوسری آیۂ کریمہ سے جناب گنگوھی صاحب
کا فوٹو ملا دیکھیئے ۱۲ س رحمہ اللہ تعالیٰ

جلیل نوائد کی ہوں، ان سے اسے بحث نہ ہو گی، کتاب بھر میں اگر کوئی غلط و باطل و خطا جملہ اپنے مطلب کا سمجھے گا، اُسی کو پکڑے گا، اگرچہ واقع میں وہ اُس کے مطلب کا بھی نہ ہو، اتنی بات اس میں خنزیر سے بھی بڑھ کر ہوئی، کہ وہ نجاست لے گا تو اپنے مطلب کی، اور اسے اس کی بھی تمیز نہیں، انبیاء علیہم الصلاۃ والثنا کے سوا کوئی بشر معصوم نہیں، اور غیر معصوم سے کوئی نہ کوئی کلمہ غلط یا بے جا صادر ہونا کچھ نادر کالمعدوم نہیں، پھر سلف صالحین و ائمہ دین سے آج تک اہل حق کا یہ معمول رہا ہے کہ کل ماخوذ من قولہ و مردود علیہ الا صاحب ھٰذا القبر صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم جس کی جو بات خلاف اہل حق و جمہور دیکھی، وہ اُسی پر چھوڑی اور اعتقاد وہی رکھا جو جماعت کا ہے کہ ید اللہ علے الجماعۃ اتبعوا السواد الاعظم نہ کہ اجماع امت کے خلاف کسی نے محض بطور بحث منطقی کوئی شگوفہ چھوڑ دیا، اور دل کی میخ کر اُس کے پیچھے ہو لئے، یہ اندھے طاعین کا طریقہ ہوتا ہے یا اندھے شیاطین کا، کہ رب عزوجل فرماتا ہے وان یروا سبیل الرشد لا یتخذ وہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذ وہ سبیلا ذالک بانہم کذبوا بایٰتنا وکانوا عنہا غٰفلین ۰ اگر ہدایت کی راہ دیکھیں تو اُس میں چلنا پسند نہ کریں اور گمراہی کا رستہ نظر پڑے تو اُس میں چلنے کو موجود ہو جائیں یہ اس لئے وہ ہمارے کلام کی طرف کذب کی نسبت کرتے اور ہماری آیتوں سے غافل ہیں + اس وصف میں تمام طوائف گمراہاں میں طائفۂ وہابیہ اور طوائف وہابیہ میں خاص طائفہ دیوبندیہ سب سے ممتاز ہیں۔ اور ہماری چاہیں کہ قرآن عظیم فرماتا ہے، یہ اُس کذب کی شامت ہے جو وہ ہمارے کلام کی طرف نسبت کرتے ہیں، اور اللہ کی طرف نسبت کذب میں وہابیہ سب سے پیش قدم ہیں کہ اُن کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی صاحب نے یک روزی میں اس کی چنائی چُنی، اور وہابیوں میں دیوبندی اس میں اگوا ہیں، کہ ان کے پیر گنگوہی صاحب نے براہین میں اُس پر استرکاری کی نیز جناب موصوف کی تقلید سے ماشاء اللہ اندھے ہونے میں بھی اس طائفہ کو دنیا بھر کے دلی اندھوں پر ترجیح ہے، اگر ایک آدھ آنکھ آدھی چوتھائی بھی کھلی ہوتی، تو یہ نہ سوجھتا کہ سیالکوٹی مُلّا تو جس کذب کو یہاں ممکن بالذات کہہ رہے ہیں، اُسے نہ صرف ممکن بلکہ واقع بتا رہے ہیں یعنی نفس کذب کسی کا ہو جنگلی کا یا کوہی کا دہلوی کا یا گنگوہی کا اور اُس کے ممکن

بلکہ روزانہ لاکھوں، کروڑوں بار واقع ہونے میں کیا کلام ہے، اُن کے لفظ دیکھیئے کہ لو کان ممتنعا لما وقع الکذب من احد یعنی جس طرح اجتماع نقیضین وارتفاع نقیضین اپنی ذ... میں محال ہیں، یونہیں اگر مطلق جھوٹ خود اپنی ذات میں محال ہوتا، تو کبھی کوئی شخص جھوٹ نہ بول سکتا، مگر کروڑوں لوگ جھوٹ بول رہے۔ تو معلوم ہوا کہ جھوٹ خود اپنی حد ذات میں محال نہیں۔ ہاں جب اُسے اللہ عزوجل کی طرف نسبت کرو تو ضرور محال ہے کہ ذات الٰہی بالذا... مقتضی جملہ کمالات و منافی جملہ نقائص ہے۔ تو اُس پر کذب محال بالذات ہے، یہ استحالہ جانب باری سے بالذات ہوا، کہ اُس کی ذاتِ کریم ہر عیب کے منافی ہے۔ مگر مطلق کذب جو کلی ... شامل ہر کذب اور ہر شخص کے کذب کو تھا، اس فرد کے استحالہ سے اُسے بھی ایک استحالہ عا... ہوا کہ ہر فرد کا حکم طبیعت من حیث کی طرف ساری ہوتا ہے، یہ استحالہ مطلق کذب کے حق میں ... نہ ہوا، کہ خود مطلق کذب کی ذات سے پیدا ہوا، بلکہ اللہ عزوجل کی ذات سے۔ بعینہٖ اس مثال وہی اجتماع نقیضین ہے، مطلق اجتماع کسی کا ہو، اپنی حد ذات میں محال نہیں، ورنہ ک... کوئی دو چیزیں جمع نہ ہوسکتیں، ہاں نقیضین کا اجتماع محال بالذات ہے، کہ ذات نقیض... منافی اجتماع ہے۔ مگر مطلق اجتماع کہ ہر دو شے کے جمع ہونے کو عام شامل تھا وہ جو اس ما... خاصہ میں آکر محال ہوا، تو یہ استحالہ اُس کے لئے ذاتی نہیں، بلکہ خصوص نقیضین کے باع... ہے، تو مطلق اجتماع کہ ماہیت مطلقہ ہے ضرور ممکن بالذات بلکہ لاکھوں جگہ موجود، اور اُ... سبب اجتماع نقیضین ممکن نہیں ہو سکتا، وہ قطعاً محال بالذات ہے، یونہیں مطلق کذ... طبیعت مرسلہ ہے ضرور ممکن بالذات بلکہ ہزاروں جگہ موجود اور اس کے سبب معاذ اللہ ک... باری ممکن نہیں ہوسکتا، وہ یقیناً محال بالذات ہے، یہ ہے اس عبارت کی تقریر جس ... اعتراض مُلّا سیالکوٹی صاحب کی تشریح بھی ہو گئی، اور اس سے جواب کی خوب توضیح بھی ... یہاں کلام کذب خاص میں ہے نہ کہ مطلق طبیعت کذب میں اور کلی کا امکان اُس کے ہر ف... امکان کو مستلزم نہیں، یہاں مُلّا سیالکوٹی کی تو اتنی ہی خطا تھی کہ محل نزاع میں فرق نہ ... امکانِ فرد میں بحث تھی اور لے کر چلے امکانِ طبیعت، مگر دیوبندی اپنے کفر سے کب باز آ... وہ اسی کو معاذ اللہ امکانِ کذبِ باری پر دلیل بناتے اور اپنے کفریات اُن کے سر منڈھ...

ہیں، بہت خوب، اب دیوبندی سنبھل کر بتائیں کہ یہ سیالکوٹی تقریر جس طرح تم بتاتے ہو تمہارے
نزدیک حق ہے یا باطل، اگر باطل ہے تو کیوں دانستہ اندھے چلتے اور ناواقف مسلمانوں کو
چھلتے ہو، اور اگر حق ہے تو تمہارے ہی منہ ثابت ہوا، تم مشرک ہی نہیں بلکہ نرے بُت پرست
ہو، کہ اللہ عزوجل کو مانتے ہی نہیں، صرف اپنے ساختہ ٹھاکر کو پوجتے ہو، یوں نہ مانو ہم ثابت
کر دیں تو سہی، جس تقریر سے اُس کا کذب ممکن ٹھہرایا، بعینہٖ بلا تفاوت اُسی تقریر سے اُس
کا شریک بھی ممکن ہے، کہ شریک اگر محال ہوتا تو کوئی کسی کا شریک نہ ہو سکتا، تو شریک
باری اس واسطے سے محال ہوگا کہ اُس کے کمال کے منافی ہے، تو ممتنع بالغیر ہوا، اور امتناع
بالغیر امکان ذاتی کا منافی نہیں، بعینہٖ بلا تفاوت اُسی تقریر سے اُس کی موت و فنا بھی ممکن ہے
کہ موت محال ہوتی، تو کوئی کبھی نہ مرتا، تو موت باری اس واسطے محال ہوئی کہ منافی کمال ہوئی
تو امتناع بالغیر رہا، تو اُس کا مرنا فنا ہو جانا ممکن بالذات ہوا، تو وہ واجب الوجود نہ ہوا تو الٰہ
نہ ہوا، بلکہ کوئی تمہارا ساختہ ٹھاکر ہوا الا لعنۃ اللہ علی الظّٰلمین، اس عبارت کے جواب
کو تو اسی قدر بس ہے، مگر فقیر بعون القدیر چاہتا ہے کہ اس بحث کو اعلیٰ درجۂ کمال پہ پہنچائے
اور گنگوہی و دیوبندی مکذبانِ الٰہی نے مسایرہ و شرح مواقف کی دو عبارتوں سے جو مسلمانوں
کو دھوکا دینا چاہا ہے ایک ضربت حیدری و صولت فاروقی سے اُس کی بھی پردہ دری کر دیجئے
وباللہ التوفیق، اُن عبارتوں سے استناد اس سے زیادہ پوچ و لچر ہے، جیسا کہ اس عبارت
سیالکوٹی سے تھا، مگر اللہ کے مکذّبوں کا مقصود مردود تو صرف عوام کو دھوکے دینا اور یہود کے
تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق سے پورا ترکہ لینا ہے وسیعلم الذین ظلموا ای
منقلب ینقلبون۔ **فاقول** وباللہ التوفیق **مسلمانو**! عقائد وہ سنت ہیں جو حضور پر نور
سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ و تابعین وسلف صالحین
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں، انہیں کے بیان کے لئے کتب عقائد
کے متون موضوع ہوتے ہیں، زمانہ خیر میں یہ عقائد صدور والسنۂ ائمہ سے تلقی کئے جاتے
تھے، اور مسلمان اپنی سلامت صدر سے اُن پر ایمان لاتے تھے، انہیں چون و چرا و لم و لا نسلم کی
علت نہ تھی، جب بدمذہبوں کا شیوع ہوا، اور گمراہ متکلموں نے عوام مسلمین کو بہکانے کے

لئے اپنے عقائد باطلہ پر عقلی و نقلی مغالطے پیش کرنے شروع کیے، علمائے اہل سنت و جماعت کو حاجت ہوئی کہ اُن کے دلائل باطلہ کا رد کریں، اپنے عقائد حقہ پر دلائل قائم فرمائیں، یہاں سے کلام متاخرین کی بنا پڑی۔ اب کہ استدلال و بحث و مناظرہ کا پھاٹک کھلا خود اپنے دلائل و جوابات کی جانچ پرکھ کی بھی حاجت ہوئی، اذہان مختلف ہوتے ہیں، اور بحث و استخراج میں خطا و اصابت آدمی کے ساتھ لگے ہوتے ہیں، ایک نے مذہب پر ایک دلیل قائم فرمائی یا مخالف کے کسی اعتراض کا جواب دیا، دوسرے نے اُس پر بحث کردی کہ اپنے مذہب پر یہ دلیل کمزور ہے مخالف کی طرف سے اُس کا رد یہ ہو سکتا ہے۔ یا اعتراض کا یہ جواب کافی نہیں، مخالف اس میں یوں کہہ سکتا ہے، اس رد و بحث کا اثر فقط اُسی دلیل و جواب تک ہوتا ہے عام ازیں کہ اُس دلیل و جواب ہی میں قصور ہو جیسا کہ بحث کرنے والے کا بیان ہے یا خود اس باحث ہی کی نظر نے خطا کی دلیل و جواب صحیح و صواب ہو، بہر حال معاذ اللہ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اپنا اصل مذہب باطل یا مخالف کا ضلال حق ہے، ہر عاقل جانتا ہے کہ کسی کی قائم کی ہوئی ایک دلیل یا دیا ہوا جواب بگڑ جانے سے اصل مسئلہ باطل نہیں ہو سکتا، نہ معاذ اللہ یہ بحث کرنے والا اپنا عقیدہ بدلتا اور مذہب اہل سنت کو باطل جان کر اُس سے باہر نکلتا ہے، یہ ایک ایسی بات ہے جسے نہ فقط اہل سنت بلکہ ہر مذہب و ملت والا اپنے یہاں دیکھتا جانتا ہے، پھر بھی جب تک زمانۂ خیر کا قرب تھا، اس رد و کد میں ایک اعتدال باقی تھا، جب فن کلام فلسفہ دان متاخرین کے ہاتھ پڑا، اب تو بات بات میں وجہ بے وجہ نکتہ چینی کی لے بڑھی جس سے مقصود صرف بردمات و رد و اثبات و منع و نقض و بحث و اخذ میں ذہن آزمائی، اور اپنی طاقتِ سخن کی رونمائی ہوتی ہے، و بس نہ کہ معاذ اللہ مذہب سے پھریں، دین وعقائد کو باطل کریں حاشا للہ ہزار حاشا للہ، یہاں سے ہر ذی انصاف پر ظاہر کہ یہ متاخر شارح محشی جو کچھ بحث میں لکھ جایا کرتے ہیں، وہ مطلقاً خود اُن کا اپنا بھی اعتقاد نہیں ہوتا، نہ کہ تمام اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ۔ عقیدہ وہ ہوتا ہے جو متون و رسائل میں بیان کر دیا، بالائی تقریریں اُس کے موافق ہیں تو حق ہیں۔ مخالف ہیں، تو وہی اُن کی بحث بازیاں اور ذہن آزمائیاں اور قلم کی جولانیاں ہیں، جن کا خود نہیں اقرار ہے، کہ ان میں قواعد اہل حق کی پابند

نہیں کی جاتی، اور معرفت سامع پر چھوڑا جاتا ہے، عقیدہ اہل حق اُسے معلوم ہے، اُس کی مراعات کرے گا، مواقف میں ہے انت تعرف مذھب اھل الحق وانما لانتعرض لامثالہ للاعتماد علی معرفتك بھا فی مواضعھا شرح میں ہے فعلیك برعایة قواعد اھل الحق فی جمیع المباحث وان لم نصرح بھا شرح مقاصد میں ہے کثیرا ما توھد الاٰراء الباطلة للفلاسفة من غیر تعرض لبیان البطلان الا فیما یحتاج الی زیادة بیان بعینہ اسی طرح حسن چلپی علی السید میں ہے، تو عقائد اُن کے وہی ہیں جو متون اور خود اُن کے کلام میں جا بجا مصرح ہیں، اگرچہ بحث مباحث میں کچھ کہیں، خصوصاً وہ جن پر فلسفہ کا رنگ چڑھا، اُن کو تو لم ولانسلم کا وہ لپکا پڑا، جس کے آگے کھائی، خندق، دریا، پہاڑ سب یکساں ہیں، مطارحات میں وہ باتیں کہہ جاتے ہیں کہ خدا کی پناہ، شرح فقہ اکبر میں ہے، سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں لقد اطلعت من اھل الکلام علی شیئ فما ظننت مسلما یقولہ میں نے اہل کلام سے بعض باتیں وہ سنیں کہ مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی مسلمان ایسا کہتا، وہ تو سمجھ لئے کہ بحث مذہب پر حاکم نہیں، ہمارے عقائد معلوم و معروف ہیں لم ولانسلم میں جوبات اُس کے خلاف ہوگی، ناظرین خود ہی سمجھ لیں گے، اور اُن کے متعدد اکابر نے اس پر تنبیہ بھی کر دی، مگر مضل مغوی کا کیا علاج، وہ تو ایسے ہی موقع کی تاک میں رہتا ہے، اُدھر عامی بے چارہ مارا پڑا، یا وادیٔ حیرت میں سرگردان رہا، اُسے ہر بات میں قاعدۂ اہل حق کہاں معلوم کہ اُس کی مراعات کرے گا، یہی وہ باتیں ہیں جنہوں نے اس قسم کے کلام متاخرین کو ائمۂ دین کی نگاہ میں سخت ذلیل و بے قدر بنا دیا، یہاں تک کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا من طلب العلم بالکلام تزندق فقہائے کرام نے فرمایا جو مال علما کے لئے وصیت کیا گیا ہو متکلمین کا اُس میں حصہ نہیں، نہ کتب کلام، کتب علم میں داخل، ھندیہ میں محیط سے ہے لایدخل فی ھذہ الوصیة المتکلمون اُنہیں میں امام ابو القاسم صفار رحمہ اللہ تعالٰی سے ہے کتب الکلام لیست کتب العلم منح الروض الازہر میں فتاوٰی ظہیریہ سے ہے اوصی لعلماء بلدہ لایدخل المتکلمون ولو اوصی ان یوقف من کتبہ کتب العلم افتی السلف انہ یباع ما فیھا من کتب الکلام طریقہ محمدیہ میں بحوالہ

تاتارخانیہ امام حافظ ابو اللیث سمرقندی سے ہے من اشتغل بالکلام محی اسمہ من العلماء
حدیقہ ندیہ میں ہے فلا یقال لہ عالم اس کے نظائر نظر فقیر میں کثیر و وافر ہیں سر دست انہی
تین کتابوں سے نظائر یجئے کہ مکذبانِ خدا نے قرآن عظیم و نصوص صریحۂ متون و عقائد
واجماع قطعی ائمہ سلف و خلف کو یکسر چھوڑ کر ابحاث زائدہ میں آن کی تراشیدہ تقریروں
کا دامن پکڑا ہے یعنی مسایرہ و شرح مواقف جن کی دو عبارتیں دیوبندیوں کی پرانی دست
مال ہیں اور تیسری حاشیہ سیالکوٹی کی یہ عبارت کہ سوال میں گذری، ان کے بعد بحمداللہ تعالیٰ
مکذبوں کا ہاتھ بالکل خالی رہ جائیگا، اور وسوسہ ابلیس مردود و مطرود ہو کر ویل یومئذ للمکذبین کا
نقشہ آن پر یہیں سے نظر آئے گا، وباللہ التوفیق۔ نظیر اوّل مُلّا عبدالحکیم سیالکوٹی کی شیئے
منہیۂ خیالی سے منقول ہوا کہ اُس میں باری عزوجل کے علم کا امور غیر متناہیہ سے تفصیلاً متعلق
ہو نا ممنوع کہدیا، مُلّا نے خیالی کا خیالِ خبالی نقل کر کے اُس پر رجسٹری کر دی حیث قال قولہ
فتامل نقل عنہ وجہ التامل ان علمہ تعالیٰ الشامل انما یشمل ما لا یمتنع العلم بہ کما
ان قدرتہ الشاملۃ انما تشتمل ما لا یمتنع وجودہ و امکان تعلق العلم بالمراتب الغیر
المتناھیۃ مفصلۃ ممنوع انتھی فان قیل یلزم الجھل علی اللہ تعالیٰ قلت الجھل
عدم العلم بما یصح تعلق العلم بہ کما ان العجز عدم تعلق القدرۃ بما یصح ان تتعلق بہ فتامل
اھ ممنوع کہتے تو کہہ گئے، لیکن اگر نظر کرتے کہ یہ وسوسۂ باطلہ جو عدو مبین اعاذنا اللہ تعالیٰ
من شر المھین نے القا کیا اس کی تہ میں کیا کیا آفات قاہرہ ہیں، تو ہرگز خامہ و نامہ کو اس
سے آلودہ کرنا روا نہ رکھتے فاقول اولاً دونوں مُلّا صاحب فرمائیں تو کہ سلسلۂ اعداد سے
کس قدر پر مولےٰ عزوجل کا علم جا کر رُک گیا، کہ اُس سے آگے کا عدد خدا کو معلوم نہیں سلسلہ
ایام آخرت سے کتنے دن خدا کو معلوم ہیں آگے مجہول، نعیم جنان و عذاب نیران سے کتنی مقدار
علم الٰہی میں ہے، زیادہ کی اُسے خبر نہیں، کیا کوئی عاقل مسلم سوچ سمجھ کر ایسی بات کہہ سکتا
ہے حاشا و کلا، دیکھو کیسی صریح تصدیق ہے، امام شافعی کے اُس ارشاد کی کہ فما ظننت مسلما
یقولہ ہاں انہوں نے اطلعت علی شیٔ فرمایا وقد اطلعنا علی اشیاء اذ فسد الزمان والی
اللہ المشتکی وعلیہ التکلان ثانیاً جو حد مقرر کیجئے وہاں وہ فارق بتائیے کہ حد بندی

کہنے کیا سبب کہ یہاں تک کا علم ہوا بعد کا نہیں، علم کے لئے معلوم کا وجود خارجی درکار ہو تو آخرت درکنار معاذ اللہ کل آئندہ کا علم نہ ہو بلکہ ازل میں جملہ ماورا سے عیاذاً باللہ جہل مطلق ہو پھر خلق کیونکر ہو اور جب وجود ضرور نہیں تو معدوم معدوم سب یکساں کسی حد خاص پر رکنا ترجیح بلامرجح ہے بخلاف علوم عالم کہ وہاں مرجح ارادۂ الٰہیہ ہے، جسے جتنا دیا آتنا ملا لا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء ثالثاً جو حد معین کیجئے یقیناً معلوم کہ ایام وایلام وانعام اُس سے آگے بڑھیں گے لا تقف عند حدٍ ہیں، اب جو بعد کو آئے، اُن کا علم باری عزوجل کو ہوگا، یا نہیں؟ اگر نہیں، تو جہل موجود، اور جو عذر کیا تھا زاہق ومردود کہ اب تو وہ خود عباد کو معلوم ومشہود معہذا انہیں پیدا کون کرے گا، وہی خبیر وشہید تو نہ جانا کیا معنے الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر، اور اگر ہاں اور تم نے مانا کہ ان کا علم پہلے نہ تھا، تو اُس کا علم معاذ اللہ حادث ہوا متجدد ہوا، کیا یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے جو ہمارے رب عزوجل نے فرمایا وکان اللہ بکل شیٔ علیما **عقیدہ** وہ ہے جو خود سیالکوٹی نے شرح عقائد جلالی میں لکھا المعلومات فی انفسہا غیر متناھیۃ لشمولھا الموجودات والمعدومات خود شرح میں ہے اعلم ان المتکلمین ینفون الوجود الذھنی ویثبتون علم اللہ تعالٰی بالحوادث الغیر المتناھیۃ بلکہ خود اسی حاشیۂ سیالکوٹی علی الخیالی میں ہے ھذہ التعلقات قدیمۃ غیر متناھیۃ بالفعل ضرورۃ عدم تناھی متعلقاتھا اعنی جمیع ما یمکن ان یعلم من الامور الکلیۃ وجزئیۃ الازلیۃ والمتجددۃ لشمولہ الممکن والممتنع والواجب **عقیدہ** وہ ہے، جو مقاصد وشرح و فرمایا (علمہ تعالٰی لا یتناھی ومحیط بما لا یتناھی کالاعداد والاشکال) و نعیم الجنان وشامل لجمیع الموجودات والمعدومات الممکنۃ والممتنعۃ وجمیع الکلیات والجزئیات سمعاً وعقلاً **عقیدہ** وہ ہے جو مواقف وشرح میں بیان فرمایا علمہ تعالٰی یعم المفھومات کلھا الممکنۃ والواجبۃ والممتنعۃ والمخالف فی ھذا الفصل فرق الاولی من قال لا یعلم نفسہ (الی ان قال) الرابعۃ من قال لا یعقل غیر المتناھی۔

عقیدہ وہ ہے جو حدیقہ ندیہ میں فرمایا المعلومات موجودۃ او معدومۃ محالۃ او ممکنۃ قدیمۃ او حادثۃ متناھیۃ او غیر متناھیۃ جزئیۃ او کلیۃ وبالجملۃ جمیع ما یمکن ان

یتعلق به العلم فهو معلوم للہ تعالیٰ عقیدہ وہ ہے جو اس غفرلہ رب قدیر نے الدولۃ المکیہ میں لکھا، اور علمائے کرام حرمین طیبین نے مزین بتصدیقات جلیلہ کیا ان ربنا تبارک و تعالیٰ یعلم ذاته الکریمة وصفاته الغیر المتناهیة والحوادث التی وحدت والتی توجد غیر متناهیة الی ابد الابد والممکنات التی لم توجد ولن توجد بل والمحالات باسرها ولیس شئ من المفاهیم خارجاً عن علمه سبحٰنه وتعالیٰ یعلمها جمیعا تفصیلا تاما ازلا ابداً وذاته سبحٰنه وتعالیٰ غیر متناهیه وصفاته غیر متناهیات وکل صفة منها غیر متناهیة وسلاسل الاعداد غیر متناهیة وکذا ایام الابد وساعاته و آناته وکل نعیم من نعم الجنة وکل عذاب من عقوبات جهنم وانفاس اهل الجنة واهل النار ولمحاتهم وحرکاتهم وغیر ذالک کلها غیر متناه والکل معلوم للہ تعالیٰ ازلا ابداً باحاطة تامة تفصیلیة ففی علمه سبحٰنه وتعالیٰ سلاسل غیر المتناهیات بمرات غیر متناهیة بل له سبحٰنه وتعالیٰ فی کل ذرة علوم لا تتناهی لان لکل ذرة مع کل ذرة کانت او تکون او یمکن ان تکون نسبة بالقرب والبعد والجهة مختلفة فی الازمنة باختلاف الامکنة الواقعة والممکنة من اول یوم الی ما لا آخر له و الکل معلوم له سبحٰنه وتعالیٰ بالفعل فعلمه عز جلاله غیر متناه فی غیر متناه فی غیر متناه کانه مکعب غیر المتناهی علی اصطلاح الحساب وهذا الجمیع واضح عند من له من الاسلام نصیب عقیدہ وہ ہے جو فقیر نے اس کی تعلیقات الفیوض الملکیہ میں نقل کیا حیث کتبت علی قولی بل له سبحٰنه فی کل ذرة علوم لا تتناهی مانصه الحمد للہ هذا الذی کتبته من عندی ایمانا بربی ثم رأیت التصریح به فی التفسیر الکبیر اذ یقول تحت کریمة وکذالک نری ابرهیم سمعت الشیخ الامام الوالد عمر ضیاء الدین رحمة اللہ تعالیٰ قال سمعت الشیخ ابا القاسم الانصاری یقول سمعت امام الحرمین یقول معلومات اللہ تعالیٰ غیر متناهیة ومعلوماته فی کل واحد من تلک المعلومات ایضا غیر متناهیة وذالک لان الجوهر الفرد یمکن وقوعه فی احیاز لا نهایة لها علی البدل ویمکن اتصافه بصفات لا نهایة لها علی البدل الخ نظیر دوم سایرہ

یوں اصل عقیدہ تو وہی لکھا جو ائمہ اہل سنت وجماعت کا ہے کہ اللہ کے سوا اصلاً کسی شے کا کوئی خالق نہیں بندوں کے افعال اختیاریہ بھی تمام وکمال اُسی کے مخلوق ہیں بندہ صرف کاسب ہے اور اسے دلائل عقلیہ ونقلیہ سے روشن کیا حیث قال الاصل الاول العلم بانہ تعالیٰ لاخالق سواہ فھو سبحنہ الخالق لکل حادث جوھر او عرض لحرکۃ کل شعرۃ وکل قدرۃ وفعل اضطراری کحرکۃ المرتعش والنبض او اختیاری کافعال الحیوانات المقصودۃ لھم واصلہ من النقل قولہ تعالیٰ اللہ خالق کل شیٔ وقولہ تعالیٰ واللہ خلقکم وما تعملون ومن العقل ان قدرتہ تعالیٰ صالحۃ للکل لا تصور لھا عن شیٔ منہ فوجب اضافتھا الیہ بالخلق اھ مختصراً پھر حسب عادت متاخرین اہل کلام بحث کے طور پر ایک بات لکھ گئے کہ اگر مسلم ہو تو اُس بحر عمیق مسئلہ قدر میں شناوری اور اُس سر الٰہی کی جلوہ گری چاہے جس میں بحث سے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو ممانعت فرمائی، اور آخر نتیجہ وہی ہو جو ہونا چاہیئے، کہ گوہر کی جگہ خزف پر ہاتھ پڑے، اور وہ بھی محض لا یسمن ولا یغنی من جوع وہ بحث یہ کہ عزم کو نصوص سے مخصوص مان لیجئے اس کا آغاز تقائل ان یقول سے کیا یعنی کوئی کہنے والا یوں کہہ سکتا ہے، اور وہی شبہات جو معتزلہ پیش کرتے ہیں اُس کی تقریر میں بیان کرکے کہا فلنفی الجبر المحض وتصحیح التکلیف وجب التخصیص وھو لا یتوقف علٰی نسبۃ جمیع افعال العباد الیھم بالایجاد (ای کما فعلت المعتزلۃ) بل یکفی ان یقال جمیع ما یتوقف علیہ افعال الجوارح من الحرکات وکذا التروک التی ھی افعال النفس من المیل والداعیۃ والاختیار بخلق اللہ تعالیٰ لا تاثیر لقدرۃ العبد فیہ وانما محل قدرتہ عزمہ عقب خلق اللہ تعالیٰ ھٰذہ الامور فی باطنہ عزماً مصمماً بلا تردد وتوجھہ توجھاً صادقاً للفعل طالباً ایاہ فاذا اوجد العبد ذالک العزم خلق اللہ لہ الفعل فیکون منسوباً الیہ تعالےٰ من حیث ھو حرکۃ والی العبد من حیث ھو زنا ونحوہ (الی ان قال) وکفی فی التخصیص لتصحیح التکلیف ھذا الامر الواحد اعنی العزم المصمم وما سواہ

مما لا یحصی من الافعال الجزئیۃ والتروك کلها مخلوقۃ للّٰہ تعالیٰ متأثرۃ عن قدرتہ ابتداء بلا واسطۃ القدرۃ الحادثۃ المتأثرۃ عن قدرتہ تعالیٰ واللّٰہ سبحٰنہ و تعالیٰ اعلم مسایرہ کے بیان سے کسی ناقہم کو دھوکا نہ ہو کہ یہ حنفیہ کا مذہب ہے حاشا بلکہ اُن کا مذہب وہ ہے جو اُن کے امام امام أئمۃ الانام سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فقہ اکبر و وصایائے شریفہ میں تصریح فرمائی، کہ افعال عباد جمیع وتمام و کمال بلا تخصیص و بلا استثنا مخلوق الٰہی ہیں، خود مسایرہ کے لفظ صاف بتا رہے ہیں کہ یہ ایک طبع زاد بحث ہے نہ کہ مذہب منقول، بلکہ فی الواقع یہ صاحب مسایرہ کا بھی عقیدہ نہیں، بحث عقیدہ نہیں ہوتی، عقیدہ یوں نہیں کہا جاتا کہ کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے، اُن کا عقیدہ وہی ہے جو اصل مسئلہ یہاں بیان کیا اور آخر کتاب عقیدہ اہلسنت وجماعت کی فہرست میں لکھا، یہ سب عبارات عنقریب انشاء اللہ مذکور ہوتی ہیں یہاں مجھے اس بحث کا نامتوجہ و بے حاصل ہونا بتانا ہے، جو ضرورت اس بحث کی بیان کی اُس کا باذنہ تعالیٰ شافی و کافی جواب فقیر کے رسالہ ثلج الصدر لایمان القدر سے کہ تحفۂ حنفیہ میں طبع ہو لیے گا اور اس بحث کا نامفید و بے ثمر ہونا اُس حاشیہ سے واضح جو فقیر نے یہاں ہامش مسایرہ پر لکھا وہ یہ ہے **قولہ** فاذا وجد العبد ذالك العزم **اقول** معاذ اللّٰہ ان نقول بان العبد یخلق شیئا واحدا ولا عشر عشیر معشار شیٔ الا لہ الخلق والامر تبارك اللّٰہ رب العلمین، افمن یخلق کمن لا یخلق ما کان لہم الخیرۃ ھل من خالق غیر اللّٰہ وکون ھذا قلیلا بالنسبۃ الی مقدورات اللّٰہ تعالیٰ لا یجدی نفعا فانہ کثیر بثیر فی نفسہ جدا فان الانسان لا یحصی مالہ من العزمات فی یوم واحد فکیف فی عمرہ فکیف عن انّم الاولین والاٰخرین من الانس والجن والملك وغیرھم فتخرج ھذہ الکثرۃ التی تفنی دون عد بعضہا الاعمار عن مخلوقات العزیز الغفار بلا واسطۃ وتدخل فی مخلوقات العبید فیکون جواب ھل من خالق غیر اللّٰہ بالایجاب والعیاذ باللّٰہ ای بلیٰ ھناك الوف مؤلفۃ خالقون غیر اللّٰہ ولم تثبت المعتزلۃ اکثر من ھذا اذ شنع علیہم ائمتنا من مشائخ ماوراء النہر وغیرھم رحمہم اللّٰہ تعالیٰ قائلین انہم اقبح من

عہ اب نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب سے طلب کریں ۱۲ رضوی

المجوس حیث ان المجوس لم یقولوا الا بخالقین اثنین فما اثبتوا الا شریکا واحدا والمعتزلة اثبتوا شرکاء لا تحصی وذلک انها انما قالت بخلق العبد فعله الاختیاری وکل فعل لابد له من عزم فعدد العزمات والافعال سواء بل ربما تکون العزمات اکثر اذ قد یعزم العبد علی فعل ثم یُصرف عنه فلا یقع قال سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجهه عرفت ربی بفسخ العزائم فان کانت العزمات یشملها اسم واحد وهو العزم فکذلک الافعال ینتظمها اسم واحد وهو الفعل فلا طائل تحت ما قدم الشارح ویأتی انما للمصنف انه یکفی اسناد جزئی واحد الی العبد وهو العزم بل لو فرضنا انه واحد بالشخص فاللہ تعالیٰ متعال عن ان یشارکه احد فی خلق شئ ولو جزئیا وحدا اما اعتذار المصنف بان البراهین ای الایات الناصة باختصاص الخلق به تعالیٰ عمومات تحتمل التخصیص وقد اوجبه العقل اذ ارادة العموم فیها تستلزم الجبر المحض المستلزم لضیاع التکلیف وبطلان الامر والنهی وتعلق القدرة بلا تاثیر ای کما تقوله الاشاعرة لا یدفعه لان موجب الجبر لیس سوی ان لا تاثیر لقدرة العبد فی ایجاد فعل اھ ملخصًا فاعترضه القاری فی منح الروض بان ذالک الحزم المصمم داخل تحت الحکم المعمم اھ **اقول** فما کان یجوجه الی التخصیص بل النظر فیه بما ستسمع بتوفیق اللہ تعالیٰ **فاقول اولا** بل الایات عمومات لا تحتمل التخصیص لاجماع ائمة السنة علی اجرائها علی سننها وان الخلق مختص باللہ تعالیٰ لاحظ فیه للعبد فماذا ینفع کون اللفظ فی ذاته محتملا للخصوص مع الاجماع علی ان لا خصوص ومن کان فی ریب مما قلنا فلیأتنا بنقل من الصحابة او التابعین او من بعدهم من ائمة السنة المتقدمین قبل حدوث هؤلاء المتاخرین یکون فیه ان للعبد ایضا تسطا من الخلق والایجاد ولن یأتی به حتی یوب القار فان ویمکن التکلف بارجاع ما للقاری الی هذا ای الاجماع قائم علی عدم التخصیص فذلک الحزم ایضا غیر مخرج من الحکم و **ثانیا** لا حاجة بنا الی تخصیص النصوص

هذا من اعجب ما سمع من الرد فان ابن الهمام لم ینکر دخوله تحت العام ولم یرد انکاره

واثبات منصب افاضة الوجود لمن لا وجود له فی حد ذاته بل تندفع الحاجة علی ورا ان ماتزعمون اندفاعها ههنا باثبات تاثیر القدرة الحادثة فی شیٔ دون الوجود کما هو مذهب الامام ابی بکر الباقلانی ان للانسان قدرة مؤثرة لکن لا فی الوجود بل فی حال زائدة علی وجود وقد ارتضاه جمع من المحققین ذاهبین الی ان تاثیرها فی القصد والقصد حال لا موجود ولا معدوم ای هو من الامور الاعتباریة التی وجودها بمناشیها والخلف فی الحال لفظی کما فی الفصول البدائع وغیرها فلیس افاضتها خلقا فانه افاضة الوجود بل هو احداث والاحداث اهون من الخلق کما فی المسلّم والفواتح وعلیه تدور کلمات الامام المحقق صدر الشریعة فی التوضیح والعلامة الشمس الفناری فی الفصول البدائع وتبعه العلامة قاسم تلمیذ المحقق ابن الهمام فی تعلیقاته علی المسایرة وغیرهم رحمهم الله تعالیٰ وهم مع تنوع منازعهم یرجعون الیٰ ذٰلک الحرف الواحد لم ار احدا منهم یرضٰی بتخصیص العمومات اللّٰهم الا ما حکی عن الامام ابی المعالی علی الاضطراب فیه فتارة یثبته وتارة ینفیه کما فی الیواقیت عن الشیخ ابی طاهر القزوینی بل الکلام فی ثبوته عنه کما سیأتی والمنقول عن الحنفیه فی کتب المتاخرین هو هذا القدر اعنی ان للقدرة الحادثة اثرا فی القصد اما انه خلق وایجاد والنصوص مخصصة فکلا لا یوجد هٰذا الا للمحقق وقد قال الامام صدر الشریعة فی التوضیح بعد ما استفرغ وسعه فی التوضیح و التنقیح فالحاصل ان مشایخنا رحمهم الله تعالیٰ ینفقون عن العبد قدرة الایجاد والتکوین فلا خالق ولا مکوّن الا الله تعالیٰ لکن یقولون ان للعبد قدرة ما علیٰ وجه لا یلزم منه وجود امر حقیقی لم یکن بل انما یختلف بقدرته النسب والاضافات فقط کتعیین احد المتساویین وترجیحه اھ فهذا نص صریح فی ان مذهب الحنفیة علی خلاف ما بحث المحقق ولولا نسبحه

الکلام علی منوال الالتزام لقلت انه ابدا لا نقضا علی القدریة اللئام بانه لو سلم ان الحاجة الی تصحیح التکلیف انه والجزاء تودی الی ذالک ولابد فهی تندفع بشئ واحد وهو القصد فلم قلتم فی جمیع الافعال بخالقیة العبد ولعمری هذا قاطع لهم لا یمکنهم الخروج عنه . هذا وقال الامام محمد السنوسی رحمه الله تعالیٰ فی شرح ام البراهین مقدمته فی التوحید و بالجملة فیعلم ان الکائنات کلها یستحیل منها الاختراع لاثر ما بل جمیعها مخلوق لمولٰنا جل وعز ومفتقر الیه اشد الافتقار ابتداء ودواما بلا واسطة فبهذا شهد البرهان العقلی ودل علیه الکتاب والسنة واجماع السلف الصالح قبل ظهور البدع ولا تصغ باذنیک لما ینقله بعض من اولع بنقل الغث والسمین عن مذهب بعض اهل السنة مما یخالف ماذکرناه لک فشد یدک علی ماذکرناه فهو الحق الذی لا شک فیه ولا یصح غیره واقطع تشوفک الی سماع الباطل تعش سعیدا وتمت انشاء الله تعالیٰ طیبا رشیدا والله المستعان اھ قال محشیه الفاضل محمد الدسوقی اشار بهذا الثلثة اقوال نقلت عن اهل السنة قول القاضی بتاثیر قدرة العبد فی حال الفعل وقول الاستاذ الاسفرائنی توثر فی اعتبار لان الاستاذ لا یقول بالاحوال و قول امام الحرمین فی ذات الفعل علی وفق مشیئة الرب وهذه الاقوال غیر صحیحة لمخالفتها لاجماع السلف الصالح فان قلت کیف یصح من هؤلاء الائمة مخالفة الاجماع قلت قال فی شرح الکبریٰ لا یصح نسبتها لهم بل هی مکذوبة عنهم ولئن صحت فانما قالوه فی مناظرة مع المعتزلة جرالیها الجدل اھ ملخصا

اقول اما مخالفة ما نقل عن ابی المعالی للاجماع فظاهر وقد صح عنه خلافه کما ستسمع اما قول امام اهل السنة الباقلانی والاستاذ الامام ابی اسحٰق علی ما نقل ههنا فلیس فیه رائحة خلاف ما استمر علیه الاجماع والاتفاق لما علمت انه لیس فی شئ من الایجاد والتکوین علی الاطلاق وقال العلامة فی

شرح المقاصد المشهور فیما بین القوم والمذکور فی کتبہم ان مذہب امام الحرمین ان فعل العبد واقع بقدرتہ وارادتہ کما ہو رای الحکماء وھذا خلاف ما صرح بہ الامام فیما وقع الینا من کتبہ قال فی الارشاد اتفق ائمۃ السلف قبل ظہور البدع والاھواء علی ان الخالق ھو اللہ ولا خالق سواہ و ان الحوادث کلہا حدثت بقدرۃ اللہ تعالٰی من غیر فرق بین ما یتعلق قدرۃ العباد بہ وبین ما لا یتعلق فان تعلق الصفۃ بشیئ لا یستلزم تاثیرھا فیہ کالعلم بالمعلوم والارادۃ[۱] بفعل الغیر فالقدرۃ الحادثۃ لا تؤثر فی مقدورھا اصلا

[۱] اقول ارادۃ فعل الغیر وان لم تکن من الارادۃ المبحوث عنہا اعنی صفۃ من شانہا تخصیص احد المقدورین کما لا یخفی بل بمعنی المحبۃ والھوی لکنہ یرید الاستیضاح بصفات اخر الا تری انہ ذکر العلم ثم التقیید بفعل الغیر لیکون اوضح واظہر والا فارادۃ فعل نفسہ ایضًا غیر مؤثرۃ فی الفعل انما شانہا التخصیص والتاثیر شان القدرۃ کما نص علیہ فی المسایرۃ غیر انہ یتجہ لہم الجواب بان الکلام فی القدرۃ ولیس من شانہا الا التاثیر عند تعلق الارادۃ اما العلم والارادۃ فبمعزل عن التاثیر وکانہ لھذا اعدل عنہ الامام حجۃ الاسلام فی قواعد العقائد فاستند بنفس القدرۃ اذ یقول ولیس من ضرورۃ تعلق القدرۃ بالمقدور ان یکون باختراع فقط اذ قدرۃ اللہ تعالٰی متعلقۃ فی الازل بالعالم ولم یحصل الاختراع بہا اذ ذاک وعند الاختراع تتعلق بہ نوعا اخر من التعلق فبطل ان القدرۃ تختص بایجاد المقدور اھ وانت تعلم ان القدرۃ انما تؤثر علی وفق الارادۃ وانما تعلقت الارادۃ فی الازل ان توجد الکائنات فی اوقاتہا المخصوصۃ فیما لا یزال فلا نسلم ان القدرۃ تعلقت مع العراء عن الاختراع بل اثرت واخترعت علی وفق الارادۃ اما ھھنا فتعلق بلا تاثیر اصلا فلم تکن الا اسما بلا مسمی ونفظا بلا معنی وھذا حاصل ما ناقشہ بہ فی (باقی ص۱۶۵ پر)

واتفقت المعتزلة ومن تابعہم من اھل الزیغ علی ان العباد موجدون لافعالہم مخترعون لہا بقدرتہم ثم المتقدمون منہم کانوا یمنعون من تسمیة العبد

(بقیہ از صفحہ ۱۶۴) المسایرة اقول ولاادری ھذہ العقدة تنفك الاباحد امرین الاول لیست القدرة ماتؤثر حتما ولومع الارادة ولامحید عنہ للمعتزلة ایضا الاتری ان الکفرة بذلوا جہدھم فی ایذاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھموا بما لم ینالوا وارداللہ الذین کفروا بغیظہم فانما القدرة صفة من شانہا التأثیر وتؤثر مع الارادة لولا مانع وقد قال فی المسامرة شرح المسایرة اعلم ان الاشعریة لاینفون عن القدرة الحادثة الا التاثیر بالفعل لابالقوة لان القدرة الحادثة عندھم صفة شانہا التاثیر والایجاد لکن تخلف اثرھا فی افعال العباد لمانع ھو تعلق قدرة اللہ تعالٰی بایجادھا کما حقق فی شرح المقاصد وغیرہ اھ قلت وصرح بہ الامدی ثم رأیت فی شرح المقاصد من بحث القدرة الحادثة من مقصد الاعراض نسبہ لہ ولم یات بتحقیق یزید علی مامر اقول وفیہ حزازة والقلب لایطمئن بہ ولایسکن الیہ والا لکان کل انسان بل کل حیوان ولواخس مایکون واضعفہ قادرا علی الخلق والایجاد وان لم یتفق لہ ذالك لعروض مانع وھو سبقة الخلق الالٰہی وماذا تفعل الاشاعرة الاقدمون ح بدلیلہم ان لوقدر العبد علی فعلہ لقدر علی خلق الاجسام والجواھر اذلامصحح سوی الحدوث والامکان وھما مشترکان افتراھم قائلین ان کل انسان وحیوان حتی الخنافس والدیدان بقدر علی خلق السمٰوٰت والارض وان لم یقع لہم لسبقة خلق اللہ تعالٰی وقد نص الاشعریة ان لیس للعبد من الفعل الا المحلیة فتدبروانصف والثانی ان الحادثة تحدث ولاتخلق وکفی بہ تاثیرا وھذا ھوالذی حمل الحنفیة والقاضی والاستاذ وجمعا من المحققین علی القول بان للحادثة تاثیرا فیمادون الوجود والحق ان العقل لایستقل بادراك تلك الحقائق نؤمن بما اتی بہ القرأن وشھدت بہ الضرورة وادی الیہ البرھان (باقی ص ۱۶۶ پر)

خالقا لقرب عهدهم باجماع السلف على انه لاخالق الا الله تعالیٰ واجترأ المتأخرون فسموا العبد خالقا على الحقيقة هذا كلامه ثم اورد ادلة الاصحاب واجاب عن شبه المعتزلة وبالغ فی الرد عليهم وعلى الجبرية واثبت للعبد كسبا وقدرة مقارنة للفعل غير مؤثرة فيه اھ فهذا اصرح نص على ان معتقده رحمه الله تعالیٰ هو معتقد اهل السنة سواء بسواء فلم يبق احد تسايره المسايرة **اقول** ولكن العجب كل العجب من العلامة بحر العلوم اللكنوی عفا الله تعالیٰ عنا وعنه جنح فی الفواتح الیٰ مافی المسايرة مع تصريحه فيما قبله باسطر بما نصه (ومافهموا) ای المعتزلة بل هؤلاء الجهلة ايضاً (ان الامكان ليس من شانه افاضة الوجود) فان من هو فی نفسه باطل الذات محتاج[1] فی الواقعية الى الغير وكل على مولاه كيف يقدر على ايجاد الافعال من غير اختلال بالنظام الاجود وهذا ظاهر لمن له ادنى حدس من اصحاب العناية الالهی[2] لكن من لم يجعل الله له نورا فماله من نور (و عند اهل الحق) اصحاب العناية الذين هم اهل السنة الباذلون انفسهم فی سبيل الله بالجهاد الاكبر (له قدرة كاسبة) فقط لاخالقة الخ فكيف رضی مع هذا بان جعل الممكن الباطل الذات خالقا لعزائمه مع ان قول التاثير فی امر اعتباری كان برائی عينيه وقد كان بينه هو بنفسه على وجه كان و لم يتعقبه فان كان مختارا ولابد فكان اختيار ماعليه جمع من المحققين وليس فيه مخالفة نص ولا اجماع ادلیٰ واحری ولكن الله يفعل مايريد هذا وتلميذ

---

[1] استعمله بمعنی المحتاج وانما هو بمعنی التقبل والله متعال اينكون احد كلا عليه ۱۲ منه

[2] لعله من خطاء الناسخ والوجه الالٰهية ۱۲ منه رضی الله عنه

(بقيه حاشيه صفحه ۱۶۵) ان الفرق بين الانسان والحجر وبين حركتی البطش والارتعاش والصعود والهبوط و الوثبة والسقوط بديهی وان ليس للانسان الا ماسعیٰ وان لاخالق لشئ الا العلی الاعلى وان لامشيئة للانسان الا بمشيئة الله تعالیٰ ولانزيد علی هذا ولانقتحم بحر الانقدر على سباحته والله الهادی ۱۲ منه رضی الله عنه

المحقق العلامة الكمال بن ابی شریف وان سایر شیخنا شیخه رحمهما الله تعالیٰ لکنه اشار بعده الی ان هذا اخلاف ماعلیه اهل السنة حیث قال فی المسامرة عند قول المصنف قدمنا ان للمکلف اختیارا او عزما یصمم مانصه (اختیارا) علی ماعلیه اهل السنة (او عزما) علی مااختاره المصنف اه وتلمیذه الآخر العلامة الزین بن قطلوبغا فی تعلیقه علی المسایرة لم یرض به من اول الامر وقال للطریق الذی سلکه المصنف انه المرضی عنده الرافع للجبر ولم یندفع به کما سأنبه علیه ثم اورد طریقا اختاره العلامة الفناری فی الفصول واقره ومحصله هو التاثیر فی الاعتباری ولولا غرابة المقام لاوردته مع مایرد علیه **اقول** وبما ذکرنا ظهر ان الفرق بین ماساره فی المسایرة وقضی به القاضی کالفرق بین الغرب والشرق فما قال فی المسامرة ان حاصل کلام المصنف رحمه الله تعالیٰ تعویل علی مذهب القاضی الباقلانی الخ وتبعه علی القاری فی منح الروض الازهر فقال مااختاره هو الباقلانی من ائمة اهل السنة الخ مما لاوجه له نعم انما وافقه فی لفظ وهو انه یکون منسوبا الیه تعالیٰ من حیث هو حرکة والی العبد من حیث هو زنا ونحوه وقال القاضی قدرة الله تعالیٰ تتعلق باصل الفعل وقدرة العبد بوصفه من کونه طاعة اومعصیة فمتعلق تاثیر القدرتین مختلف کما فی لطم الیتیم تادیبا وایذاء فذات اللطم واقعة بقدرة الله تعالیٰ وتاثیره وکونه طاعة علی الاول ومعصیة علی الثانی بقدرة العبد وتاثیر لتعلق ذالک بعزمه المصمم اه فانما الاشتراک فی نسبة صفة الفعل الی تاثیر قدرة العبد واین ساادعی المحقق من خلقه عزمه **اقول** ماذکر من ان الصفة اثر قدرة العبد حق بلامریة لکن لاعلی الوجه الذی قرر المصنف بل الامر ان المولیٰ تعالیٰ اجری سنته بان العبد اذا اراد فعلا یخلقه الله تعالیٰ فیه فالارادة بخلق الله تعالیٰ والفعل بخلق الله تعالیٰ ولیس للعبد من الخلق شیٔ لکن کون الفعل ارادیا یتوقف علی ارادة العبد توقفا عقلیا قطعیا اذ لوخلق الله فیه الفعل

من دون ان يخلق فيه ارادة له لكان كحركة الحجر بالتحريك فلم يكن اراديا والفعل لا يكون طاعة ولا معصية الا اذا كان اراديا فهذه الصفة للفعل لا تحصل الا بارادتنا اى لكونه مصحوبا بالارادة خلق الله تعالىٰ فينا ولولا ذالك لم يكن طاعة ولا معصية قطعاً ثم انى رأيت المحقق ذكر فى التحرير اما الحنفية فالكسب صرف القدرة المخلوقة الى القصد المصمم فاثرها فى القصد ويخلق سبحٰنه الفعل عنده بالعادة فان كان القصد حالا غير موجود ولا معدوم فليس بخلق وعليه جمع من المحققين وعلىٰ نفيه فكذالك (اى ليس الكسب بخلق ايضا) علىٰ ماقيل (اى قول صدر الشريعة) الخلق يقع به المقدور لا فى محل القدرة ويصح انفراد القادر بايجاد المقدور والكسب يقع به فى محلها ولا يصح انفراده بايجاده ولو بطلت هذه التفرقة (بين الخلق والكسب) علىٰ تعذره (اى بطلانها) وجب تخصيص القصد المصمم من عموم الخلق بالعقل اه باختصار مزيد اما بين الهلالين من شرحه التقرير والتحبير لتلميذه المحقق ابن اميرحاج رحمهما الله تعالىٰ فقد ابان البون البين بين مابحثه فى المسايرة وبين ماذهب اليه الامام القاضى وظهرت بحمد الله تعالىٰ منه علىٰ فائدة نفيسة وهو انى كنت كتبت علىٰ المسايرة قبل هذا بنحو اربع سنين مانصه نرجوان المصنف رحمه الله تعالىٰ رجع عنه اذ لم يذكره فى نذلكة مايعتقده الا ماعليه اهل السنة كما سيأتى ونرجوان المولىٰ سبحٰنه وتعالىٰ جعل هٰذه الزلة الواحدة وان عظمت مغمورة فيما اولاه من بحار الحسنات الجميلة ونسال الله الثبات علىٰ الحق وهداية الصواب فى كل باب وصلى الله تعالىٰ علىٰ سيدنا محمد واٰله وسلم ابداً امين اه فبحمد الله تعالىٰ قد حقق الله رجائى وظهر رجوع المحقق عن اختيار مابحثه اذ علقه هٰهنا علىٰ تعذر التفرقة بين الخلق والكسب وصرح ببطلان التعذر فاذا بطل المبنى وجب تهدم البناء ولله الحمد وتصنيف التحرير متاخر عن تاليف المسايرة كما لا يخفى علىٰ من طالعة وذالك

قوله تعالیٰ یثبت اللّٰہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ والحمد للّٰہ رب العٰلمین **اما** ما اورد الشیخ القزوینی علی الامام ابی بکر الباقلانی کما نقلہ فی الیواقیت الامام الشعرانی مقرا علیہ انہ یقال لہ ھذہ الحال مقدورۃ للّٰہ تعالیٰ ام لا علی الثانی لا محالۃ تکون مقدورۃ للعبد وھو مذھب المعتزلۃ بعینہ و علی الاول لم یکن للعبد شیٔ البتۃ وذالک ھو مذھب الجبریۃ بعینہ فلا فائدۃ للتمسک بالحال اھ باختصار **اقول** وتلک شکاۃ ظاھر عنک عارھا: لا لما یترائی ظاھرا ان ھذا سوال عام الورود لا محیص عنہ لشئ من الاقوال فسار من اثبت للقدرۃ الحادثۃ تاثیرا ما فی شیٔ من عین اوحال فیقال لہ کما قلتم فان قال ان ذالک الشئ لیس مقدور للّٰہ تعالیٰ فھو الاعتزال او قال مقدور لہ لم یبق للعبد شیٔ وھو الجبر ومن لم یثبت کسادتنا الاشعریۃ فقد افصح بالشق الاخیر من الاول فیقال اذن لا شیٔ للعبد البتۃ فھو الجبر بعینہ وذالک لانہ انما یرید انکم لجأتم الیٰ ھٰذا نفیا للجبر فاذا اعترفتم انہ واقع بقدرۃ اللّٰہ تعالیٰ لا بقدرۃ العبد لاستحالۃ اجتماع مؤثرین علی اثر فقد انتفی الملجأ ولزم الفرار علی مامنہ الفرار فالمعنی ھو الجبر بعینہ عندکم بل لما **اقول** یختار انہ مقدور اللّٰہ تعالیٰ بل ومرادہ ایضا لکن اراد ان یرید العبد فیکون فلا جبرا ولا اعتزال والیٰ منحی ھٰذا ینحو ما فی المسایرۃ غایۃ ما فیہ انہ تعالیٰ اقدرہ علی بعض مقدوراتہ تعالیٰ کما انہ اعلمنا بعض معلوماتہ سبحٰنہ تفضلا الخ وبالجملۃ لا تنافی بین کونہ مقدور اللّٰہ تعالیٰ ومقدور العبد باقدارہ حتی یقال لم یکن للعبد شیٔ **وایضا** لا یلزم من کونہا مقدورۃ للعبد الاعتزال لانہم یقولون بخالقیۃ العبد والخالق افاضۃ الوجود

والحال غیر موجود هذا ولیعلم. انی لا ارید بالدفاع عن هذا القول ان قول به انما اقول انی لا اعلم ما یزده لا من نص او اجماع وقدر اد ان هٰهنا ثلثه اشیاء جال بین عینین ارادة العبد وفعله وتعلقها به فان لم یکن للعبد مدخل فی شئ من ذالک خرج من البین قطعا و هو الجبر حقا کما الزم به الحنفیة الاشعریة بل قد نصت الاشعرة القسم فی بحث عقلیة الحسن والقبح ان فعل العبد اضطراری بغیر اختیاری فوجب ان لا یوصف بحسن ولا قبح عقلا ونص

الامام ابو الحسن الاشعری ان العبد محل

الفعل فحسب وصرح کبراء الاشاعرة

کالامام الفخر والعلامة

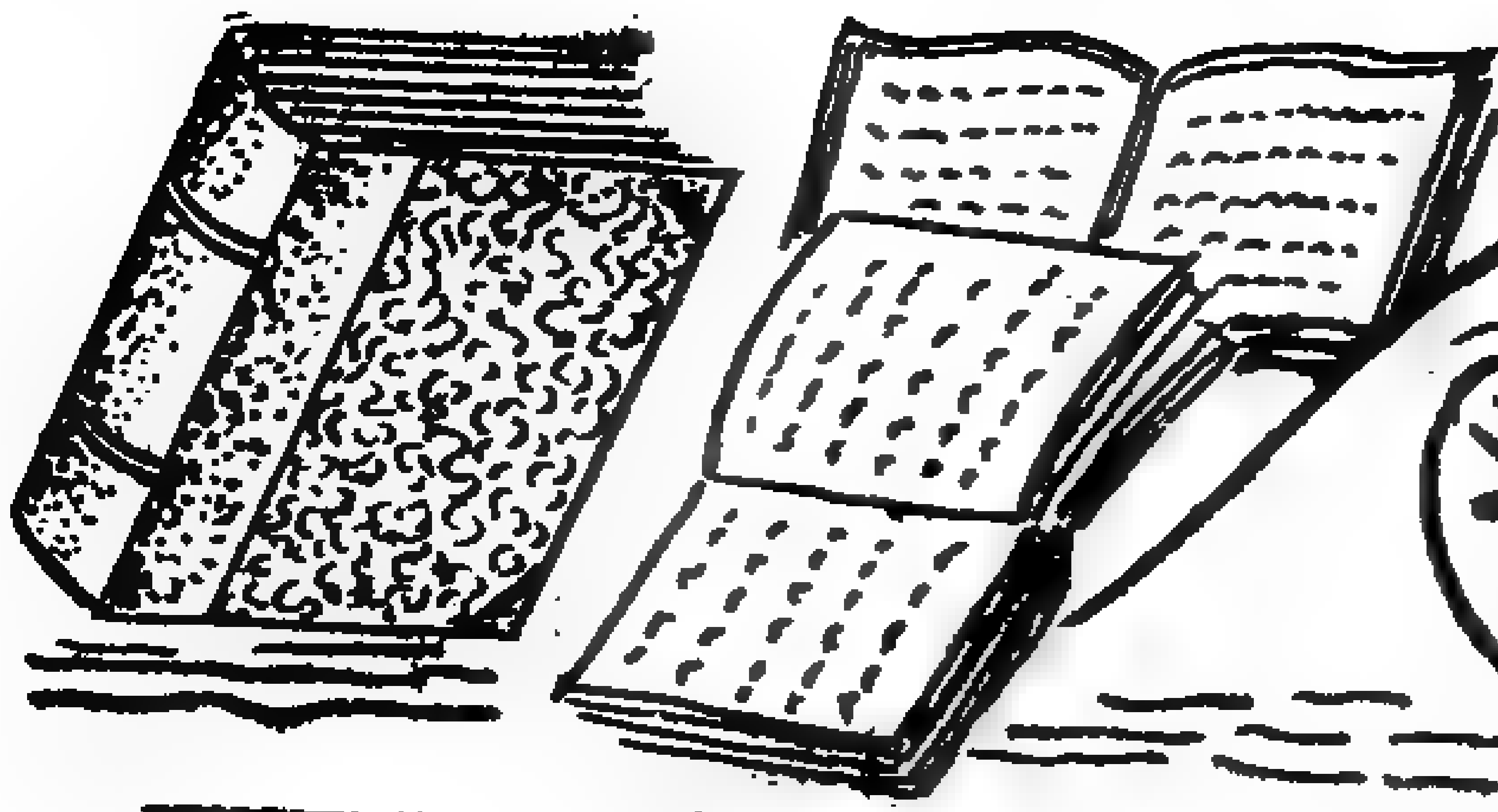
سعد فی اٰخرین

ان

المال هو الجبر

تمت

تصحیح کردہ ۔ مفتی اعجاز الرضوی





حضرت مولٰنا الحاج مفتی احمد یار خاں صاحب کی تصانیف

علم القرآن لترجمۃ الفرقان اصطلاحات اور قواعد قرآنی کا بیان جس سے کہ قرآن حکیم کا ترجمہ کرنے میں نہایت آسانی ہوتی ہے اور صحت ترجمہ کا اعتماد رہتا ہے نیز مسائل قرآنی بھی نہایت دل نشین طریقہ سے تحریر فرمائے ہیں۔ ہدیہ صرف ۱۲ آنے

جاء الحق۔ موجودہ زمانہ کے مختلف فیہ مسائل کا اعلیٰ فیصلہ ہے، جس کے پاس یہ کتاب ہو اس سے کوئی دیوبندی، وہابی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہزار ہا کتابیں بک رہی ہیں جلد از جلد منگوائیں ورنہ آٹھویں ایڈیشن کا انتظار کرنا ہوگا۔ قیمت پانچ روپے

شان حبیب الرحمٰن۔ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت قرآنی آیات سے عجیب دلکش ایمان افروز کتاب ہے اس کے مطالعہ سے مسلمان کے دل کو سرور رنج وغم کافور ہو جاتا ہے۔ ضمیمہ میں اولیاء اللہ، شہداء کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت پانچ روپے

نئی تقریریں۔ مولانا موصوف کی عشق ومحبت اور تحقیق میں ڈوبی ہوئی اُن تقریروں کا مجموعہ ہے جو آپ نے حال ہی میں مختلف موقعوں پر کیں۔ اگر آپ کو ولولہ عشقی اور محبت نبوی اور خوف الٰہی اپنے دل میں پیدا کرنا ہو، شریعت اور طریقت کی تحقیقات کے مزے اٹھانے ہوں تو ضرور اس کا مطالعہ کریں قیمت عہ

فتاویٰ نعیمیہ یہ حضرت موصوف کے ان مختصر فتاویٰ کا مجموعہ جو آپ کے قلم سے مختلف سوللات کے جوابات میں لکھے گئے ہیں مثلاً آمین بالجہر، قرأت خلف امام استمداد وغیرہ۔ قیمت ۲ روپے

اسلامی زندگی۔ یہ کتاب مسلمانوں کے لئے اسلامی دستور العمل ہے اس میں پیدائش سے لیکر مرنے تک کی تمام مراسم کی اصلاح کردی گئی ہے ضمیمہ میں حلال پیشوں کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں مجرب عملیات بھی مذکور ہیں۔ قیمت ایک روپیہ *

دار الاشاعت جامعہ گنج بخش داتا صاحب لاہور

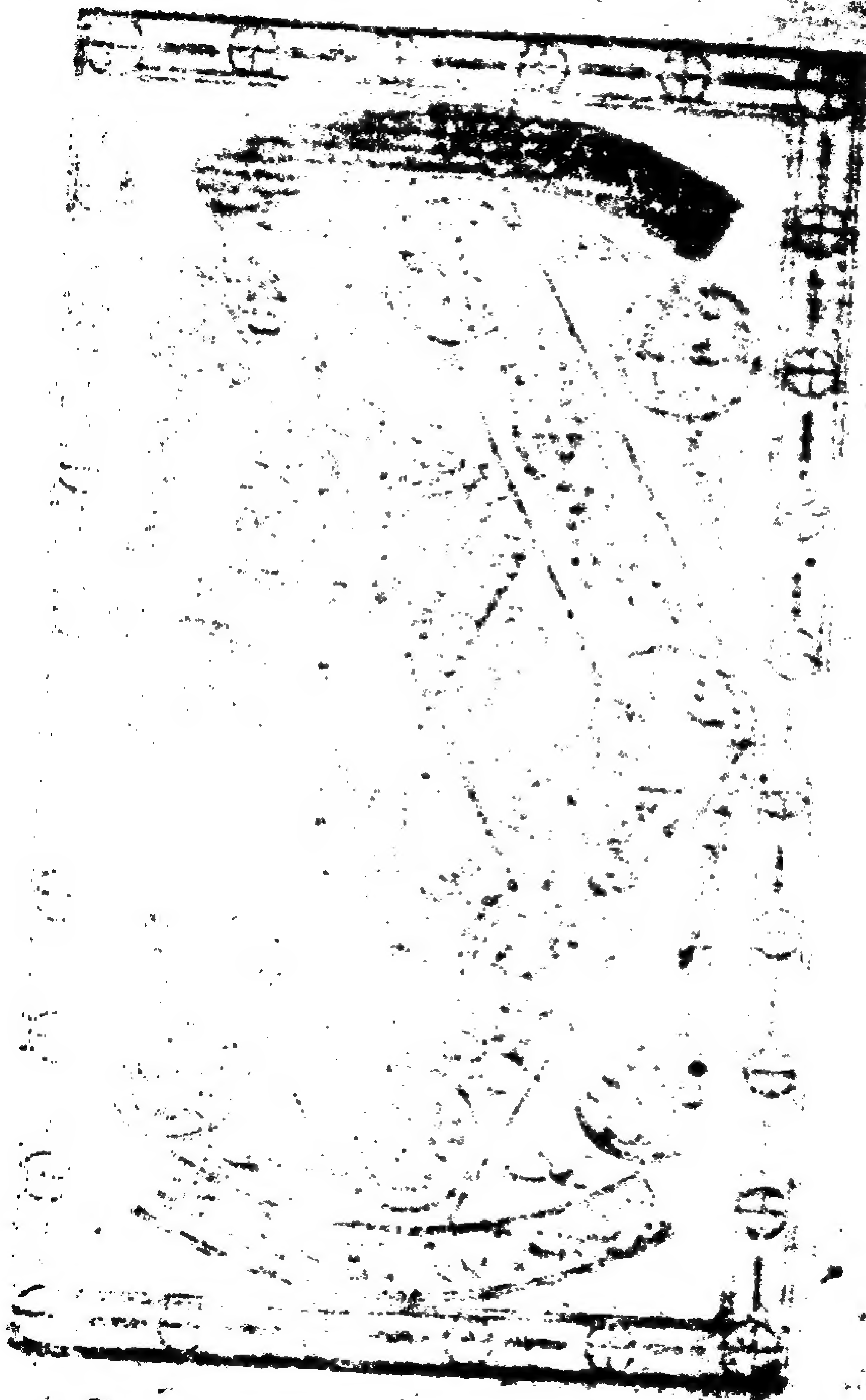
(گلزار عالم پریس لاہور)

حضور اعلیٰحضرت مولٰنا احمد رضا خاں صاحب کی تصانیف

التحریر الجید فی حق المسجد ۲ آنے
الخطبات الرضویہ ۵ آنے
الامن و العلیٰ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دافع البلا
کہنے کا جواز، اور آپ کو اللہ نے مختار بنایا۔ اس کا ثبوت
آیات اور صدہا احادیث اور بے شمار اقوال علماء سے
نہایت دلکش پیرائے میں بیان کیا گیا ہے ۲ روپے ۸ آنے
الدولۃ المکیہ مع ترجمہ اردو علم غیب اور علوم
خمسہ کا بیان قیمت چھ (۶) روپے
الھادی الحاجب غائب جنازہ کی ممانعت ۴ آنے
انہا الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار ۶ آنے
الیاقوتۃ الواسطہ تصور شیخ کا بیان ۲ آنے
الادلۃ الطاعنہ روافض کی اذان کا بیان ۳ آنے
انوار البشارۃ حج و زیارت کے احکام ۸ آنے
التحبیر بباب التدبیر ۴ آنے
الحجۃ الفائحہ فاتحہ مروجہ سوم چہلم کا ثبوت ۳ آنے
العقائد و الکلام توحید کے بارے میں تحقیق ۸ آنے
السوءُ العقاب ردّ قادیانی ۳ آنے
جلی الصوت ۴ آنے
رد الرفضہ ۴ آنے
خالص الاعتقاد ۱۲ آنے

الفضل الموھبی غیر مقلدین کا ردّ ۸ آنے
الاعلام بحال البخور فی الصیام ۳ آنے
احکام شریعت ۳ روپے
انباء المصطفےٰ علم غیب کا ثبوت ۶ آنے
اتیان الارواح مردوں کا گھر آنا ۲ آنے
ایذان الاجر فی اذان القبر ۳ آنے
الطیب الوجیز سونے چاندی کا استعمال ۲ آنے
احسن الوعاء لاداب الدعاء ۳ آنے
اجلی الانوار الرضا ۳ آنے
الزبدۃ الزکیہ فی تحریم سجود التحیہ
سجدہ تعظیمی کے حرام ہونے کا بیان ایک روپیہ ۲ آنے
ابر المقال مزارات کو بوسہ دینا ۴ آنے
الکوکبۃ الشہابیہ ردّ وہابیہ ۱۲ آنے
اعجب الامداد بندوں کے بندوں پر حقوق کس
قدر ہیں اس سے چھٹکارا پانے کے طریقے ۳ آنے
بدر الانوار فی آداب الآثار ۴ آنے
تجلی الیقین ۱۱ آنے
خیر الامال کسب کے طریقے ۳ آنے
حدائق بخشش حصہ اول ایک روپیہ
حصہ دوم ۱۲ آنے حصہ سوم ایک روپیہ ۱۲ آنے

نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاھور






جاء الحق
شان حبیب الرحمن
علم المیراث
اسلامی زندگی
اسلامی شادی
دیوان سالک
نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب

غاتِ کمال بروجہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اُس سے ممکن
نقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا، اور صفت کا بروجہ کمال ہونا یہ معنی کہ
احاطۂ دائرہ سے خارج نہ ہو
ان سب سے اگرچہ وہ اصلا
کے شبہات واہیہ
احتول کو اظہار

سبحان السبوح

حسب ارشاد
سید محمد معصوم جیلانی
قادری نوری